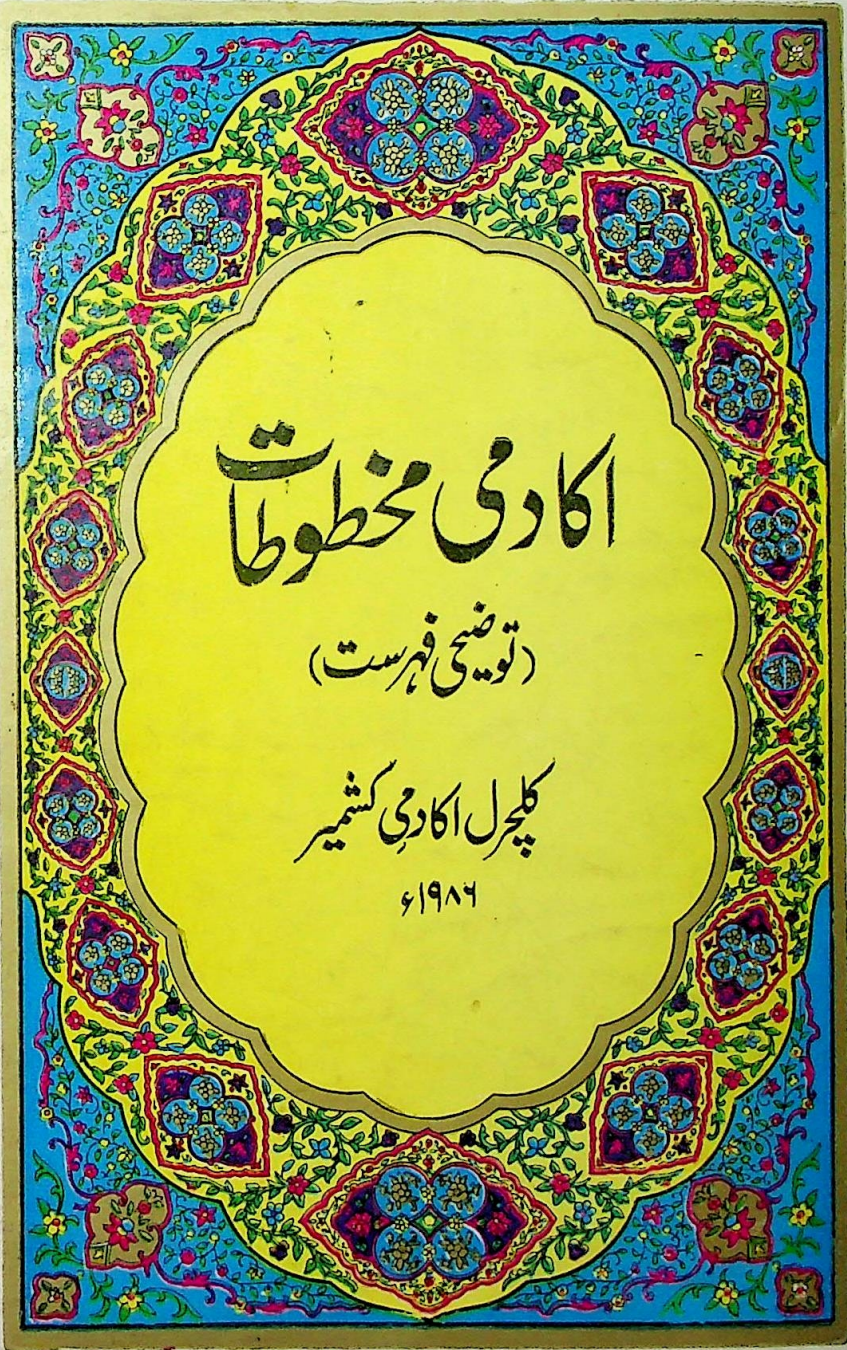


۷



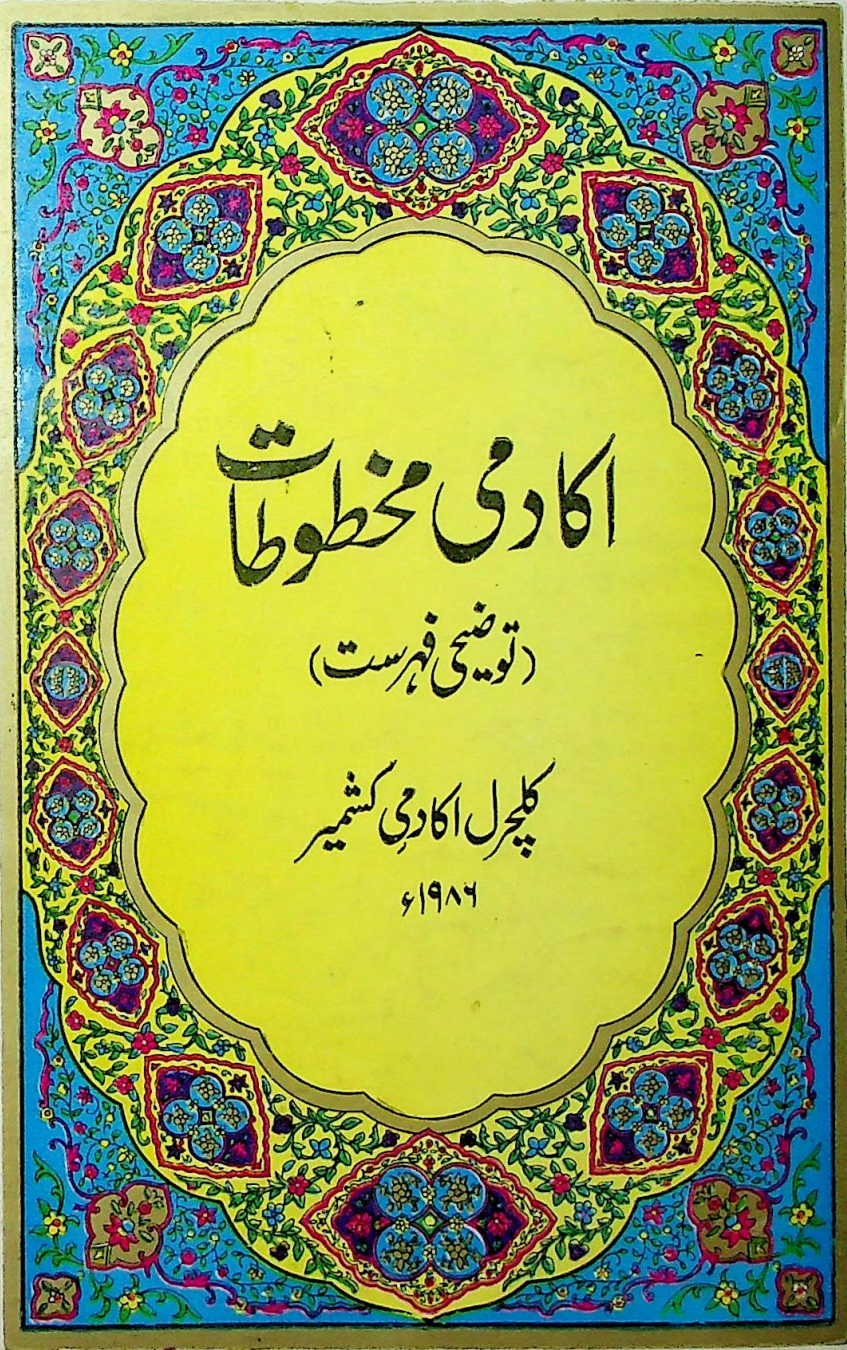
اکادمی مخطوطات

(توضیحی فہرست)

کلچرل اکادمی کشتیر

۱۹۸۶ء

۷



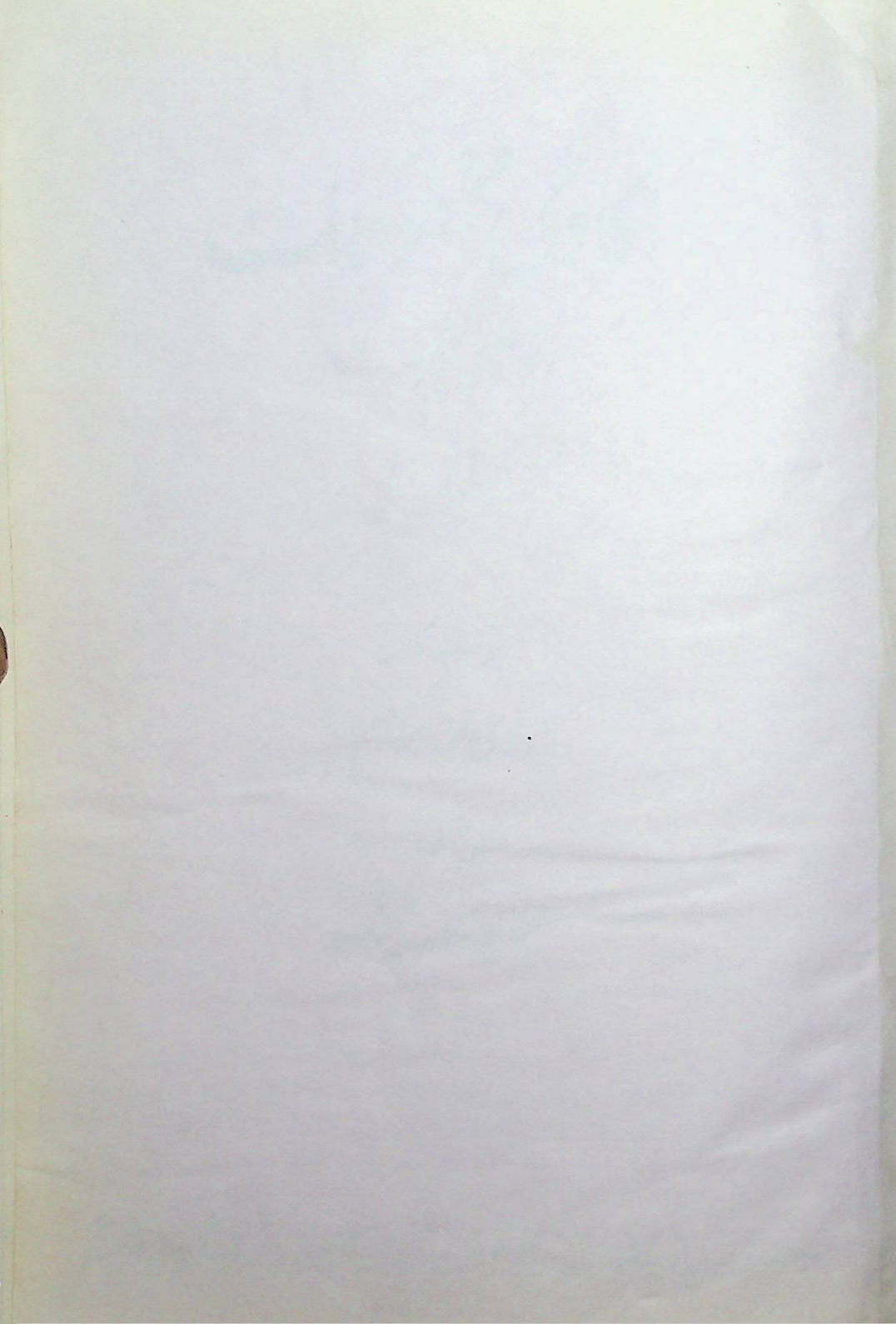
اکادمی مخطوطات

(توضیحی فہرست)

کلچرل اکادمی کشتیر

۱۹۸۶ء





اکادمی مخطوطات

(توضیحی فہرست)

جلد ۲

ترتیب کار

مولوی محمد ابراہیم

نظر ثانی

محمد یوسف ٹینگ

جسٹس اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹس کلچر اینڈ لینگویجز سرائیکر

۶۱۹۸۷

© سیکرٹری جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجس۔

سال . ۱۹۸۷ء

مطبع . جے . کے آفسیٹ پرنٹرز . دہلی
کتابت . محمد یوسف مسکین . جی جن

پُشت

اکیڈمی میں محفوظ ایک مخطوطے کی تصویر
تصویر شاہ جہاں

شَرِیْب

• عرض ناشر

• فقہ

• تواریخ

• سوانح

• شعر و شاعری

• بیاض

• مثنویات

• فرہنگ

• صرف و نحو

• موسیقی

• خطاطی

• متفرقات

عرضِ ناشر

پچھلے سال اس تشریحی کیٹلاگ (CATALOGUE) کا پہلا حصہ قارئین کے سپرد کیا جا چکا ہے۔ اُس وقت ہم نے وعدہ کیا تھا کہ دوسری جلد چند ماہ میں شائع ہوگی لیکن زمانے کی گردشیں بعض اوقات بساط کی بساط اُلٹ دیتی ہیں بقول فیضی طر

ز منجینق فلک سنگِ فتنے بارو
مَن ابلہنا نہ گریزم بہ آبگینہ حصار

شکر یہی ہے کہ ہمیں پھر سے بساط بچھانے کی فرصت میسر ہوئی ورنہ حکم تو جاری ہو چکا تھا کہ اکادمی اپنی کتابیں چھاپنے کے جرم سے باز آئے۔ بلکہ اس کی عادت ڈالنے کے لئے خاص طور زیرِ نظر کتب جیسی "بے کار" مشغولیتوں کو بند کرنے کا فتویٰ بھی صادر ہو چکا تھا اور فائل پر موجود اس حکم کے نفاذ کو ہمارے بہت سے اُن احباب اور بُزرگوں کی تائید حاصل تھی جن کو ہم اپنی پناہ گاہ سمجھتے تھے۔ طر

زگل فروشِ نالِ کمز اہل بازار است
تپاکِ گرمی رفتارِ باغبانم سوخت

پہلی جلد کے بعد اس جلد کی تکمیل نے سائے دفتر کو سمیٹ دیا ہے اور میں ایک بڑے بوجھ سے سبکدوشی کی فرحت محسوس کر رہا ہوں۔ اس فہرست کی مکمل اشاعت سے ان شاندار علمی موتیوں کی حفاظت کا امکان کی حد تک انتظام ہو گیا ہے لیکن اس سے بڑی بات یہ ہے کہ اب ان معشوقانِ تحریر کے

حُسن و جمال کی کرنیں عاشقانِ علم کے دلوں میں جستجو کی تپش تیز تر کر دے گی۔
 پہلی ہی جلد کی طرح اس جلد میں بھی نہ صرف انتہائی بیش قیمت قلمی نسخے
 شامل ہیں بلکہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو یا تو صرف اکادمی کے پاس ہی
 دستیاب ہیں کیونکہ ان کی ایک ہی نقل ساری دنیا میں موجود ہے یا ان میں بیشتر
 نایاب و نادر ہیں۔ ایسے کچھ نسخوں میں سے چند نمونے یہ ہیں:

- فرید الدین عطار کے اُشتر نامہ کا قدیم اور نایاب نسخہ۔
- بیاض فارسی، جس میں فارسی کے کچھ بالکل گمنام شاعروں کے کلام کے نمونے
 درج ہیں۔

- رسالہ الانصاف، خواجہ حبیب اللہ نوشہری کی تصنیف۔
- شجرہ مبارکہ حضرت سرور کونینؑ، خواجہ حبیب اللہ نوشہری کی تصنیف۔
- اس میں حضرت شیخ یعقوب صرّفی کے سانچے ارتحال پر بھی ایک نظم درج ہے
 جس کا یہ شاید دنیا میں واحد نسخہ ہے۔
- ملامحمد رفیع مانٹھی کا دیوان جس کا دنیا میں مکمل نسخہ صرف یہی ہے۔
- ملامحمد رفیع کے شعری کمال کا اندازہ اُس کے محض ایک شعر سے ہو سکتا ہے طر

بہ ایں محیطِ کرم گرچہ آشنا دارم

دلم جو کاسہ گرداب در کفم خالی است

جس کا ہجو کشمیری نے یوں کشمیری زبان میں ترجمہ کیا ہے طر

آؤ لُن ز مَظوَر پِنالہ ہِتھ پھیران نثران راتس دَوَس

دُنیت نہ آسَن دالِ دُری باون تَسس اکھ قَطَر آب

• دیوانِ محترم - دنیا میں شاید ایک ہی نسخہ جس سے فارسی گوئی کے اُفق پر ایک بالکل نیا ستارہ اُبھرتا ہے۔

• نسخہ زینتُ الجمال - فارسی میں کام سوتر طرز کی ثمنوی جسمیں عورتوں کی رعنائی و زیبائی کے راز بیان کئے گئے ہیں۔ بوسے کی تعریف کے علاوہ پستان اور ران و ساق کی دلفریبیوں کے مرقع کھینچے گئے ہیں۔ مرزا مہدی مجرم نے اسے ۱۸۶۴ء میں تحریر کیا ہے اور اُن کے اپنے ہاتھ کی تحریر ہے۔

• دیوانِ آتش - خواجہ حیدر علی آتش کا دیوان جو اُن کی زندگی میں ہی ۱۷۳۶ء میں نقل ہوا ہے۔

• دیوانِ مصحفی - رضا ہمدانی مصحفی کا دیوان اُس کی زندگی میں نقل کیا ہوا۔

اسی طرح اس ذخیرے میں کچھ مشاہیر کے دستخطوں (AUTOGRAPH) سے لکھے گئے قلمی نسخے شامل ہیں۔ جو انہیں بیش بہا بلکہ انمول بناتا ہے۔ چند مشاہیر یہ ہیں:-

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، عبدالوہاب شایق، محمود گامی، مرزا مہدی مجرم،
واسعہ کول اوگرہ، مقبول کمرالہ داری۔

اس کے علاوہ دوسرے نوادر کی تفصیل خود فہرست میں ملاحظہ کی جاسکے گی۔

اس جلد میں بھی مُرتب مولوی محمد ابراہیم نے عرق ریزی سے کام لے کر نسخوں

کے متعلق تفصیلی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ اتنا

مُفصل کیٹلاگ ہمارے ملک میں بہت کم شایع ہوا ہے۔ ہمارا کتب خانہ ایک ورثہ

کی طرح آگے جاتا ہے اور راستے میں نئی ندیاں شامل ہو کر اس کو وسعت دیتی

ہیں۔ ہم اب بھی بدستور مخطوطات کو اپنی آغوش میں لینے کے لئے بے قرار ہیں۔
مجھے اُمید ہے کہ ہمارے ہوتے ہوئے نہ سہی لیکن مستقبل میں اس فہرست کی تیسری
جلد کی اشاعت ضرور ممکن ہوگی۔

اس فہرست کی اشاعت کے بعد ایک اور اہم کام جو اکادمی کے دروازے
پر دستک دے رہا ہے، یہ ہے کہ اُن نادر غیر مطبوعہ نسخوں کی اشاعت کا اہتمام
کیا جائے۔ جو ابھی تک صرف ہماری لائبریری کے صدف خانے میں پوشیدہ ہیں۔
یہ ایک بڑا اور بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ لیکن اس کی شروعات اس لئے فرض
بنتی ہیں کہ یہ میراثِ علم کا ہم پر قرض ہے۔ اور اسے اس کے اصل حقداروں کے
سُپردہ کرنے میں تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔

اس کیٹلاگ کی اقا دیت بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ اسے علمی
دُنیا کی لائبریری لنگویج انگریزی میں منتقل کرنے کا بیڑا اٹھایا جائے۔ میں
سمجھتا ہوں کہ جلد یا بدیر ایسا کرنا اکادمی اور دُنیا کے علم دونوں کے مفاد میں
ناگزیر بن جائے گا۔

محمد یوسف ٹینگ
(سیکرٹری)

ہری نگر۔ مارچ ۱۹۸۷ء

فقہ

بدایع منظوم

سائلِ صلوة اور اُس کے متعلقات میں ایک مختصر رسالہ ہے۔ کتب کا آغاز روایتی انداز میں حمد خدا و نعت رسول و مناقب صحابہ کرام سے کیا گیا ہے۔ وجہ تالیف کے بعد ترتیب مضامین یہ ہے :

فرض ہائے وضو، ناقضات وضو، سنت و فرض غسل، در بیان تیمم، بیان حیض و نفاس، استنجا کے مسائل، وقت ہائے نماز، شرائط نماز، فرض ہائے نماز، واجبات نماز، سنت نماز، در امامت، رکعات نماز فرض و سنن، سجدہ ہائے تلاوت، بیان نماز مرضی، حکم معذور، ذکر نماز خوف، مفسدات نماز، بیان نماز قضا، باب در بیان نماز وتر، نماز شک، حکم نماز جمعو، وجوب حدقہ، فطر، در تراویح، در نماز کسوف، نماز استسقا، در نماز جنازہ، احکام روزہ، حکم کفارہ در حیام، مکروہات روزہ، احکام اعتکاف۔

مضمون دینیات (فقہ و فلسفہ)، زبان کشمیری، پیرانہ، بیان نظم، ناظم صدیق ملاحظہ ساکن ہاجن، زمانہ تالیف نامعلوم، لیکن چودھویں صدی ہجری (بیسویں صدی عیسوی) کا آغاز، کاتب و ناقل نامعلوم، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، صفحہ ۳۲ کے مطابق محفوظ پیرسید عبدالرشید کراچی کی ملکیت رہ چکا ہے۔ فولیو ۱۸ (صفحات ۲،) اشعار فی صفحہ، تقطیع ۱۱ ۱/۲ x ۸ ۱/۲ انسٹی میٹر۔ آغاز کے اوراق ندارد۔

شروع کا بیت :

چہ ابو بکر ثورن اندر سردار مقتدی تس مہاجر و انصار

اختتام : چھس نہ نوید از عنایت حق بر غنوب رحمت حق چہ سبق

مثنوی ناصر علی عشق کے شور اور سوز و گداز کے بیان میں ہے۔ شاعر، ادیس اور
۱۸ ویں عیسوی کا ہندوستانی شاعر تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کی بادشاہت اور کارکردگی سے
متاثر تھا، اسلئے اخیر یہ مثنوی اُسی کے نام پر مفعول ہے۔ مثنوی ناصر علی زیادہ مولانا کے
روم کی مثنوی کے اشعار کی منظوم تفسیر ہے۔ یہ شعر ہندوستان کی تعریف میں ہے (ورق ۳۹)
زہفت اقلیم عالم دیدہ بستند نظر در خاک ہندستان شکستند
اور اس شعر میں کشمیریوں کا نام لیا گیا ہے (ورق ۳۹) :

نیسَم کرد از کشمیر بیان رم کہ رنگ زعفرانش رفت و بُو ہم
مضمون تصوف و اخلاق، زبان فارسی، زمانہ تالیف گیارہویں صدی ہجری
(سترہویں صدی عیسوی۔ شاعر ناصر علی سرہندی متخلص علی، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور)
مثنوی غنیمت، مولانا غنیمت کنجاہی (کنجاہ، ضلع گجرات، مغربی پنجاب، پاکستان)
کی منظوم کوشش ہے۔ اس میں شاہد اور عزیز نام کے دو آدمیوں کی داستان معاشقہ کا
ذکر ہے اور اس امر کی طرف مثنوی کا بالکل ابتدائی شعر بطور براءۃ استہلال (مقدمہ میں
اصل مضمون کی جانب اشارہ ملنا) اشارہ کرتا ہے۔ شعر ہے :

بنام شاہد نازک خیالاں عزیز خاطر آشفته حالاں
اصل مضمون پر آنے سے قبل مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات، نعت پیغمبر منقبت
چهار یار اور غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر گیلانی کے اوصاف حسنہ مذکور ہیں۔ بعد
ازاں پنجاب اور ہند پنجاب کی خوبی کا مفصل بیان ہے اور دل کشمیر کو اس پر پانی ہوتے ہوئے
دکھا گیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے :

ز شوق آنکہ آید تا بہ پنجاب دل کشمیر صدرہ می شود آب (ورق ۴۸)

کتاب کا نام بدایع منظوم اس

شعر میں درج ہے:

او نوئے در نظم بہترین علوم

وؤ نوئے کا شریع منظوم

مصنف اور اس کے کانوں کا نام:

گرام ملا، نام چیم صدیق

کام ہا بن تہ، کام چیم توفیق

مخطوط نایاب ہے اور قابل

طباعت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے

کہ عشق و عاشقی کے علاوہ کشمیری

زبان مذہبی مسائل بیان کرنے کی

بھی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس سے کشمیری زبان کے لٹریچر میں اضافہ ہوا ہے۔

279.

247

مجموعہ مشنویات

حسب ذیل تین مشنویوں پر مشتمل ہے :

۱. مشنوی ناصر علی سرمندی ۲. مشنوی غنیمت ۳. مشنوی محمد زمان راسخ۔

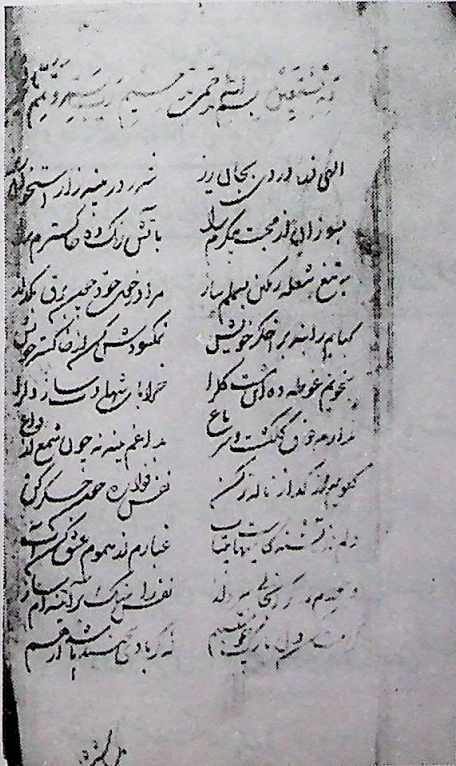
مشنوی ناصر علی (نویسہ ۱ سے ۶۸ تک)

مشنوی غنیمت کنجاہی (۴۰ - ۱۱۰)

مشنوی محمد زمان راسخ (۱۱۰ - ۱۶۱)

بازیکدون (بھگتوں) کے بہرہ و پیہن کے بیان میں ایک اور مرتبہ کثیر کا یونہی ہے:
 گہے باغرت و گاہی قشنگی گہی کشمیری و گاہی فرنچی (ورق ۸۱)

وصف پنجاب کے مفصل بیان کے بعد شہنشاہ اورنگ زیب، پناہ شرع عالمگیر
 غازی کی تعریف میں ایک طویل مثنوی ہے۔ بعد ازاں شاعرانہ رنگ و روغن کے بعد شاہ و عزیز
 کی داستان۔ مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگار مولانا غنیمت گنجی ہی
 زمانہ تالیف کیا دہویں اور بارہویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی) کا نائب و تاریخ
 کتابت غیر مندرج، تاہم ۱۲۱۶ھ (۱۸۰۱ء) کی تحریر، تعداد ابیات ۱۷۸۵، خط شکستہ
 نستعلیق، کاغذ کشمیری۔



مثنوی راسخ قوام الدین علی نام
 کے کسی شخص سے شاعر کی داستان
 عشق کے بیان میں ہے۔ یہ قوام
 الدین ہندوستان کے کسی ایسے
 شہر کا باشندہ تھا جو ہندوستان
 کی شمع تھا۔ بقول شاعر قوام الدین
 گیسو اور قامت میں قیامت تھا۔
 مضمون داستان بطرز مثنوی
 زبان فارسی، ناظم مثنوی محمد زمان
 راسخ، زمانہ و نظم نامعلوم، تاریخ کتابت
 ۱۲ جمادی الثانی ۱۵۴۲ھ (۱۱ بیت دار

اگست ۲۳، ۱۹۴۱ء) کاتب نامعلوم، تعلیق شکستہ، کاغذ کشمیری۔

مثنوی ناصر علی سرسندی اور مثنوی راسخ نایاب ہیں۔ جبکہ مثنوی غنیمت گنجابی

کے جس کا دوسرا نام "نیرنگ عشق" بھی ہے، متعدد نسخے محکمہ تحقیق و اشاعت، حکومت جموں و کشمیر کے قلمی کتب خانے میں محفوظ ہیں۔

تقطیع تینوں مثنویوں کی : ۱۷۲ x ۹، سنٹی میٹر۔

آغاز : الہی ذرہ دردی بجان ریز شرر در پنبہ زار استخوان ریز

اختتام : کتاب افسانہ بیگانہ در کوش سبقہا عہدی از خاطر فراموش

کاتب کا اختتامیہ : تمام شد مثنوی محمد زمان راسخ تاریخ بیست و یکم شہر ثانی

جمیہ ثانی ۱۵۴ھ۔

نوٹ : تینوں مثنویاں ایک ہی جلد میں مجلد ہیں۔

413.

248

ترجمہ مختصر الوقایہ منظوم

صدر الشریعہ (محمد بن صدر الشریعہ محبوبی حنفی بخاری مثنوی ۱۲۳۹ھ)

در جُمُارِا کی عربی تصنیف مختصر وقایہ کا منظوم ترجمہ ہے۔ مختصر وقایہ فقہ حنفیہ کی اہم اور

معتبر کتاب ہے۔ وقایہ صدر الشریعہ کے دادا تاج الشریعہ نے تصنیف کی تھی اور چونکہ

یہ کتاب طویل تھی اور محفوظ نہ رہ سکتی تھی، اس لئے اُسے اُس کے پوتے صدر الشریعہ

مذکور نے طوالت سے نکال کر مختصر کر دیا، تاکہ فقہ کے طلباء بطور متن اُسے زبانی یاد رکھ

سکیں۔ مختصر وقایہ اور اُس کی شرح ہمیشہ سے ممالک حنفیہ میں طلباء کے لئے درسی کتاب

رہی ہے اور اس وقت بھی ہے۔

مضمون فقہ (حنفی) زبان اصل کی عربی نثر، زبان ترجمہ کی فارسی نظم، ناظم جامی
 زمانہ تالیف ۱۰۱۵ھ ہجری (۱۶۵۱ء) کتاب شاہ ترکستان سبحان قلی خان بہادر خان جس کی
 تاریخ جلوس "قلل سبحانی" (۱۰۶۱ھ) ہے کے نام معنون ہے۔ کاتب بابا محمد صابر تاریخ بت
 ۲۰ ماہ رمضان المبارک خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، اوراق ۲۲۲، ابیات فی
 صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۱۰۶ x ۶۸۰ سنٹی میٹر۔

آغاز: اسی براہ تو کفر و دین بامید سودہ رخسارہ سیاہ و سفید
 اختتام:

نزد بعضی اشارتش نہ رواست بزبانِ قلم اگر دانا ست
 کاتب کا اختتامیہ: قد وقعت الفراغ بفضل اللہ و حسن عونہ من ہذہ النسخۃ
 الشریفۃ المسمیٰ بالترجمۃ علی مختصر الوقایہ بید احقر عبداللہ بابا محمد صابر بجمہت
 (عبادت دانستہ مٹادی گئی ہے) 'مرقوم شد بتاریخ بیستم شہر رمضان المبارک (سنہ مرت
 کے نیچے چلی گئی ہے)

249

455.

ضروریہ تنوید منظوم

نماز اور اس کے متعلقات میں منظوم مگر مختصر سالہ ہے۔ اہم مضامین حسب
 ذیل ہیں:

فرائض و منو، مستحبات و منو، ارکان نماز، فرائض غسل، سنت غسل ہو جہاں
 غسل، تیمم، نجاست غلیظہ و خفیفہ، فرائض نماز، مفسدات نماز، مکروہات نماز، شرط
 جمعہ، فرائض صوم، نواقض صوم و کفارہ۔

مضمون فقہ، زبان فارسی (نظم) شاعر ابوالفقر بابا نصیب الدین غازی
 زہند میر حسین رامی متوفی ۱۳ محرم روز یک شنبہ ۱۲۴۴ ہجری (۲۸ مئی ۱۸۶۳ء) مدفون
 رقصہ بیچہ پادہ، شیخ مومن "تاریخ وفات ہے۔ کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور۔

اسی کے ساتھ ملحق کلام شیخ نور الدین ولی کشمیری متوفی شب دوشنبہ بعد از نماز
 عشا، ۲۷ ماہ رمضان المبارک ۱۲۴۲ ہجری (۱۲ مارچ ۱۸۲۹ء مطابق ۲۶ ماہ پوہ) مدفون
 قصہ چرار شریف، فقرہ "شمس العارفین" تاریخ وفات ہے۔

مضمون فقہ و تصوف، زبان کشمیری و فارسی (نظم) مصنف کشمیری زبان کے شیخ
 نور الدین ولی مذکور، فارسی نظم کا مصنف نامعلوم، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، خط نستعلیق
 اور کہیں کہیں نسخ، کاغذ بیسی (کشمیری) اوراق بالترتیب ۱۰ و ۱۱، تعداد اشعار صفحہ
 مختلف، تقطیع : ۱۳، ۵ x ۲۱، ۶ سنٹی میٹر۔

آغاز: حمد بے حد مر خداوند و دود ذوالمنن

آنکہ ذاتش نے عرض نے جوہر و نے جان و تن

اختتام: ازا انجاعت بعضی کراطاعت خدمت شیخ العالم بر میان بستند و فرقہ

برہمنوی دوی گوشہ انزد اگر گفتند و گروہی خورد و خواب بر خورد حرام ساختہ احرام بیت الحرم
 بستند، قدست اسرار ہم والدہ اعلم بالصواب والیہ المصیر والمآب۔

مخطوط کے عنوان کے صفحہ پر شاہی کی فارسی نعت محمد مصطفیٰ ہے۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

مفتی اعظم یعنی کاثر مسد کتاب

فقہ حنفیہ کی معتبر کتابوں مثلاً شامی، درمختار، رد المحتار، بحر الرائق، مرقی
لفلاح، جامع الرموز، عالمگیری، مضمحلر، قاضی خان، شرح وقایہ اور ہدایہ وغیرہ پر
مبنی فقہ حنفیہ کی کتاب ہے۔ یہ کتاب جو دراصل نقل ہے، فنیق عام پریس لاہور کے لئے
بغرض طباعت تیار کی گئی ہے۔ مخطوط مختلف مقامات پر مصنف کے قلم سے تصحیح اور قلم
زنی (کاٹ چھانٹ) کا حامل ہے۔ اصل مضمون سے قبل مخطوط کے آغاز میں مضامین کی ایک
مفصل فہرست ہے۔ کاثر مسد کتاب کا تعلق مسایل طہارت، نماز، جنازہ، مسائل صوم
(روزہ) مسایل زکوٰۃ، مسایل حج اور مسایل نکاح و طلاق و عدت وغیرہ سے ہے۔ دیگر معاملات
یعنی بیع و شراء، حید و ذبايح، کفارہ یمین اور مسایل وراثت قطعاً نظر انداز کر دئے گئے
ہیں۔

مضمون فقہ حنفی، زبان کشمیری، نسخ خط فارسی، مؤلف نور الدین متخلص،
قاری کا شمیری (کشمیری) ولد علامہ صد الدین مرحوم و ازہ پوری، سرینگر کشمیر تاریخ
ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ (ستمبر ۱۹۲۹ء) مؤلف کا خود نوشت، زشت خط، حد سے زیادہ کا
چھانٹ کا حامل، صفحات ۲۲۲، سطور فی صفحہ ۲۵، تقطیع ۱۵، ۲، ۳، ۴، ۲۰ سنٹی میٹر۔

آغاز: دوبارہ سپین چھاپ مسد کتاب سہ سٹھاد کا مژن اُس نایاب خواب
اختتام: مسئلہ بیماری ہندس حالس اندرون زنابہ اگر کر، کر در ایکھ۔ طلاق ہنبر
چھے۔ تو پتہ دراپہ سونہبر، پیوس طلاق اٹھ صورتس اندرتہ نینہ حصہ، نکیا ز تہ
کر پائے سوکوم۔

نوٹ: پیش نظر خطوط پر لیس کو جانے والی دوسری اشاعت کی کاپی (نقل) ہے
مولوی محمد نور الدین قاری کشمیری مصنف کتاب ہذا حکومت جموں و کشمیر کے مختلف سرکاری
اسکولوں میں تعلیمی کے فرائض انجام دے چکے تھے۔

159.

251

کتاب الفقہ (۹)

وضو، غسل، مسایل آب، نماز اور اس کی شرائط میں مختلف کتب فقہ پر مبنی
فقہ کی کتاب ہے۔ اس کتاب کی تدوین و تالیف میں جن کتب سے امداد لی گئی ہے۔ ان میں سے
چند ایک یہ ہیں: سراج الودیع، ظہیرۃ، بدایع، البحر الرائق، جمع الجوامع، معراج الدرایہ،
مطلوب المؤمنین، ہدایہ، فتاویٰ قاضی خان، النہایت، الذخیرہ للبرہندہ، زیلعی، زہدی
فتح القدیر، مناسیح، القدوسی، فتح المذاہب الاربعہ للکاتب، العیون لشیخ ابن ہمام و ابن
نجیم، القنیۃ فی شرح المینۃ المصلی، المحیط، الکافی والتبیین، المجتبی، جواہر الفتاوی
امام بزدوی، الخزانۃ، شرح مجمع اور غیاثیہ وغیرہ۔

زیر بحث کتاب الفقہ اگرچہ وضو، غسل جنابت اور پانی کے مسایل پر مشتمل کتاب
ہے، لیکن نماز کی جزئیات بالتفصیل بیان کی گئی ہیں۔ کتاب کا ہر ایک مسئلہ باقاعدہ مشہور
فقہ حنفیہ کی کتابوں پر مبنی ہے جیسا کہ ساتھ ساتھ کے حوالہ جات سے مفہوم ہوتا ہے۔
مضمون فقہ حنفی، زبان فارسی، نشر، مصنف نامعلوم، لیکن اغلب یہ ہے کہ ہندوستان
کے شہر بڑہنپور کا باشندہ تھا۔ سال کتابت نامعلوم، کاتب نامعلوم، اول و آخر سے ناقص
خط تالیف متوسط، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۲۶۶، سطور فی صفحہ ۱۳،

تقطیع: ۱۱ x ۷ ۱/۲ انسٹی میٹر۔

شروع: بیان بیت اول بطریق اختصار آنست (الف) اندام پاک کردن از نجاست
معنوی و صوری کہ بحث و جست و در عرف فقہاء تعبیر ازین ہر دو واقع می شود۔
اخیر: چنانکہ در بحر الرائق گفتہ کہ بعد از حدث مذکور ہما نوقت متصرف کرد، اگر
توقف کرد مقدار ادائے رکعی بغیر عذر نماز فاسد گردد و قسم دوم مفسد۔

479.

252

کتاب المسائل

معاملات (لین دین) کے سلسلے میں فقہ (دینیات) کی کتاب ہے جن مسائل کا
خاص طور پر بیان ہے۔ وہ ہیں نکاح، طلاق، مسایل ظہار، مسایل عینین (نامرد)، عدت،
چوری، احکام جنگ، احکام عشر و خراج، احکام جزیہ، احکام لقیط، احکام بندہ
کریختہ، مسایل احکام غائب، احکام شرکت، احکام وقف، مسایل خرید و فروخت، احکام
ضمانگیری، مسایل حوالہ گیری، احکام قفنا، احکام وکالت و دعویٰ و اقرار، احکام صلح
امانت، عاریت، بخشش، اجرت، بندہ مکاتب، اکراه، غصب، حق شفعہ، زراعت، ذبح،
قربانی، شکار، مکروہ و مباح، کشتن و جراحت، احکام شراب اور خمری۔

مضمون فقہ (حنفی) زبان فارسی نشر، مصنف نامعلوم، کاتب نامعلوم، تاہم
جس کے لئے لکھی گئی، اس کا نام محمد سعید ولد بہادر دارساکن موضع لوچہ، تاریخ کتابت
۲۷ شعبان المعظم ۱۲۴۲ ہجری (پیر ۱۸ ستمبر ۱۸۲۵ء) ناقص الاول، صفحہ ۱۹، ۶۲
اور ۶۳ پر کسی شخص محمد اکبر کی مہر سال ۱۱۹ھ (۱۷۷۶ء)، خط مستعین محمد علی،
کاغذ دیسی (کشمیری)، صفحات ۶۳، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۴، ۱۰، ۶، ۲۱، سنطی میٹر
ابتداء: کہ شدم نکاح درست نباشد۔ اما اگر گفت کہ خویشتن رازن من گردانیدی۔

جواب داد کہ گردانیدم و مرد گفت کہ پذیر فتم بحضور دو گواہ درست است۔

اختتام: مسئلہ اگر کسی سوی ہدف یا بجانب شخصی بجگان حید تیر انداخت و آدمی

را رسید کشتہ شد، دیت و کفارت واجب شود۔

کاتب کا اختتامیہ: تمت تحریرہ بجهت محمد سعید ولد بہادر وار ساکن موضع لوجہ

نوشتنہ، بتاریخ ۲۷ شہر شعبان المعظم ۱۱۲۲ ھجری۔

520

253

مجمع البحرین

تراسی صفحات پر مشتمل یہ رسالہ صرف سات صفحات کا حامل ہے۔ اول و آخر سے البتہ محفوظ ہے، لیکن اندر سے قطعی طور پر غیر محفوظ ہے۔ صفحہ ۲ کے بعد رکاب یعنی تسلسل ٹوٹا ہے۔ پھر صفحہ ۷ اور صفحہ ۸ موجود ہے۔ بعد ازاں صفحہ ۸۰ تک صفحات غائب ہیں۔ پھر انیس کے تین صفحات یعنی صفحہ ۸۱، ۸۲ اور ۸۳ برقرار ہیں۔ اور یہی آخری صفحہ کتاب کا نام مجمع البحرین ظاہر کرتا ہے۔

مجمع البحرین کا موجودہ انتہائی ناقص نسخہ اقوال نبوی کی روشنی میں فضیلت علم علماء اور طلبائے علوم دین کا منظر ہے۔ اور آخری دو صفحات گویئے کو بخشش کی وعید ترک جماعت کے نقصانات، یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے کی ممانعت اور ان سے علم سیکھنے کی اجازت پر مشتمل ہیں۔ مضمون فقہ و دینیات، زبان عربی، نشر، مؤلف نامعلوم، زمانہ تصانیف نامعلوم، کاتب سید عبداللہ شاہ ولد سید بزرگ شاہ، مقام کتابت ڈوڈیال، ملک پنجاب تاریخ کتابت پیر ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۰۲ ھجری (۶ جولائی ۱۸۸۵ء)، خط نسخہ ز، کاغذ غیر کشمیری، صفحات ۷، سطور فی صفحہ ۱۶، تقطیع ۱۴ x ۲۶، ۳ سنٹی میٹر۔

شروع: الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین۔

اخر: وعند محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یعود ملک البانی الی
ورثتہ والفتویٰ علی قولہما، کما ذکر فی فصول عمادی لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کاتب کا اختتامیہ:

قد تمت هذه النسخة المبارک التي مستمى فجمع البحرين من
ید احقر العباد العبد سید عبد اللہ شاہ ولد سید بزرگ شاہ غفر اللہ
لہ ولوالدیہ ولجميع المومنین والمومنات برحمتک یا ارحم الراحمین
تمت تمام شد این نسخہ بروز دوشنبہ در وقت چاشت برای مطالعہ خود تحریر نموده شد در
سنہ ہجری در رمضان المبارک بیست و دوم نوشتہ شد بعد سنہ ہجری سیزده صد
و یک سال و ہفت (۶) در ملک پنجاب در دیہ ڈیال نوشتہ شد۔

254

422.

مجموعہ رسائل

حسب ذیل کتب و رسائل کا مجموعہ ہے۔

- ۱۔ کتاب الفقہ، اوراق ۵۴، مصنف نامعلوم، زبان فارسی، یہ کتاب ایک مقدمہ
اور دو باب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں پانچ ارکان اور دوسرا باب عبادات شرعیہ کے
بیان میں ہے۔ کاغذ غیر کشمیری، تاریخ کتابت و ناقل غیر مذکور، تاہم دسویں صدی ہجری
(سترھویں صدی عیسوی) کے اخیر کی تحریر۔ کتاب الفقہ فارسی فقہ شیعہ سے تعلق رکھتی ہے۔
- ۲۔ رسالہ مختصر، اوراق ۵۲۔ اس فقہ کا تعلق بھی مذہب اثنا عشریہ (شیعہ) سے ہے۔

یہ رسالہ ۳۷۷ ابواب پر مشتمل ہے مصنف ضیاء الدین بن سدید الجرجانی، کاتب نامعلوم تاریخ کتابت ۲۷ (۲۷) ذی قعدہ ۹۹۶ ہجری (جمعرات ۱۵ اکتوبر ۱۶۸۵ء) جیسا کہ رسالہ کے اخیر پر اس عبارت سے مفہوم ہے: "وقع الفراغ تحریراً فی تاریخ ۲۷ ذی القعدہ ۹۹۶ ہجری"۔

۳۔ رسالہ در فقہ ۶۵۷ اوراق۔ یہ رسالہ بھی فقہ شیعہ سے متعلق ہے اور بزبان فارسی ہے۔ اس میں از روئے فقہ جعفریہ مسائل آب، وضو، جنابت، حیض، استیضہ، غسل، تیمم اور مسائل ہنازہ وغیرہ کا مفصل بیان ہے۔ مصنف، کاتب اور تاریخ کتابت غیر مذکور تاہم دستخط کی روشنی میں پہلے اور تیسرے رسالہ کا کاتب اور زمانہ کتابت وہی ہے جو رسالہ دوم مولفہ ضیاء الدین بن سدید جرجانی کا ہے۔

مضمون فقہ جعفریہ، زبان فارسی نثر، خط ثلث، کاغذ غیر کتبیری، تقطیع ۱۰ × ۲۱، ۲۱ سنٹی میٹر۔

آغاز: حمد و بیحد و ثنائے بے عد، مرواجب الوجود یراست۔
اختتام: و در حصینین ہزار دینار بود۔
رسالہ نمبر ۲ میں کاتب کا اختتامیہ:

وقع الفراغ تحریراً فی تاریخ ۲۷ (۲۷) ذی القعدہ ۹۹۶ ہجری۔

مجموعہ غسلیہ یوسف شاہی منظوم

بادشاہ کشمیر یوسف شاہ چک (۹۸۴ھ و ۹۸۹ھ - ۹۹۳ھ = ۱۵۷۹ء و ۱۵۸۱ء - ۱۵۸۴ء) کے نام پر معنون غسل اور اس کے فضائل میں ایک مختصر رسالہ ہے۔ علاوہ بیان غسل کے یوسف شاہ چک کے عادات و خصایل اور احوال پر بھی

بطور قصیدہ حاوی ہے۔ قصیدہ غسلیہ دو حصوں پر مشتمل ہے، حصہ اول نشر میں اور حصہ دوم نظم میں ہے۔ حصہ نشر در اصل غسل اور اس کے متعلقات میں بطور مقدمہ کے ہے۔ ترتیب مضامین یوں ہے:

حمد باری تعالیٰ، اشارتی بتوجیہ تسمیہ اس رسالہ، اشارتی بہ بعض فضیلت ہائے غسل، اشارتی بہ بیان فرض، واجب، سنت و مستحب غسل، ذکر غسل ہائے مجددہ کہ بعض سالکان بران مداومت می نمایند، بیان بعض اوصاف مطلق آب مستفاد، اشارتی بذکر بعض چشمہ ہائے عجیبہ کثیری کہ متصف اند بہ بعض خوارق عادات و ذکر بعض ہنر ہائے مبارکہ، مطہرہ خوشگوار اس دیار۔

مضمون فقہ (بطرز قصیدہ فارسی) ناظم بابا داؤد خاکی متوفی ۲ صفر ۹۹۲ھ (جمعات ۱۳ جنوری ۱۵۸۶ء) سال تصنیف ۹۸۸ھ (۱۵۸۱/۱۵۸۰ء) کاتب ناقل نامعلوم، نسخہ، کاغذ کثیری، صفحات ۳۲، ابیات فی صفحہ سارٹھے آٹھ۔

۲۔ قصیدہ مناجاتیہ عربی از حافظ ابوالقاسم شہیلی مانوذا تذکرہ ابن عراق ایک صفحہ (ص ۳۳) ابیات ۱۶، خط نسخ مایل بہ تعلیق۔

۳۔ قصیدہ بانس سعاد عربی (ص ۳۴-۳۶) شاعر کعب ابن زہیر متوفی ۲۴ھ

(۶۶۴۴)

۴۔ حزب الشیخ محی الدین محمد العربی (۳۶-۳۹)

تقطیع (تمام کی) : ۱۰، ۶ x ۳، ۲۰ سنٹی میٹر

ابتداء : الحمد لله وسلام عبادہ الذین اصطفیٰ

افتتاح : ولا حول ولا قوة الا بالله العظيم۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

نوٹ: قصیدہ غسلیہ کا ایک عدد مخطوط محکمہ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر کے شعبہ مخطوطات میں محفوظ ہے۔

262.

256

مختصر الوقایہ

محمود بن صدر الشریعہ کی مشہور فقہی کتاب الوقایہ جو مسائل ہدایہ پر مبنی ہے کا اختصار ہے اور اسی اعتبار سے مختصر الوقایہ کہلاتی ہے۔ محمود بن صدر الشریعہ اکابر علمائے حنفیہ سے تھے۔ انہوں نے الوقایہ اپنے پوتے عبید اللہ بن سعود کے حفظ کیلئے لکھی تھی۔ محمود بن صدر الشریعہ کا لقب تاج الشریعہ تھا۔ عبید اللہ یعنی پوتے نے جب دیکھا کہ طلباء بوجہ طوالت وقایہ کے حفظ سے معذور و قاصر ہیں، تب انہوں نے الوقایہ کا مختصر الوقایہ کے عنوان سے خلاصہ کر دیا۔ صاحب مختصر الوقایہ عبید اللہ بن سعود محبوبی حنفی ابن تاج الشریعہ (۱۱۳۴ھ) میں بخارا میں وفات پا گئے۔ مختصر الوقایہ کا ایک نسخہ مدرسہ سپہ سالار تہران کے کتاب گھر میں زیر نمبر ۲۳ محفوظ ہے مختصر الوقایہ قازان، ہندوستان اور ترکی میں چھپ چکی ہے۔ اختصار کنندہ نے مختصر تمہید کے بعد فصول کے عنوان سے طہارت و عبادت کے مسائل شروع کر دئے ہیں۔ ہندوستان و کشمیر میں مختصر الوقایہ درسی کتاب رہ چکی ہے اور اب بھی ہے۔ اس لئے اس کے نسخے عام ہیں۔

مضمون فقہ حنفی، زبان عربی، ناشر اہل مصنف تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ اختصار کنندہ اس کا پوتا عبید اللہ بن ابن سعود، زمانہ اختصار آٹھویں صدی ہجری (چودھویں صدی عیسوی) خط نسخ (عربی)، کاغذ کشمیری، فولیو ۸، سطور فی

صفحہ ۱۳، عنوانات لال روشنائی سے، حواشی و بین السطور کی حامل،
تقطیع : ۱۴، ۴ X ۲۳، ۴ سنٹی میٹر۔

ابتداء : الحمد للہ رافع اعلام الشریعة الغراء، جاعلها
شجرة اصلها ثابت وفرعها فی السماء۔
افتتاح : وفی غنم مذبوحۃ فیہا میتۃ وہی اقل تحری واکل
فی الاختیار۔

کاتب کے اختتامیہ میں نام کی جگہ دو مہر میں تحقیق، لیکن اُن کا نام دانستہ طور پر مٹا
دیا گیا ہے، اس لئے کاتب اور تاریخ کتابت نامعلوم۔

539.

257

مفتاح الصلوة

مسائل نماز و طہارت، فرض، واجب، سنت اور مستحب وغیرہ کے بیان پر مشتمل،
مفتاح الصلوة کا ایک اور نسخہ ہے۔ کتاب کا نام فولیو ۶۲ (ب) پر مندرج ہے۔ کتاب کے
اخیر پر مصنف کے بیان کے مطابق اس نسخہ کی تالیف اُس نے اپنے بھانجوں میں سے ایک بھانجے
شیخ احمد بن سلیمان کے لئے کی تھی، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کتاب میں مذکور مسائل پر کاربند ہونے
کی توفیق عطا کرے۔ مفتاح الصلوة کتب فقہ کی متعدد کتابوں کو سامنے رکھ کر تالیف کی
گئی ہے جن کے اسامہ مسائل کے بیان کے دوران مصنف ساتھ ساتھ کرتا گیا ہے۔

مضمون فقہ و دینیات (فقہ حنفی) زبان فارسی، مصنف نامعلوم، زمانہ تالیف

نامعلوم، ناقل بابا نور الدین (فولیو ۶۵)، تاریخ نقل مشکل، ریسع الاول ۱۲۶۳ھ (فوری
۱۸۴۸ء)، خط نستعلیق سادہ عام، کاغذ دیسی (کشمیری) فولیو ۶۶ (صفحات ۱۳۱)

اصل کتاب کے فوٹیو ۶۲، سطور فی صفحہ ۱۶، لوح سادہ، تقطیع ۲۴، ۸ x ۱۸، ۵ سنٹی میٹر۔

شروع: الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسول
محمد سيد الاولين والاخرين وعلى رسول محمد سيد الاولين و
الاخرين وعلى آله واصحابه ومن تبعهم اجمعين۔

اختتام: ومجمل کار آنت کہ ہر کہ فرض از فرائض نماز ترک آر دمثلاً روی از قبلہ
گردانید یا بر نجاست مقدار بستجہ (۹) استقرار نمایند یا پارچہ نجس آن مقدار در بدن پوشند نماز
فاسد گردد۔ و جز این مفسدات در کتب مبسوط مفصلاً تفصیل یافتہ آنچه کثیر الوقوع دیدہ
شد بر آن اکتفا نموده، مفتاح الصلوٰۃ تمام ساخت۔

مصنف کا اختتامیہ: این رسالہ بجهت شیخ احمد بن سلیمان کہ یکی از خواہر دکان
این فقیر است بواسطہ صلۃ الرحم تالیف نمودہ شد۔

کاتب کا اختتامیہ: قد وقع الفراغ من تمير هذه النسخة
الشريفة يوم الثلثة من شهر ربيع الاول سنة ۱۲۶۳ھ بمكة بمحمد بن عبد المذنب
العاصي الراعي الى رحمة الباري بابا نور الدين طوله له عمر وولادته
ولاخوانه ولجميع المومنين والمومنات۔

نوٹ: مفتاح الصلوٰۃ قدیم زمانے میں کشمیر میں فارسی کے نصاب میں داخل

رہی ہے۔

مفتاح الصلوٰۃ

مسائل نماز اور اس کے متعلقات میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، ایک مبسوط

رسالہ ہے، مصنف نے یہ رسالہ اپنے بھانجے شیخ احمد بن سلیمان کی خاطر بجمہت ثواب تصنیف کی ہے، تاہم امید رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بدولت تمام فرزندوں، دوستوں، مخلصوں اور درویشوں کو توفیق عمل عطا کرے گا۔ مصنف کے مطابق بجمہت اختصار بہت سے مایل ترک کئے گئے، کیونکہ عمل کے لئے جو کچھ مذکور ہوا کافی ہے۔ مفتاح الصلوٰۃ حمد و ثنا کے بعد بلا کسی ترتیب اور مقدمہ کے شروع کر دی گئی ہے۔ کسر نفسی کے سبب مصنف نے اپنا نہیں بلکہ بھانجے کا جس کے لئے کتاب معرطن وجود میں آئی ہے نام درج کیا ہے۔ مخطوط کا نام مفتاح الصلوٰۃ کے کتاب کے باہر خارج ورق میں اس کے مالک احمد جیو کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے، ورنہ مصنف نام سے خاموش ہے۔

مضمون فقہ (دینیات) حنفی، زبان فارسی نشر، مصنف نامعلوم، سال تصنیف نامعلوم، سال تصنیف نامعلوم، کاتب صالح جیو اسلام آبادی، تاریخ کتابت ۲ ماہ ذی الحجہ ۱۲۶۶ھ ہجری (بدھ، اکتوبر ۱۹۵۵ء) خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیو، ۱۰، ۱۱ صفحہ ۴، تقطیع ۹، ۳ x ۶، ۶ انسٹی میٹر۔

آغاز: الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقين

اختتام: بسیار از مسایل دریں رسالہ بجمہت اختصار ترک نموده شد، اینقدر بجمہت عمل کافی است واللہ الموفق والمعين الوافی:

کاتب کا اختتامیہ: بدستخط صالح جیو اسلام آبادی بتاریخ دوم ماہ ذی الحجہ ۱۲۶۶ھ یوم چہار شنبہ نوشتہ شد۔ الی ۱۲۸۲ھ شانزدہ سال۔

الہی ہر آنکسکہ این خط نوشت عفو کن گناہش عطا کن بہشت

نیز ملاحظہ ہو نمبر اندراج ۳۲۴۔

نجات المسلمین منظوم

بشکل قصیدہ یہ طویل نظم مختلف النوع مضامین کی حامل ہے، تاہم اکثر کا تعلق مسائل نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ سے ہے۔ حمد و نعت رسول اور منقبت چہار یار با صفا کے بعد یہ طویل قصیدہ نونیہ ابوالمظفر خسرو غازی شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے نام پر مفعون ہے۔ کتاب کے بعض اہم مضامین یہ ہیں:

دانستن احکام و ارکان بعد از بلوغت، شرائط ایمان، واجبات اسلام، مسائل وضو، مسائل تیمم، مسائل غسل، مسائل نماز، مسائل زکوٰۃ، مسائل روزہ، فضائل علم دین، ولی، قطب، غوث، اوتاد، اور ابدال کا بیان، شیخ (مرشد) جاہل کی مذمت، اقسام متقی فضیلت میہجان، اسباب افلاس و پیری، اسباب نسیان، مذاہب اربعہ، ملاعبت با زین تویش، اقسام زن، خلقت آدم صلی اللہ، فضائل سوره، ہفت آسمان، عرش و کرسی، لوح و قلم میزان سزائے کفار و اجزائے مومنان۔

مضمون فقہ و عقاید و توحید بصورت نظم (قصیدہ) زبان فارسی، ناظم جلال الدین عبد النبی جامی، تاریخ تصنیف ۱۱۰۲ھ = ۱۶۹۱/۱۶۹۰ء جو اس شعر (فولیو ۲) میں مندرج ہے:

گفت تاریخش خرد چوں خواندہ "زہ" بڑی دوبار راقش عبد النبی جامی جلال الدین بدای
کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، فولیو ۲۴ پر دو مہر ہیں اور فولیو ۵۱ پر ایک مہر، سنہ
مہر غالباً ۱۲۹۴ھ (۱۸۷۷ء)، خط نستعلیق سادہ، کاغذ بیسی (کشمیری)، فولیو ۵۲ ابیات
فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۱۳ x ۲۰، سنٹی میٹر:

شروع:

محمد حق کو بہر آغاز کتاب اسی کلمۂ دان تا شود این نامہ نامی گرامی در جہاں
اختتام:

گفت تاریخش خرد چون خواندہ "زہ" بروی دوبار

"راقمش عبد النبی جامی جلال الدین بدان"

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

466.

260

نصاب الاحتساب

فقہاء کی کتب معتبرہ پر مبنی مسائل فقہیہ دینیہ کی کتاب ہے تقسیم مطالب

یہ ہے:

۱۔ باب الاول فی تفسیر اللفظین المتداولین فی هذا الكتاب، احدهما الاحتساب

والثانی الجسۃ ۲۔ الباب الثانی فی الاحتساب۔

ان میں باب ثانی یعنی جسۃ ۴۴ ابواب پر اور احتساب یعنی باب اول ۶۵ ابواب

پر مشتمل ہے۔

مضمون فقہ حنفیہ، زبان عربی (نشر)، مصنف عمر بن محمد بن عوض سنامی، زمانہ

تالیف نامعلوم، کاتب بابا یحییٰ بن بابا محمد خضر بن بابا عطاء اللہ بن بابا عبد الحکیم الجباری تاریخ

کتابت غیر مذکور، آہم تیرھویں صدی ہجری (۱۸ویں صدی عیسوی) کا وسط، خط نسخ، کاغذ

دہسی (کشمیری)، فولیو ۱۱۲۔ اسی کے ساتھ شروع میں ملحق ۴۸ فولیو کی فقہیہ حنفیہ کی ایک

نامعلوم کتاب ہے۔ آغاز و انجام ندارد۔ خط نسخ، کاغذ دیسی (کشمیری)، سطوح دونوں

مخطوطوں کی فی صفحہ ۲۱، کاتب دونوں مخطوطوں کا ایک ہی شخص۔

تقطیع: ۱۶، ۵ × ۲۹، ۳ سنٹی میٹر۔

آغاز: کتاب القسمۃ مناسبتہ ان احد الشریکین اذا اراد الافتراق باع فتجب

الشفقة۔

اختتام: قال فیہ اختلاف مشائخنا قال بعضهم العلماء والفقہاء۔

کاتب کا نوٹ علیحدہ آخری ورق پر: این کتاب شریف بدستخط بابا محمد یحیٰ بن بابا

محمد خضر بن بابا محمد عطا، بن بابا محمد حکیم ساکن بھبھارہ تحصیل اسلام آباد۔

کتاب کے ٹائٹل (عنوان) کا صفحہ ایک عربی فتویٰ پر مشتمل ہے جس میں تمباکو

پینے اور اُس کے کاشت کرنے کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ کاتب بابا عطا واللہ بن بابا عبدالحکیم

الجباری، تاریخ کتابت فتویٰ ۶ رمضان المبارک ۱۲۹۸ھ ہجری (سینچر ۲۲ جولائی ۱۸۸۱ء)

خط نسخ۔

مغازی النبی

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن غزوات (حروب) کے بیان میں ہے جو آپ نے دین اسلام کی اشاعت کی غرض سے معاصر کفار سے کی تھیں آغاز مطلب سے قبل بطور تمہید آپ کے نور کی پیدائش کا بیان ہے جو بروایت احادیث مخلوقات میں سب سے پہلے عمل میں آیا تھا۔ بعد ازاں اُن صحابہ کا ذکر ہے جنہوں نے دین اسلام بزورِ شمشیر زندہ رکھا۔

رموزِ اُندازِ تیغ کو در دین پاک بسختی کو رکھ دشمن دین ہلاک

کتاب مغازی النبی کی تحریر کا سبب بقول مصنف یہ ہے کہ لوگوں پر غفلت کا پردہ پڑ گیا ہے۔ قرآن و حدیث کی تالیف کے موقع پر لوگ کونوں میں چھپ جاتے ہیں۔ لیکن رستم و سام کے قصہ کے وقت ناچنے لگتے ہیں۔ کتاب کا نام مغازی النبی اس شعر میں درج ہے:

ہمارا روزِ یوے لبکھنہ غبی کنو بوز کا شر مغازی النبی

مصنف نے معانی پر نظر رکھتے ہوئے اسے بطور اختصار بیان کیا ہے۔

مضمون رزم نامہ بطرزِ مشنوی، زبان کشمیری، ناظم صدیق صاحب، سال تنظیم نامعلوم، لیکن چودھویں صدی ہجری (بیسویں صدی عیسوی) کا آغاز، کاتب و تاریخ کتابت مرت کے نیچے چلی گئی ہے، تعلق زشت خط، کہیں کہیں املا کی غلطیاں، کاغذ کشمیری، صفحات ۱۰۵۲، ابیات فی صفحہ ۱۱۔

اسی کے ساتھ ملحق بزبان کشمیری وفات نامہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ انداز بیان مشنوی، شاعر و کاتب و تاریخ نقل نامعلوم، اول و آخر سے ناقص۔ کاتب دونوں کا ایک ہی، تعلق

زشت خط، کاغذ کشمیری، صفحات ۱۶، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۱، تقطیع دونوں کی ۲۴ x ۹.۲ سنٹی میٹر۔

ابتداء: خدایا خدائی سزاوار تو پناہ دو کونین از جارتو
اختتام مخطوطہ دوم:

روٹن بر سر عرش اعظم مقام علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

223.

262

نگارستان

مختلف النوع مضامین کا ضخیم مجموعہ ہے لیکن زیادہ تر تعلق فن تاریخ و سیر سے ہے۔ کتاب میں جا بجا مضمون کی وضاحت کے لئے رباعی، مثنوی، فرد اور قطعات کے کام لیا گیا ہے۔ درحقیقت نگارستان کتب معتبرہ کا جس کی طویل فہرست مقدمہ میں دیدی گئی ہے، پتھر ہے۔ ان سے مؤلف نے نوادرات و حکایات لطیف اور مضحکات کی تدوین میں مدد لی ہے۔ بقول مؤلف کتب مذکورہ کی نقل ہے اور امید ہے کہ اسے منقول عنہ (جس سے نقل کیا گیا) کے موافق پایا جائے گا۔

مضمون فن سیر و تواریخ، زبان فارسی نشر، مؤلف محمد دین محمد احمد، تاریخ تالیف رمضان ۱۲۹۹ھ (ملاحظہ ہو بیان مدت حکومت گورکانی) (اگست، ستمبر ۱۸۵۲ء) "نگارستان واقع" مجموعہ کی بحساب حمل تاریخ ہے جیسا کہ اختتامیہ کے اس شعر سے مفہوم ہے:

چو در واقع نگارستان چین شد اذان آمد "نگارستان واقع"

کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، لیکن تقریباً ایک سو برس پہلے کی نقل، خط نستعلیق

معمولی، کاغذ کشمیری، فولیوز ۳۵۴، سطور فی صفحہ ۱۶، تقطیع ۲۴ x ۱۴، ۲۴ سنٹی میٹر

آغاز: اسی طرازند بہارستان دی نگارندہ نگارستان
اختتام: چو در واقع نگارستان چین شد

اذان آمد "نگارستان واقع"

263

144 الف

وقایع نعمت خان عالی

عہد اورنگ زیبی میں (۱۰۶۸ھ - ۱۱۱۸ھ = ۱۶۵۷ء - ۱۷۰۶ء) اورنگ زیب عالمگیر کے شاہی وقایع نگار نعمت خان عالی کے قلم سے دکن میں اُس کی فتوحات کا بیان ہے۔ ان فتوحات کا تعلق ۴۸ رجب ۱۰۶۸ھ سے ۱۵ رجب ۱۰۷۸ھ سنہ جلوس ۱۸ شعبان ۱۰۷۸ھ سے ۱۹ شعبان ۱۰۷۸ھ سنہ جلوس اور ۱۸ شعبان ۱۰۷۸ھ سے ۱۹ شعبان ۱۰۷۸ھ سنہ جلوس ہے۔ وقایع نعمت خان عالی تاریخ کو سیدھے سادے الفاظ میں بیان کئے جانے کے بجائے انتہائی مکلف اور مصنوعی زبان میں ہے۔ کہیں کہیں زور طبع دکھاتے ہوئے علم و روح کی بحور میں منظومات بیان کر دی گئی ہیں۔ وقایع کی ابتداء میں قلعہ فیروز جنگ بہادر کی فتح اور تخریب پر منظوم فتح نامہ ہے جو اورنگ زیب کو اُس وقت پیش کیا گیا جب وہ نماز کے سجادہ پر متمکن تھا اور فی الفور سجدہ شکر بجالایا تھا۔ بعض قصاید میں مصنف نے علم نحو سے بھی اپنی مہارت اور واقفیت کا اظہار کیا ہے۔ ورق ۱۱ پر ایک منظوم شہر آشوب بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد اورنگ زیب کا مشہور شاعر اور پُر تکلف نثر نگار تھا اور ساتھ ہی بادشاہ کی جانب شاہی فتوحات کی کیفیت نگاری پر جو اورنگ زیب کو دکن میں حاصل ہوئیں مامور تھا۔

مضمون تاریخ، زبان فارسی مصنف نعمت خان عالی، ناقل نامعلوم، تاریخ نقل ۱۳ ماہ بیت ۱۹۰۵ (۱۳۸۵ھ) درعمل راجہ صاحب (مہاراجہ گلاب سنگھ) خط تعلیق

متوسط 'کاغذ کشمیری' تعداد صفحات ۹۴، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۱۵ x ۲۶/۲۷ سنٹی میٹر
 آغاز: دیکھو کہ رس کشاف صبح برہقہ صدق و صفا چون قاضی بیضا تفسیر
 والشمس والضحیٰ ہا بخط شاعری آفتاب بر صفحہ روزگار نگاشت۔
 اختتام:

چو برہمن جز اسفندار مزماہی نیفزاید اگرچہ عمر پیرافزود، اے عقل او گم شد
 کاتب کا اختتامیہ: تمام شد وقایع نعمت خان عالی، اجڑاے خط بے ربط و تکت
 بالخیرو البرکت، سیزدہم ماہ چہست ۱۹۰۸ تحریر یافت محل راجہ صاحب۔

۱۴۴۰ھ

264

مکاتیب شاہ عباس صفوی ثانی

غالباً شاہ ایران شاہ عباس صفوی ثانی (۱۰۵۲ - ۱۰۷۸ھ = ۱۶۴۲ - ۱۶۹۶ء)
 کے ان خطوط کا مجموعہ ہے جو اُس نے میرزا محمد طاہر وحید قزوینی کے توسط سے، معاصر مختلف
 والیان ممالک کو لکھے۔ یہ والیان ممالک ہیں شاہ جہان پادشاہ ہندوستان، سلطان داراشکوہ
 خوند کاروم، سلطان مراد بخش والی بیجاپور، والی دکن، عبدالعزیز خان والی بلخ، والی
 ملک روس، ابوالغازی خان والی اورکنج، پادشاہ اورنگ زیب اور محمد قطب شاہ۔ ان کے علاوہ
 دیگر دیباچے اور نگارشات ہیں۔ علاوہ ادبی اور لسانی کے ان خطوط کی تاریخی اہمیت ہے۔ ان
 خطوط کا مصنف جیسا کہ مذکور ہوا غالباً میرزا محمد طاہر وحید قزوینی ہے جو شاہ عباس صفوی
 دوم کا منشی اور تاریخ نگار تھا۔ ۱۲۰۸ھ (۱۷۰۸ء) میں بعمر ایک سو برس فوت ہو گیا۔

مضمون تاریخ، پیرایہ بیان نشر فارسی، مؤلف غالباً میرزا محمد طاہر وحید قزوینی
 زمانہ تالیف سترھویں صدی عیسوی (گیارہویں صدی ہجری) ناقل و سال کتابت نامعلوم،

تاہم انیسویں صدی عیسوی کے وسط کی تحریر، کاتب غالباً پنڈت برہمن کشمیری، خط نستعلیق متوسط، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۹۴، اوسط سطور فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۱۶ × ۲۶ ۱/۲ انچ، مٹا ہوا، عبارت از شاہ جہان باشد، نوشتہ شد۔

اختتام: امید کہ پیوستہ مندرجہ ذیل کتب احزان را بہ تقسیم نسیم التفات چشم روشن نمایند، ایام عظمت و شہمت و جلالت و اہمیت و شوکت مستدام باد۔

ج ۱۴۴

265

بدیع النصاب

اوزان عربی کی مختلف بحور میں منظوم لغت کی کتاب ہے جو قدیم زمانہ میں طلبائے فارسی کے لئے مرتب کی گئی تھی۔ یہ نصاب اُس وقت کے مروجہ عربی اور ترکی الفاظ پر مشتمل ہے اور ان سب کے مترادف فارسی الفاظ میں دیئے گئے ہیں۔ بدیع النصاب کی تسمیہ کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ناظم نے پہلی بار یہ معانی عربی اوزان کی سولہ بحور میں بیان کئے ہیں۔ ابتداء بحر تقارب (بحر متقارب) سے کی گئی ہے اور اختتام بحر خفیف پر ہے جس کا وزن ہے فعلاتن، مفاعلاتن۔ ان کے علاوہ دیگر صنایع و بدایع کا بھی استعمال کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر علم عروض اور صنایع لفظی و معنوی سے جو قدیم زمانہ میں اہل فن کا طرہ امتیاز تھا، کامل طور پر بہرہ ور تھا۔

مضمون لغت فارسی و عربی و ترکی، پہلی بار بیان نظم فارسی، مصنف نامعلوم، تاریخ کتبت و نقل نامعلوم، غالباً انیسویں صدی کا نصف اول، خط نستعلیق متوسط، کاتب غالباً کشمیری پنڈت، صفحات ۱۰۸، تعداد سطور فی صفحہ ۱۴، جابجا حواشی اور بین السطور،

اس کے علاوہ دیگر رسائل جو منظوم ہیں اور بدیع النصاب کے ساتھ ملحق ہیں اور اسی مطلب کے حامل ہیں یہ ہیں:

۱۔ قنیۃ القنان از صدر بدر (۵ صفحات، سطور فی صفحہ ۱۴)

۲۔ نصیب اخوان (یہ منظوم رسالہ ابوالنصر فراہی کے نصاب صبیان کے جواب میں لکھا گیا ہے جیسا کہ ناظم کا خود بیان ہے:

نام آں گر نصاب صبیان بود نام این رانصیب اخوان خوان)

صفحات ۱۶، سطور فی صفحہ ۱۳۔ مؤلف و ناظم مظہر سال تنظیم ۱۳۴۲ھ (۱۳۴۲ء)

تقطیع: ۱۶ x ۲۶ سنٹی میٹر

ابتداء:

بحر تقارب تقرُّب نماے بدیں وزن میزان طبع آزمائے

اختتام از نصیب اخوان:

سال شش بود ہفصد و ہفتاد از مظہر شد این ہشتہ عیان

یارب این نامہ را قبولی دہ تا شود شستہ نامہ عصیان

تواریخ

اساس بر حبیب السیر فی اخبار افراد بشر

غیاث الدین بن ہمام الدین المدعو بہ خواند امیر کی تاریخ و سیرت میں اہم تصنیف ہے۔ ابتداء آفرینش سے اپنے عہد کے بادشاہ تک کے چیدہ چیدہ تاریخی حالات و کوائف کا بیان ہے۔ جیسا کہ نام سے کتاب کی بنیاد مصنف کی اپنی تصنیف حبیب السیر پر ہے۔ تواریخی حالات کے علاوہ نادر حکایات اور بیس روایات کا بھی بیان ہے۔ یہ نوادر و روایات بھی حبیب السیر ہی سے ماخوذ ہیں۔ خواند امیر نے یہ کتاب غیاث الدین امیر محمد الحسینی شہید کے ایماء اور ترغیب سے لکھی ہے۔ دوران تالیف میں اسے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا ہے اور وہ اس طرح کہ مصنف مذکور جب کتاب کی تصنیف و تالیف میں ہمہ تن متوجہ ہوا، اسی وقت خراسان (مشرقی ایران) ہرج و مرج کا شکار ہو گیا جس کے باعث مصنف کو اپنا کام ادھورا چھوڑنا پڑا۔ خواند امیر نے یہ کتاب ۹۲۷ھ (۱۵۲۰/۲۱ء) کے شہور میں اس وقت تالیف کی جب اس کی عمر ۴۴ یا ۴۸ برس کی تھی۔ اس سے قبل وہ خلاصۃ الاخبار، کاترا الملوک اور دستور الوزراء قلمبند کر چکا تھا۔ اساس بر حبیب السیر فی اخبار افراد بشر اپنے عہد کے سلطان ابو منصور درمیش خان اور اس کے وزیر اعظم خواجہ حبیب اللہ کے نام معنون ہے۔ دونوں کے نام بالترتیب فروریو ۹ اور ۱۰ پر تحریر ہیں۔ مصنف کا نام غیاث الدین خواند امیر فروریوہ پر دستیاب ہے۔

غیاث الدین خواند امیر ۸۵۷ھ کے لگ بھگ ہرات یا بخارا میں پیدا ہوا، اور ۸۳۵ھ میں دہلی میں فوت ہوا۔ ایرانی مورخ ہے۔ حبیب السیر اس کی عام تاریخ ہے جو غالباً اس بات کو بتاتی ہے کہ اس نے یہ کتاب خواجہ حبیب اللہ متذکر العصر کے نام معنون

کی تھی۔

مُصَنَّف کے مطابق اس اس برجیب السیرتین جلدوں پر منقسم ہے اور ہر جلد کی ترتیب چار اجزاء پر ہے۔ اس اس برجیب السیر کا موجودہ مخطوط اقتراح، مجلہ اول اور اس کے پہلے دو جزوؤں پر ہے۔ اقتت حیہ خدا کی ابتداءئی مخلوقات اور جلد اول اسلام سے قبل انبیاء، حکماء اور سلاطین عظم کے بیان میں ہے۔ اور اسی امر کا بیان جزء اول و دوم میں کیا گیا ہے۔

آغاز: لطایف اخبار الالی نثار انبیائے عالی مقدار و شرایف آثار معانی دثار سلاطین ذوی الاقتدار۔

اختتام: بگوید شمسہ از حال خاتم شفیع زمرہ اول آدم تمت الکتاب بعون اللہ ملک الوہاب۔

فولیو ۳۱، تقطیع ۲۲ x ۱۳، منطی میٹر، ناقل و تاریخ نقل نامعلوم، تاہم بارہویں صدی ہجری کی نقل، کاغذ غیر کشمیری، نستعلیق باریک، فی صفحہ ۵ اسطورہ آخری ورق کرم خوردہ، مگر متن بہت حد تک محفوظ۔ مجلہ چرم قدیم۔

267

297.

اقبال نامہ جہانگیری

صاحب قران امیر تیمور تیمور گورکان سے لیکر وفات جلال الدین محمد ابرک شاہ بادشاہ ہند تک کی مفصل تاریخ ہے۔ اس میں بابر کے ہندوستان پر حملہ آور ہونے اور بعد ازاں اس پر قبضہ کی پوری تفصیل بیان کی گئی ہے۔

اقبال نامہ جہانگیری کا حصہ اول جلال الدین محمد ابرک کے احوال طفولیت کے بیان

بجوار رحمت ایزدی سپردند۔ ولادت گرامی درنہند و چہل ونہ ہجری و جلوس اشرف درنہند
 و شصت و سہ و ششقرار شدن در یکہزار چہار دہہ اتفاق افتاد و ازیں سہ تاریخ مستفاد می شود۔
 کاتب کا اختتامیہ: نسخہ اکبرنامہ تصنیف محمد شریف مخاطب محمد خان بتاریخ بیت
 دہم شہر ربیع الاول ۱۰۲۵ سنہ جلوس محمد شاہی۔ راقمہ الحروف بندہ خاکپا سیوار ام تحریر یافت
 ۲۰ شہر رجب المرجب ۱۱۸۵ ہجری۔

130.

268

اکبرنامہ منظوم

محمد اکبر خان فرزند امیر دوست محمد خان والی کابل کے شجاعانہ کارناموں کا بیان
 ہے۔ یہ کارنامے اکبر خان نے پنجاب کے سکھوں کے خلاف انجام دیے۔ اکبرنامہ کا مصنف مولا
 حمید اللہ شاہ آبادی ہے۔ مولا حمید اللہ پرگنہ کوٹھار میں سکونت رکھتا تھا۔ عمری و فارسی کی
 کامل دستگاہ تھی۔ اخیر عمر میں قصبہ اسلام آباد کو مسکن بنالیا تھا اور تدریس میں مشغول
 ہو گیا تھا۔ ۱۲۶۴ھ = ۱۸۴۸ء میں فوت ہو گیا۔ "مخلد بریں شہ" (خلد بریں میں گیا) تاریخ و قات
 ہے۔ اکبرنامہ کشمیر میں عہد افغانان اور سکھوں کے سلسلے میں کاخذ کی حیثیت رکھتا ہے اور چھپ
 چکا ہے۔ فہرست مضامین یوں ہے:

- ۱۔ حمد و ثنا اور نعمت نبی از فولیو اول تاف ۵۔
- ۲۔ منقبت حضرت پیران پیر شیخ محی الدین عبدالقادر (فولیو ۵-۹)
- ۳۔ در مدح حاکم معدلت آئین شیخ غلام محی الدین (فولیو ۹-۱۱)
- ۴۔ سبب تالیف این کتاب (فولیو ۱۱-۱۴)
- ۵۔ آغاز داستان در نزاع شہ شاہ شجاع با قوم پایندہ خان۔

۶- آمدن شه شجاع بمولشکر شاه فرنگ از لدیانه بکابل و منهزم شدن او (۱۸-۲۰)
 ۷- مصاف نمودن محمد اکبر خان در پیشاور بالشکر سنگان و هزیمت خوردن لشکرش

و کشته شدن هر سینگ (۲۰-۴۰)

۸- وا شدن ابواب رسل و رسایل میان امیر دوست محمد خان و رنجیت سنگه

(۴۰-۴۳)

۹- در عقد آوردن محمد اکبر خان دختر غلام محمد خان بامزی (۴۳-۵۵)

۱۰- رسیدن برنس در شهر کابل و تفرقه انداختن او در لشکر دوست محمد خان

(۵۵-۵۹)

۱۱- بیان کردن برنس حقیقت شهر کابل نزد شاه فرنگ (۵۹-۶۴)

۱۲- نامه نوشتن امیر دوست محمد خان بجانب فرزند خود محمد شیدر خان و جواب

دادن محمد شیدر خان قاصد شه شجاع (۶۴-۷۵)

۱۳- رسیدن محمد افضل خان در پیش پیر (۷۶-۸۱)

دیگر مضامین یہ ہیں: قرار گرفتن امیر در شهر خلم (۸۱) 'یاوه گوئی کردن وزیران

(ف ۸۵) رسیدن تاجر کبیر (۹۰) 'فرستادن داکتر قاصد (ف ۹۴) 'ترسیدن کوه میان از

مرگ (ف ۱۰۳) 'رفتن امیر بسبب روگردانی (ف ۱۰۶) 'یاوه گوئی کردن برنس (ف ۱۱۱)

گرم ساختن گردان کابل (ف ۱۱۴) 'مشورت نمودن اهل کابل (۱۲۲) 'سردار نمودن

مردم کابل (۱۲۶) 'رفتن لات (لاٹ) جنگی 'زاری کردن محمد اکبر خان (ف ۱۳۸) آمدن

قاصد لات جنگی (ف ۱۴۵) 'رفتن محمد اکبر خان (۱۵۰) 'التماس نمودن لشکر محصون فرنگ

(۱۵۶) 'عہد بستن شه شجاع (ف ۱۶۳) 'بر تخت نشستن شهرزاده (۱۷۱) 'بر تخت نشاندن

محمد اکبر خان (ف ۱۰۹) رسیدن امیر دوست محمد خان (ف ۱۸۹) خاتمہ کتاب (۱۹۴)

مضمون منظوم تاریخ افغانستان کشمیر و ہند، زبان فارسی، مصنف ملا حمید اللہ شاہ آبادی کشمیری، سال تصنیف ۱۲۶۰ھ (۱۸۴۴ء) جیسا کہ اس مصرعے سے مفہوم ہے:
 "ز ہجرت ہزار و دوسرے بود و شصت" (فولیو ۱۳) ناقل نامعلوم، تاریخ نقل دہم فی الحج
 ۱۲۸۰ھ ینگل ۱۰ مئی ۱۸۶۲ء، خط نستعلیق باریک، عنوانات لال روشنائی سے پہلا
 فولیو نقش، خوشنویسی کی جداول کے مابین تحریر کاغذ کشمیری، فولیو ۱۹۶، اوسط سطو
 فی صفحہ ۱۳، جا بجا کرم خوردہ، مخطوط مصنف کی وفات کے بعد کی تحریر ہے۔

آغاز: خدایا جہاندار اکبر تویی کرم گستر و بندہ پرور تویی
 اختتام: برحمت چو شد ختم گفتار من الہی برحمت یکن کار من
 کرم خوردگی کے باعث ناقل کے نوٹ سے صرف اتنا پڑھا جاسکتا ہے:
 اختتام میں کتاب مسما بہ اکبر نامہ ماہ ذی الحجۃ الحرام میسر گردید۔
 تقطیع: ۱۳ x ۲۱ سنٹی میٹر۔

269

488.

اکبر نامہ منظوم

یہ طویل مثنوی امیر کابل اکبر خان (انیسویں صدی عیسوی کا وسط) کی ان
 حروب کے بیان میں ہے جو اُسے پنجاب کے سکھوں اور بعد میں انگریزوں کے ساتھ پیش
 آئی تھیں۔ اکبر نامہ اگرچہ دیگر معاصر افغان سرداروں، سکھ حکام اور اُس وقت کے انگریزی
 حکومت کے احوال و کوائف پر حاوی ہے، تاہم زیادہ تر اکبر خان کی نجی زندگی اور معرکہ آرائیوں
 پر مشتمل ہے۔ حمد و ثنا، نعت رسول مقبول، مدح حضرات قادریہ اور مدح ناظم کشمیر شیخ غلام محی الدین

کے اکبر نامہ کی ترتیب مضمون یوں ہے :

تمہید کتاب و سبب تالیف، آغاز داستان در بیان نزاع شہ شجاع دورانی با قوم پابندہ خان بابرک زئی، فرستادن والی امرتسر رنجیت سنگ نام برادر ہری سنگ ای حکم نمودن صوبیداری شہر پیشاور، نامہ نوشتن ہری سنگ صوبیدار پیشاور برای والی خطہ کابل امیر دوست محمد خان، جواب نامہ نوشتن امیر دوست محمد خان بجانب ہری سنگ امرتسری، مصاف کردن ہری سنگہ بالشکر امیر دوست محمد خان و ہلاک شدن ہری سنگہ از دست محمد اکبر خان، نامہ نوشتن امیر دوست محمد خان بجانب سردار پنجاب رنجیت سنگہ نکاح کردن محمد اکبر خان بادشہر غلام محمد خان بامزنی، چارہ جستن پادشاہ فرنگ در تسخیر کردن شہر کابل، رسیدن سکندر برنس لندن نزد پادشاہ فرنگ، نامہ نوشتن امیر دوست محمد خان برائے فرزند خود محمد حمید رخاں، روگردانی امیران کابل با امیر دوست محمد خان و ہجرت کردن او، رفتن دوست محمد خان در شہر خلم، رشک کردن امیران شاہ بخارا بر امیر دوست محمد خان، خلاص شدن امیر دوست محمد خان از شہر بخارا و گرفتار ماندن محمد اکبر خان در بخارا، مصاف کردن امیر دوست محمد خان با ڈاکتر مرتبہ دوم، فتنہ انداختن لاطح جنگی در میان سپاہ کوہیان، رفتن امیر دوست محمد خان نزد لاطح جنگی مصلحت ساختن سکندر برنس با شاہ شجاع الملک

مضمون تاریخ بطرز منشی زبان فارسی، ناظم ملا حمید اللہ اسلام آبادی متوفی

۱۲۶۴ھ = ۱۸۴۸ء، کاتب غلام محمد، تاریخ نقل ۲۵ ماہ جمیعہ الثانی ۱۲۹۱ھ = اتوار،

۹ اگست ۱۸۷۴ء، خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۶۳، سطور فی صفحہ ۱۶، تقطیع :

۱۳.۵ x ۲۳.۳ سنٹی میٹر۔

شروع: خدایا جہاندار اکبر تویی کرم گستر و بندہ پرور تویی
خاتمہ: برحمت چو شد ختم گفتار من الہی برحمت بکن کار من
کاتب کا اختتامیہ: از دست بندہ ناتمام غلام محمد عرف کا کا پوری ساکن
قصبہ نرال پرگنہ اولر تبارخ نبیست و پنجم حمید الشانی ۱۲۹۱ ہجری۔

29/1

270

تاریخ ایران

شاہ عباس دوم (۱۶۳۳ء - ۱۶۶۷ء) والی ایران کی تاریخ ذنہ کرہ ہے بشاہ
عباس دوم ۱۰ برس کی عمر میں تخت پر بیٹھا اور ۳۴ برس کی عمر میں بحالت جوانی فوت ہو گیا
مخطوط چونکہ ابتداء اور اخیر سے نامکمل ہے اس لئے بطور یقین نام متعین نہیں کیا جاسکتا
عنوانات کتاب جو مسلسل عبارت کے ساتھ مخطوط میں حسب ذیل ہیں:

۱۔ بلا عنوان (ف اسے ۸ تک)۔

۲۔ شروع نمودن اعلیٰ حضرت ظلّ الہی بخواندن و نوشتن (فولیو ۸)

۳۔ شروع نمودن اعلیٰ حضرت ظلّ الہی بکمانداری و قبض اندازی (فولیو ۱۱)

۴۔ آمدن سلطنت پناہ امام قلی خان (فولیو ۱۶ ب)

۵۔ شکار قبائل نمودن اعلیٰ حضرت ظلّ الہی (فولیو ۲۴ ب)

۶۔ مناقشہ رستم خان والی کرجستان و طہمورت۔ (فولیو ۲۷ ب)

۷۔ آمدن ایلمچی بادشاہ والا جاہ روم (فولیو ۳۳ الف)

۸۔ معزول شدن حیدر بیگ (فولیو ۳۷ ب)

۹۔ مقتول شدن میر فتح اصفہانی بہ تفنگچی اقا شئی (فولیو ۳۹ ب)

۱۰۔ آمدن زال ارسطا و قزاقین (فولیو ۴۳، ب)

۱۱۔ بیان نسب والائے اعلیٰ حضرت ظلّ الہی (فولیو ۸۰، الف)

آغاز اس طرح سے ہوتا ہے :

امکان چاشنی اعتدال دادہ بید مشک لب را در تنگ نائی شبشہ اور

انجام اس سطر پر :

شعلہ آتش ذوق نچت گلشن شوق، معتکف کوئے بیقراری، مقیم کین گاہ

مطلب شکاری۔

مضمون تاریخ زبان فارسی، فولیو ۸۲، تقطیع ۱۱ x ۲۲ ۱/۲ سنٹی میٹر، خط نستعلیق

ایرانی، سطور فی صفحہ ۱۳، مجلد، حالت درست، کاغذ غیر کشمیری۔

مکاتباتِ علّامی

انشائے ابوالفضل یاد فتر ابوالفضل کا حصّہ اول ہے۔ اس میں جلال الدین

محمد اکبر کے وزیر اعظم علّامی ابوالفضل کے قلم سے اکبر کی طرف سے ایران و توران کی شخصیتوں

کے نام طویل خطوط ہیں جو ہیں :

۱۔ عبداللہ خان سپہ سالار توران (فولیو ۱ - ۱۷)

۲۔ ایمنائے عبداللہ خان (۱۷ - ۲۸)

۳۔ شاہ عباس سپہ سالار ملک توران (۲۸ - ۳۸)

۴۔ والی کا شجر (۳۸ - ۴۰)

ابتداءً : آپچنان تصور نمودند و آنکہ بمقتضائے محبت و یگانگی تفصیل

صوغات رقم پذیر خاتمہ موافات شمامہ

مخطوطے کی آخری عبارت یہ ہے :

برخی از سخنان دلاویز را بزبان نیزنگه ارش نماید۔

فولیو ۴۰، تقطیع ۱۱ x ۲۲ ۱/۲ سنی میٹر، نستعلیق، ناقص از اوّل و آخر، کاغذ غیر کشیری، مجلد، حالت درست۔

272

51.

تیمور نامہ منظوم

امیر تیمور لنگ کے محاربات اور فتوحات اور اس کے خاندان کے تاریخی احوال پر مبنی ایک مفصل اور طویل مشنوی ہے۔ تیمور نامہ جسے بطور تحفیف "تمر نامہ" بھی کہا جاتا ہے، نظامی گنجوی کے اسکندر نامہ کے تتبع (پیروی) میں لکھا گیا ہے مشنوی تیمور نامہ چونکہ ظفر شرف الدین علی یزدی متوفی ۸۳۱ھ (۱۴۲۸ء / ۱۴۲۷ء) کا منظوم فارسی ترجمہ ہے، اسلئے ظفر نامہ بھی کہا جاتا ہے۔ تیمور نامہ ۱۸۶۹ء میں لکھنؤ میں طبع ہو چکا ہے۔ اس کا ایک مخطوط زیر نمبر ۳۹۴ وزیر نمبر ۱۵۰ مدرسہ سپہ سالار جدید طہران (ایران) اور ایک نسخہ لیلیٰ مجنون اور ہفت منظر کے ساتھ اسی مدرسہ کے کتاب گھر میں زیر نمبر ۲۸ محفوظ ہے۔

مضمون تاریخ تیمور لنگ (مشنوی) زبان فارسی، مشنوی نگار ملا عبد اللہ (عبد الحمی) ہفتی نبوت شانی جامی، خواہر زادہ مولانا نور الدین عبد الرحمان جامی، متوفی ۹۱۶ھ ہجری یا ۹۲۶ھ ہجری (۱۵۱۲ء یا ۱۵۲۱ء)؛ "شاعر شہان" اور "شہ شاعران" بالترتیب ملا عبد اللہ ہفتی مادہ تاریخ ہے۔ ناقل و تاریخ نقل بوجہ ناقص الآخر غیر مذکور، تاہم طرز کتابت کے پیش نظر تین سو برس پرانا، ابتدائی پانچ صفحات مخطوط کے اخیر پر مجلد، خط نستعلیق خفی

استادانہ لوح (سرورق) مرین مگر مرت کے کاغذ کے نیچے پوشیدہ، کاغذ غیر کشمیری، فولیو ۱۵۰ (صفحات ۲۹۹) دو کالمی تحریر، ابیات فی صفحہ ۱۶، تقطیع ۱۲، ۸ × ۲۳، ۵ سنٹی میٹر

شروع: بنامِ خدای کہ فکر خرد نیارد کہ نہ کُنہ او پی بُرد
 اخیر کا شعر: ز مادر نژاد آنکہ آخر نرد بخود، هیچ ناورد و چتری نبر
 مثنوی تیمور نامہ احوال تیمور لنگ پرسند کی حیثیت رکھتا ہے اور اس لحاظ سے
 مخطوط نایاب ہے۔

381.

273

جذب القلوب الی دیار المحبوب

حسب ذیل سترہ ابواب پر مشتمل مدینہ منورہ کی تاریخ میں ایک ضخیم کتاب ہے۔ یہ
 مجموعہ علی بن سید شریف عقیف الدین عبد اللہ ابن احمد الحسنی السہودی المدنی متوفی ۲۴
 یا ۲۵ ذی قعدہ ۹۱۱ھ (اتوار ۱۹ اپریل ۱۵۰۶ء) کی تالیف و فاء الوفا بانخبار دار المصطفیٰ
 جس کا اختصار "خلاصۃ الوفا بانخبار دار المصطفیٰ" کی شکل میں ہے، مبنی ہے۔ کتاب
 "جذب القلوب الی دیار المحبوب" کے سترہ ابواب ہیں:

- ۱۔ در عدد اسماء ایں بلدہ ۲۔ ذکر فضایل و محامدوی ۳۔ در اخبار سکنان این بقعہ
- ۴۔ در انبعاث باعثہ قدوم سید کائنات ۵۔ در ہجرت سید المرسلین ۶۔ کیفیت عمارت
 مسجد شریف نبوی ۷۔ بیان مجملی از تغیرات ۸۔ بعضی از فضایل مسجد شریف ۹۔ ذکر عمارت
 مسجد ثبائہ ۱۰۔ ذکر بعضی آبار متبرکہ ۱۱۔ در ذکر بعضی اماکن شریف ۱۲۔ ذکر فضایل مقبرہ
 بقیع ۱۳۔ فضایل جبل اُحد ۱۴۔ زیارت سید الانام و اثبات حیات انبیاء ۱۵۔ حکم
 زیارت قبر شریف و بیان توسل و استمداد از آغشاب جنت مآب ۱۶۔ آداب زیارت سید

انام ۱۴۔ فضایل آداب صلوات بر سید کائنات۔

مضمون تاریخ (مدینہ) زبان فارسی نشر، مؤلف عبدالحق بن سیف الدین الرک الدہلوی البخاری ابتداء تالیف مسودہ مدینہ میں ۹۹۶ھ (۱۵۹۰ء) توفیق تبیین صاف کر کے لکھنے کی توفیق، شہر دہلی میں ۱۵۹۳/۱۵۹۲ء میں کاتب میر احمد شاہ بن سید علی شاہ، تاریخ کتابت، ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۴ھ ہجری (جمہرات، جولائی ۱۸۸۴ء) خط نستعلیق متوسط، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۶۰ (صفحات ۳۲۰) سطو فی صفحہ ۲۰، تقطیع ۱۲½ x ۲۳ سنطی میٹر، پندرہ صفحات سے شروع میں ناقص۔

آغاز : بعد ہزار زبان گر کنند ممکن نیست۔

اختتام : وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔
کاتب کا اختتامیہ : قد وقع الفراغ من تسوید ہذہ النسخۃ منبرکہ جذب اقلوب الی دیار المحبوب ایں نسخہ منبرکہ بتاریخ ہفتم ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۴ھ ہجری بردست احقر خلق اللہ میر احمد شاہ بن سید علی شاہ صورت اتمام تحریر و تسوید پذیرفت۔

143.

274

عالمگیر نامہ

شہنشاہ ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸ھ - ۱۱۱۸ھ = ۱۶۵۷ء — ۱۷۰۷ء) کے اٹھارہ سال کے ان واقعات کی تاریخ ہے جو اس پادشاہ کے ابتدائی دور حکومت میں پیش آئے۔ مؤلف منشی محمد کاظم ابن محمد امین منشی ہے جو اورنگ زیب کا سرکاری و قانع نگار تھا۔ مؤلف چاہتا تھا کہ اس میں اورنگ زیب کے ایام طفولیت کے حالات بھی قلمبند کرے لیکن اس خیال سے رک گیا کہ ملا عبد الحمید لاہوری کے "بادشاہ نامہ"

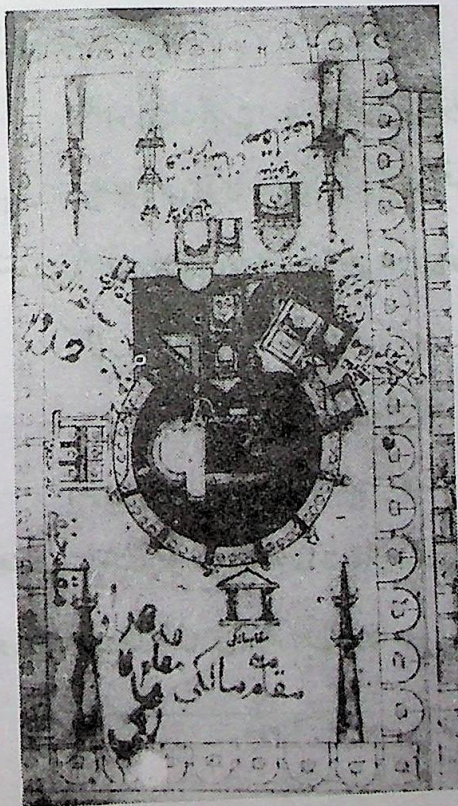
میں یہ حالات درج ہیں۔ اس لئے زیادہ تر اورنگ زیب کے عہد سلطنت کے صرف تاریخی واقعات درج ہیں۔ یہ تاریخی واقعات ۶۸-۱۰۸۶ھ سے ۱۰۸۶-۱۱۸۶ھ تک کے احوال و کوائف پر مشتمل ہیں عالمگیر نامہ شہزادہ محمد دارا شکوہ اور شہنشاہ اورنگ زیب کے محاربات کی معتبر تاریخ ہے، البتہ سلطنت کا مدعی ہونے کے باعث دارا شکوہ کو بڑے حالات میں پیش کیا گیا ہے اورنگ زیب یکم ذی قعدہ روز جمعہ ۶۸-۱۰۸۶ھ (۲۳ جولائی ۱۶۵۸ء) کو تخت نشین ہوا تھا مقدمہ میں عالمگیر نامہ کی تالیف کی وجوہات لکھنے کے بعد اورنگ زیب کے عہد میں واقع ہونے والے سال بسال تواریخی واقعات کا حال مفصل درج ہے۔ عالمگیر نامہ رایل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کلکتہ کے اہتمام سے شایع ہو چکا ہے۔ اور عالمگیری عہد حکومت پر سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

مضمون مغل تاریخ، زبان فارسی، مؤلف منشی محمد کاظم ابن محمد امین منشی زانہ، تالیف سترھویں صدی کا نصف آخر، کاتب و ناقل نامعلوم، ناقص الاخر، خط شکستہ نستعلیق، صفحات ۱۰۱۸، سطور فی صفحہ ۱۵، کاغذ کشمیری، تقطیع ۱۱ x ۲۱ ۱/۲ سنی میٹر۔ آغاز: ای دادہ بعقل پر تو آگاہی شان ز تو کامیاب شاہ منشاہی
آزاد کہ ز کانیان برتر خواہی بر سر نہی افسر ظری الہی
آخری الفاظ: و شکرانہ ایزد یگانہ را دو گانہ ادا کردہ سلامت ذات اقدس
حضرت شاہنشاہی کہ اس فتوحات والا و نصرت ہائے سترگ نیروے تخت جہاں افروز
یاوری تخت شاہ منشاہی را کہ اس فتوحات۔

فتوح الحرمین بالتصویر

نمبر ۳۶ کے تحت مذکور فتوح الحرمین کا دوسرا مخطوط ہے۔ یہ مخطوط پہلے کے مقابلے میں اگرچہ آغاز و اختتام کے اعتبار سے ناقص ہے، تاہم کتابت کے لحاظ سے اُس سے قدیم ہے۔

مضمون مشنوی (سفرنامہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) زبان فارسی، ناظم محی لاری شاکر دہلا جلال الدین دوانی صاحب اخلاق جلالی، سال تصنیف ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء) ناقل و تاریخ نقل بوجہ ناقص اول و آخر ہونے کے نامعلوم، تاہم دسویں صدی ہجری (سترھویں



صدی عیسوی) کا مخطوط، خط تعلیق خفی، عنوانات لال و دشنائی سے اوراق ۱۶، اوسط ابیات فی صفحہ ۱۶، تقطیع ۵، ۱۱ x ۹، ۶ سنیٹ ابتداء:

بستہ دہان دگر انرا بگفت
غنیہ شدند آں ہمہ و اشکفت
اختتام: دوسرا مصرعہ:
شیخ علاؤ الحق کرمانی است
فتوح الحرمین کا ایک نسخہ
انڈیا آفس لائبریری، لندن میں

زیر نمبر ۴۲ محفوظ ہے۔ لیکن پیش نظر نسخہ بلحاظ کتابت و نقل سب سے زیادہ قدیم یعنی کم و بیش مصنف کے وقت کی تحریر۔

436.

276

فتوح الحرمین بالتصویر

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا سفر نامہ ہے۔ یہ سفر نامہ مصنف نے بیت اللہ الحرام کی زیارت سے واپسی پر منظوم کیا تھا۔ حج سعید پر جانے سے ایک سال قبل دل میں ایک اضطراب برپا ہوا، اور تسبیح سے حرم کی جانب تیاری شروع کر دی۔ یہ تجوید جا بجا مقابر اور قبۃ جات اور دیگر مقامات مقدسہ کی قلمی تصویر کا حامل ہے۔ کتاب کے اہم مطالب یہ ہیں:

تمہید در حمد باری تعالیٰ،

نعت جیب، منقبت خلفائے

داشدین، آغاز کتاب، حسب حال

مصنف، نیت احرام، طریق احرام

بستن و قلبیہ گفتن، حکایت

بیخودی امام زین العابدین، تضحین

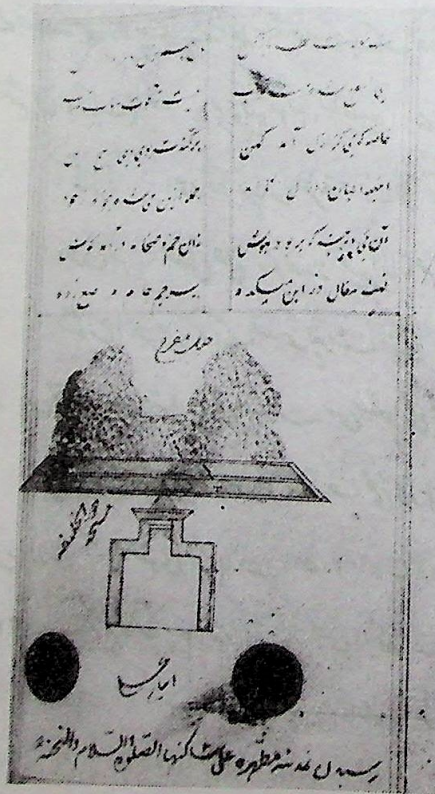
حضرت مولانا عبد الرحمان جامی، در

ترتیب این بنائے عالی، در اظہار

اسراء این بیت عالی شان، در بیان

ارکان طواف، حکایت ابن موفیق

در بیان نماز سنت طواف، در طریق



سعی میان صفا و مرزہ و آداب آن، در تعریف مکہ معظمہ و جبل بوقیس، تعریف مقبرہ معلّٰی
تعریف جبل نور، تعریف جبل ثور، در بیان افاضہ از عرفات بمزدلفہ، آمدن از طواف افاضہ
طواف وداع، توجہ بزیارت روحنہ سید المرسلین و خاتم النبیین۔

مصحف اور کتاب کا نام بالترتیب فولیو ۳ اور فولیو ۶ پر مندرج ہے۔

مضمون سفرنامہ و آداب حج منظوم بطرز مثنوی، زبان فارسی، شاعر محی لاری مثنوی

۹۳۳ ہجری (ریو، ص ۶۵۵) سال تصنیف ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء) لفظ "الحقیق" (۹۱۱)

تاریخ ہے۔ کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، تاہم گیارہویں صدی ہجری (سترہویں صدی عیسوی)
کے اخیر کی تحریر، عنوان کے صفحہ کے مطابق مخطوط فتوح الحرمین کسی شخص سبحان شاہ درویش
کے قبضہ میں رہ چکا ہے۔ خط نستعلیق باریک، دو کالمی لکڑوں کے مابین تحریر، کاغذ دیسی

(کشمیری باریک) (فولیو ۴۳، تقطیع: ۱۰.۵ x ۲۰.۱۱ سنٹی میٹر۔

آغاز: ای دو جہاں غرقہ آلائی تو کون و مکان قطرہ دریائی تو

اختتام: فصل علیٰ روضتہ خیر الانام خاتمہ نسخہ بریں شد تمام

فتوح الحرمین کا ایک نسخہ فہرست انڈیا آفس مرتبہ ایچ پی میں زیر شمارہ ۲۰۵ محفوظ

ہے۔ اس مخطوط کی شروع کی عبارت اسی نسخہ کی عبارت کے مطابق ہے۔

مثنوی فتوح الحرمین کا مصنف محی لاری ایران کے شہر لار سے تعلق رکھتا تھا۔ ملا

جلال الدین مثنوی ۹۰۸ھ (۱۵۰۲ء) کا شاگرد تھا۔ محی لاری نے شاہ تہراسپ صفوی

(۹۳۰ھ - ۹۸۴ھ) کا ابتدائی زمانہ بھی دیکھا تھا۔

فتوح الشام

واقفی (محمد بن عمر) کی عربی تاریخ "فتوح الشام" کا فارسی ترجمہ ہے۔ واقفی جن کا زمانہ ۷۷۴ء سے ۸۲۲ء تک کا ہے، وقت کے مورخ، فقیہ اور مفسر تھے۔ مدینے میں پیدا ہوئے اور بغداد میں اقامت اختیار کی، وہیں پر قاضی ہوئے اور وفات بھی پائی۔ فتوح الشام کلکتہ میں ۱۸۵۴ء میں اور بولاق (ترکی) میں ۱۸۹۵ء میں چھپ چکی ہے۔

فتوح الشام کا پیش نظر فارسی ترجمہ عزیز میر حقانی کشمیری المتخلص بہ حقانی کا ہے۔ انہوں نے یہ ترجمہ خواجہ سیف الدین صاحب شال متخلص بہ ارجمند کی تحریک و تشویق سے کیا تھا۔ ترجمہ غالباً ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۷ء) اور ۱۳۲۲ھ (۱۹۰۴ء) کے سالوں کے درمیان کیا گیا ہو۔ تاریخ کثابت اگرچہ درج نہیں ہے، لیکن کتاب کے اخیر پر کسی شخص غلام محمد کے نوٹ سے جو ربیع الاول ۱۳۵۹ھ (اپریل ۱۹۴۰ء) میں تحریر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مخطوط کا کاتب غلام احمد حبیب (برادر پیرزادہ غلام حسن کھوہا می مورخ کشمیر) امام زیارت حضرت نقشبند یہ ہے اور تاریخ کثابت بطور قیاس ۱۳۲۲ھ (۱۹۴۰ء) ہے نسخہ کا نام ترجمہ فتوح الشام بھی اسی یادداشت سے معلوم ہوتا ہے۔

زیر بحث مخطوط ابتداء میں چند اوراق سے نامکمل ہے۔ اس کی ابتداء خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کے بیان سے ہوتی ہے۔ البتہ یہ امر کہ مخطوط کا مترجم پیر عبد العزیز حقانی المعروف بہ عزیز پیر ہے۔ متعدد مقامات پر اندرونی شہادت سے معلوم ہوتا ہے فتوح الشام فارسی کا آزاد ترجمہ ہے اور بعض مقامات پر مترجم نے دلچسپی کے پیش نظر اپنا فارسی کلام بھی بطور استشہاد پیش کر دیا ہے۔ وہ مقامات جہاں مترجم کا فارسی کلام اور تخلص

درج ہے یہ ہیں : فولیو ۲۹، فولیو

۹۵، فولیو ۱۱۰، فولیو ۱۱۲، فولیو

۱۴۳، فولیو ۱۶۵ اور فولیو ۱۶۸

ان کے علاوہ بھی متعدد

مقامات پر فارسی کے اشعار

آباد مذکور ہیں، لیکن تخلص

نہ ہونے کے باعث یقینی طور

پر انہیں عزیز پیر کی تخلیق

نہیں کہا جاسکتا۔

تعداد فولیو ۱۷۲، تقیبع

۱۷ x ۲۵ سنٹی میٹر، کاغذ

کشمیری، خط نہایت عمدہ نستعلیق

محل فرار یافتہ لطیف قسطنطنیہ مغرور شد چون اہل شہر تبار
از طرف پادشاہ سستی یافتند و کاہم پیش عمرو بن العاص حاضر
گشتہ بر یک کدوم و خزائن قسطنطین صلحا مرصع نمودند
و بر بر فرد نفد رسال چهار دم خراج مقرر شدہ و عمرو بن العاص
تمام ہاجرہ تحریر شدہ بصحابت بزی بن ابی سفیان و عمار بن
یاسر بجانب امیر اسلام روانہ نمود و عمرو بن العاص تاریخ دہم
ماہ جب نوزدہم سال ہجرت در شہر صور در آمدہ و ایں خط
شہر المدینہ و عثمان و نابلس و طبرہ و غیرت و جلد و لاذقیہ
رسیدہ خود طبع اسلام شد و در تمام بلاد شام لشکر اسلام
متصرف گردید الحمد للہ رب

العالمین

تمام شد

فولیو ۲۵ تک کتاب کے عنوانات سرخ روشنائی سے تحریر ہیں اور باقی عنوانات کے لئے

جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ تعداد سطور فی صفحہ اوسطاً ۱۵۔ بلا جدول۔ مخطوط دہم ماہ جب

۱۹ ہجری (۶ جولائی، روز پنجشنبہ ۶۴۰ء) کے حالات تک ہے جس میں عمرو بن العاص

کے ہاتھوں بیروت و شام کے شہر قیساریہ کی فتح کا بیان ہے۔ مخطوط غیر مطبوع ہے اور مترجم

کشمیری ہونے کے ناتے اس قابل ہے کہ چھاپ کر شایع کیا جائے۔ نایاب

ابتداء ۱

..... چون بعد انتقال سرور انبیاء احمد مجتبیٰ و محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم خلعت خلافت با میرالمومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسلم شد.....
اختتام :

و عمرو بن العاص بتاریخ دہم ماہ رجب نوزدہم سال ہجرت در شہر صور در آمدہ
و این خبر بطرف شہر ایلہ و عکہ و عسقلان و نابلس و طبریا و بیروت و جبلہ و لاذقیہ رسید
نمود مطیع اسلام شدند و در تمام بلاد شام لشکر اسلام متصرف گردید۔ الحمد للہ رب العالمین
کاتب کا اختتامیہ (Colophon) : تمام شد۔

302.

278

قرآن الامیرین منظوم

والی کابل امیر زمان خان اور واسرائے ہند کی ملاقات کا منظوم بیان ہے
یہ ملاقات ۱۳۱۸ھ (۱۹۰۶ء) میں واقع ہوئی۔ ضمن میں شمالی ہند بالخصوص پنجاب اور
صوبہ سرحد کے اُن اہم شہروں کا تذکرہ آگیا ہے۔ جہاں جہاں کا امیر کابل نے دورہ کیا تھا،
کتاب کے مضامین میں غالباً جلد ساز کی طرف سے بے ترتیبی پیدا کر دی گئی ہے، تاہم موجودہ
مخطوط کے مطابق ترتیب مضامین یوں ہے:

۱۔ ناقص الاول ہونے کے باعث مخطوط کے پہلے پانچ فولیو بلا عنوان۔

۲۔ رسیدن امیر بہ انبالہ (۵-۸)

۳۔ احوال دربار انبالہ و ملاقات امیرین (۸-۱۴)

۴۔ واپسی امیر از انبالہ بسواری بیل۔ (۱۴-۱۶)

۵۔ خاتمہ کتاب (۱۶-۱۹)

۶۔ مناجات (۱۹-۲۳)

۴۔ رسیدن امیرزلاهور

احوال دربار لاہور (۱۹-۳۲)

۸۔ روانہ شدن امیر از ہجلم

روانہ شدن امیر از لاہور بسورن

ریل (۳۲-۴۰)

۹۔ در نعت سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وسلم (۴۰-۴۱)

۱۰۔ سبب تالیف قرآن

الامیر بن (دو امیرون کی ملاقات)

میگوید (۴۱-۴۲)۔

۱۱۔ آغاز داستان (۴۲)۔

(۴۴)۔

۱۲۔ برآمدن امیر کابل و ذابل از کابل و رسیدن او در شہر پشاور بعد تفاف (۴۴-۴۵)

۱۳۔ برآمدن از پشاور بسوی پنجاب (۴۴-۴۹)

مضمون شہنوشی تاریخی، زبان فارسی، ناظم حافظ محمد تحسینی رفیق کشری، سال تنظیم

۱۳۱۸ھ (۱۹۰۰ء) "بگو نظم بزم امیر" تاریخ تالیف ہے، "کاتب غلام الدین" مقام کتابت

بلدہ کشمیر (سرگند) تاریخ کتابت جمعہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ ہجری (۹ اگست ۱۹۰۱ء)

خط نستعلیق خفی سادہ، خوشخطی کی جداول کے مابین تحریر کاغذ کشری، فولیو ۴۹، سطو

فی صفحہ ۱۳، تقطیع: ۱۳، ۱ x ۱۹، ۶

پس عہد سلطان	برآمدن بزم امیر خواب
یاساق از بزم شہنوشی	بلوغت زمین بکلیں کشای
بد استوری کہ غور زیت	کرد قلعہ را عیش فود زیت
روانہ شدن امیر از ہجلم	
جسٹس سر سبز اگلا	نسیم طرب در طبع او فتاد
ز انجم کدشت بکس آسمان	زہن بزم آورد از مردمان
سوزن گیسو پر آرزو زاد	مساجد سیم پر شد نداز سجاد
امیر زمان شاہ کابلین	کشاد از کرم دیدہ نام نہین
چر سرو و چمنان بر آمد تخت	دشوک و دروئی سبک کشت
نماز و تہذیب و زوی نیاز	ادب و ساخت با خالق کار ساز
کر، سبزی برداشت سبک	دعا خواست از قادر ذوالنعم
ازین پس برون رفتی پنا	میان بستہ در خدمت پاخانہ
ز بسیدین بخت امیر	برون آواز قلعہ فتح کشر

آغاز: سواری شکر مہر بھدرہ جواہر نمودند حاضر بر ریل گاہ

اختتام: بقولِ صوابم بکن ختم کار۔

کاتب کا اختتامیہ: الحمد للہ علی کل حال کہ تمام شد کتاب قرآن الامیرین از

تصنیفات حافظ محمد یحییٰ رفیق غفر اللہ لہ بیدہ الراجی الی رحمت رب العالمین غلام الدین
عفی عنہ بتاریخ ۲۳ شہر ربیع الآخر ۱۳۱۹ھ یوم جمعہ وقت فی بلدۃ الکشمیر

(نوٹ) مخطوط نایاب ہے اور ماسوائے کلچرل اکادمی کے اور کہیں دستیاب نہیں ہے

اور تاریخی نوعیت کا ہے۔

440.

۲۶۹

مجموعہ مسافر نامہ و خدیجہ نامہ

پہلا مخطوط مخدوم جہانیاں امیر کبیر سید جلال الدین حسین الحسنی بخاری کا سفر نامہ
ہے۔ انہوں نے عالم طبر و سیر میں بحر و بر (دنیا) کے چالیس سفر کئے تھے۔ اور روئے مطہرہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کی تھی اور سلام کرنے پر جواب سلام بھی
پایا تھا۔ موجودہ سفر نامہ بلا ترتیب ہے۔ تاہم آغاز مدینہ منورہ اور اُس کے بعد بیت المقدس
سے ہوتا ہے۔ مسافر نامہ مخدوم جہانیاں حقیقت سے زیادہ عالم مثال پر مبنی ہے۔ سفر نامہ قص
ہے اور فولیو سات پر رکاب ٹوٹی ہے، فولیو ۱۴۔

مخطوط دوم خدیجہ نامہ ہے۔ یہ ام المومنین خدیجہ کبریا بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی
سوانح حیات ہے۔ آغاز میں انہیں بادشاہ کی بیٹی بتایا گیا ہے اور اسی طرح اُن کے شوہر کو
بھی۔ بی بی خدیجہ انتہائی سخی تھیں ۲۴ برس کی عمر میں بیوہ ہو گئی تھیں۔ کتاب بیانیہ انداز
میں بلا ترتیب یعنی عنوانات کے بناء ہے۔

مضمون بالترتیب۔ سفرنامہ و سوانح حیات، زبان فارسی نثر، اول کے مصنف سید جلال الدین بخاری المعروف بہ جہانگورد، زمانہ تالیف نامعلوم، کاتب کمال شاہ، تاریخ نقل غرة رجب المرجب ۱۲۹ھ (غالباً ۱۲۰۹ھ = جمعات جنوری ۲۲، ۱۲۹۹ھ) خط نستعلیق معمولی، کاغذ بیسی (کشمیری)، کُل فولیو ۵، سطور فی صفحہ ۱۴، تقطیع : ۵ × ۱۱، ۱۰، ۱۰ سنٹی میٹر۔

آغاز : مسافرنامہ بندگی قطب الاقطاب حضرت مخدوم جہانیاں امیر کبیر سید جلال الحق والشرع والدین۔
اختتام : ایں توبہ از یم من بود اگر از ترس خدا بودی اذن آسمان نظر تو بالا میگدشت
واللہ اعلم بالصواب۔

کاتب کا اختتامیہ : از دست عاصی پرگناہ کمال شاہ غرة رجب المرجب ۱۲۹ھ
(۱۲۰۹ھ)

285.

280

مختصر تاریخ اعلیٰ حضرت نیولین

انیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں سرزمین فرانس کے نامور اور جلیل القدر فاتح نیولین اعظم (وفات ۱۸۲۱ء) کی فتوحات و شکست کی تاریخ ہے۔ کتاب مذکور ۱۸ فصول میں جن کی فہرست مخطوط کے شروع میں دیدی گئی ہے منقسم ہے۔ اصل تاریخ فریبی زبان میں تھی۔ اور یہ اُس کا فارسی ترجمہ ہے۔ مترجم نے یہ ترجمہ ناصر الدین شاہ قاجار بادشاہ ایران اور بعد ازاں اُس کے فرزند علی قلی میرزا کے نام معنون کر کے شرف آستان بوسی حاصل کیا ہے۔ موجودہ نسخہ مختصر تاریخ اعلیٰ حضرت نیولین کی جلد اول ہے۔ اس میں نیولین

ہونا پارٹ کی پیدائش سے یکم جو ۱۵ اگست ۱۹۶۹ء مطابق ۱۳۴۸ھ میں واقع ہوئی،
وفات تک کے تمام حالات درج ہیں۔ نپولین کی وفات ۸ مئی ۱۸۲۱ء سینٹ ہلینا میں واقع
ہوئی۔



مضمون تاریخ ازبان فارسی
مترجمہ از زبان فرانسیسی، اصل
کا مصنف نامعلوم، مترجم میرزا
رفیعی ایرانی استاد زبان فرانسیسی
وانگریزی در مدرسہ شاہ ایران
(ناصرالدین شاہ قاجار) کا مخصوص
مترجم، تاریخ کتابت جمعرات
۱۵ رمضان المبارک بمقام کراچی
بندر ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء
خط نستعلیق حلی، کاغذ مشینی
صفحات ۱۹۱، سطور فی صفحہ ۱۰،
تقطیع : ۱۰ x ۸ انسٹی میٹر۔

آغاز: الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف العباد محمد
الیٰ یوم المیعاد۔

اختتام: چنانچہ خاک نپولین را باں شمشیر کیہ باعث اوشدہ بود۔ واورا
برجہ شہنشاہی رسانیدہ بود، دفن کردند۔

(نوٹ) فارسی زبان میں تاریخ نپولین ایک اہم دریافت ہے اور اس قابل ہے کہ اردو میں اس کا ترجمہ کر کے شائع کیا جائے۔

کاتب کا اختتامیہ (صفحہ ۸۲ پر): تمام شدہ تاریخ نپولین یوم پنجشنبہ پانزدہم شہر رمضان المبارک در کراچی بتہ ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۹۹۷ء عیسوی۔

439.

281

مرآة الفتوح

منشیانہ انداز میں سلطان مراد بخش فرزند شاہ جہاں کی اُن فتوحات کا بیان ہے جو اُسے بدخشاں اور دیار بلخ میں حاصل ہوئی تھیں۔ ان واقعات کا آغاز سلج ذی الحجہ ۱۹۷۰ھ جلوس شاہ جہانی (جمعات ۵، فردی ۱۶۲۶ء) کو ہوا تھا۔ اس مہم کے دوران پنجاب اور کابل کے اُن شہروں کا بیان بھی ہے جہاں سے مراد بخش کی فوج ظفر موج کا گدہ ہوا تھا روایت کے مطابق خان بلخ بلا مقابلہ منہزم ہو گیا اور بعض سپاہی مہرہ شطرنج کی طرح خوب پٹے اور دستگیر ہوئے تھے۔ واقعہ نگار کے مطابق سلطان مراد بخش کا نزول شہر بلخ میں صبح پنجشنبہ ۲۱ ماہ الہی (اکبر کے جاری کردہ سال کے ہیسے) کو ہوا تھا۔

مضمون تاریخ ہند بہ عہد مغول بطر منشیانہ، زبان فارسی نثر، مورخ و انشاء پرداز طغرائے مشہدی، زمانہ و تالیف کیا رہیں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی) ناقل و تاریخ کتابت بوجہ ناقص الآخر نامعلوم، خط نستعلیق مایل بشکستہ، کاغذ سیسی (کشمیری) شمارہ صفحات غیر مذکور، تاہم یہ کام پاورتی رکاب سے لیا گیا ہے، فولیو ۱۹، سطوٰ فی صفحہ، تقطیع ۱۳، ۵ x ۱۳، سنٹی میٹر۔

آغاز: یکہ تاذان میدان تقریر از دولت ستایش نامری دلیر گفتارند کہ بدکاری

فوج مکومتش اقلیم کشایاں رافتح و نصرت روسی نمودہ و می نماید۔

اختتام : سہ ماہیوں کے بعضے چوں مہرہ شطرنج مضروب دستگیر گشتند و جمعی مانند آتش طرح دادہ بعجز اخیر پر خلاص کی رکاب ہے۔

ملاطفرائے مشہدی شہزادہ مراد بخش کے مصاحبین میں سے تھا۔ اخیر عمر میں میرزا ابوالقاسم دیوان کی تحریک سے کشمیر آیا تھا۔ محلہ ناید یار، رعناواری سرینگر کشمیر میں ایک دکان میں سکونت تھی۔ یہیں پر رحلت کر کے مزار شاعران واقع محلہ درگجن میں مدفون ہوا۔ سال وفات دستیاب نہ ہو سکا۔

157.

282

مغازی النبی

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حروب و غزوات کی منظوم مثنوی ہے۔ یہ وہ حروب و غزوات ہیں جو حضرت صلعم کو دوران حیات میں معاصر کفار اور یہودیوں کے ساتھ پیش آئے تھے جن میں آنحضرت کی ولادت و تزویج اور دیگر سوانح حیات کا بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ مثنوی مغازی نبی کے ناظم شیخ یعقوب صرہ کشمیری متوفی ۱۵۹۴ یا ۱۵۹۵ء) ہیں۔ شیخ یعقوب صرہ کشمیری نے یہ مثنوی وفات سے تین سال قبل یعنی ۱۵۹۲/۱۵۹۱ء) میں لکھی تھی۔ شیخ کی ولادت ۹۲۸ھ (۱۵۲۲/۱۵۲۱ء) میں ہوئی تھی۔ مغازی النبی شیخ کی پانچ مثنویوں میں چوتھی مثنوی ہے۔ یہ پانچ مثنویاں پنج گنج کے نام سے مشہور ہیں۔ اس نام میں شیخ نے نظامی گنجوی کی اسی نام کی پانچ مثنویوں کا تتبع کیا ہے۔ شیخ کی باقی چار مثنویوں کے نام یہ ہیں : مسکت الاخبار و امت عذرا، لیلیٰ مجنون^۳ اور مقامات حضرت مخدوم۔

حمد و ثنا اور نعت رسول کے بعد بمغازی النبی کی ترتیب مضامین یوں ہے :

۱۔ منقبت بانی مسلمان علیؑ ثانی میر سید علی ہمدانی۔

۲۔ مدح شیخ کمال الدین خوارزمی۔

۳۔ در بیان حسب حال خود و قبیل و قال بزرگان والا شان۔

۴۔ در بیان تعریف مکہ معظمہ و مدینہ منورہ۔

۵۔ سبب تالیف کتاب شریف المسمیٰ بمغازی النبی۔

۶۔ در بیان تفسیر اوّل ما خلق اللہ نوری۔ اسی سلسلے کے دیگر مضامین یہ ہیں :

انتقال نور محمدیؐ آمدن اخبار بہ قتل عبداللہ ابن عبد المطلبؑ رسیدن نور پاک در بطن والدہ، عدم احساس حمل آمنہ، تولد آنسور، مشرف شدن ثویبہ بارضاع، شوق صدر و بردن حلیمہ آنسور و را۔ اس کے بعد سے زندگی کے دیگر حالات کا مفصل بیان ہے۔

۷۔ بیان غزوات رسولؐ تا آخر کتاب۔

مضمون سوانح حیات، زبان فارسی، پیرایہ بیان نظم بشکل مشنوی، ناظم و شاعر شیخ یعقوب صرّفی کشمیری، سال تصنیف سنہ ۱۲۹۲ھ / ۱۲۹۱ھ (واضح رہے کہ بمغازی النبی کا حرف "غ" بحساب ابجد جس کے اعداد ایک ہزار ہیں، کتاب کا سال تصنیف ہے) ناقل غلام محمد، تاریخ نقل، ارجحید الاخریٰ سنہ ۱۲۹۰ھ (۱۳ اگست، بدھ ۱۸۴۳ء) ۴۱۴ ج ۱ کو ناقل مقابلہ کتاب سے فارغ ہوا تھا۔ خط نستعلیق متوسط، صفحہ اول کا نصف پیراشی کی نقاشی کا حامل، کاغذ کشمیری، فولیو ۲۱۳، سطور فی صفحہ ۱۷، تقطیع : ۲۴.۵ x ۱۶.۱ سنٹی میٹر

آغاز : خدایا خدائی مسلم تراست خداوندی ہر دو عالم تراست

اختتام : اجب دعوتی ہذہ یاجیب بنصر قوتی وفتح قریب
بنامت سخن یافته اختتام بتوفیقک الآن تم الکلام

ناقل کا اختتامیہ :

الحمد لله والمنة قد فرغت من تحریر هذا الكتاب المستطاب الوافى الوافى المسمى
بمغازى النبى على ما شجها افضل الصلوات واكمل التحیات فی يوم الاربعاء الضحی
فی التاريخ سبع وعشر من الشهر الجمیدى الاخرى سنة ۱۲۹۰ الف ومانتان وتسعون من ہجرة
النبویہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حرره غلام محمد اعظمی عنہ کتبہ بنفسہ اللہم اغفر لہ ولوالدیہ ولاسنادہ
رجاز خواندگان آنکہ ہر جاسہوی وخطائے در تحریر واقع شدہ باشند بذیل کرم ہوشند

وقلم اصلاح بر آن جاری دادند کہ

نقل کتاب بسیار وزشت بود۔

کاتب کے دوسرے فارسی

نوٹ سے جو حاشیہ پر ہے معلوم

ہوتا ہے کہ اُس نے مغازی النبى

کی نقل اُس وقت شروع کی،

جب شہر سرسنگر بلا میں مبتلا تھو

روزانہ لوگ لقمہ اجل ہورہے

تھے۔ ساتھ ہی شیعہ سنی فتنہ

بھی برپا تھا۔ کاتب کے مطابق

خدائے اس کتاب کی نقل کی



مغازی النبی

جامع الکمال شیخ یعقوب صرنی، احمد کشمیری متوفی ۱۳۰۵ھ = ۱۵۹۳/۹۵ء کی منظوم فارسی مثنوی ہے جس میں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا تفصیلی بیان ہے۔ مصنف نے یہ کتاب ۱۲۰۵ھ (۱۵۹۱/۹۲ء) میں لکھی جیسا کہ کتاب کے اخیر میں (فولیو ۲۸، الف) دئے گئے اس تاریخی قطعہ سے معلوم ہوتا ہے اس میں "مغازی النبی" کا دوسرا حرف "غ" تاریخ تصنیف ہے اور ابجد کے لحاظ سے "غ" کی قیمت ۱۰۰۰ ہے جو اس کے تاریخ تصنیف کی علامت ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس ترکیب سے کتاب کا نام بھی "مغازی النبی" مفہوم ہوتا ہے۔

شیخ یعقوب صرنی کشمیری شیخ حسن گنائی کے فرزند تھے۔ ۹۲۸ھ (۱۵۲۱/۲۲ء) کے شہور (ہمینوں) میں سرنگ کشمیر میں پیدا ہوئے۔ وقت کے بہت بڑے عالم اور شاعر شیرین مقال تھے۔ عربی و فارسی میں متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ۱۲ ذی قعدہ ۱۰۳۰ھ مطابق ۹ جولائی، ۱۵۹۵ء کو ۵۷ برس فوت ہو گئے۔ "شیخ اہل مجہ" اور "فخر الانام" تاریخ وفات ہے۔

حضرت شیخ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ مولینا عبدالرحمن جامی کے شاگرد مولینا محمد آفی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اُستاد کے اُستاد سے "پنج گنج" کا نام مستعار لیا۔ "مغازی النبی" کے مضامین کی تقسیم حسب ذیل ہے:

- ۲- حمد ثانی فی العجز و اہتال (۳- ۵)
- ۳- مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات (۴- ۵)
- ۴- در نعت سید المرسلین و معراج سید کائنات (۴- ۱۱)
- ۵- در منقبت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی (فولیو ۱۱، الف و ب)
- ۶- در صفت مولانا و مرشدنا شیخ کمال الدین حسین خوارزمی (۱۲ الف و ب)
- ۱۳ الف تک
- ۷- در بیان سفر و سیاحت خود (۱۳۱- ۲۷)
- ۸- در بیان شرف اخصاص حرمین شریفین (۲۸- ۲۹)
- ۹- در تمہید کتاب مغازی النبی و سبب تالیف آن (۲۹- ۳۱)
- ۱۰- در بیان آنکہ اول مخلوقات نور محمدی است (۳۲- ۳۳)
- ۱۱- در انتقال نور محمد (۳۳ و ۳۴) در بیان قصدا جبار بقتل عبداللہ (۳۴ و ۳۵) در انتقال نور محمدی از عبداللہ بآمنہ (۳۵- ۳۷) در بیان مدت حمل بآمنہ (۳۷) در بیان تولد شدن (۳۸) در بیان نگون شدن افتادن بئسقا (۳۸ و ۳۹) در بیان آنکہ اولاً ثویبہ کہ خادمہ ابولہب بود (۳۹- ۴۳)
- شق صدر (۴۳ و ۴۴) بردن حلیمہ آنسرور را (۴۴- ۴۶) سپردن حلیمہ آنسرور را (۴۶ و ۴۷) سفر سرور عالم (۴۷- ۴۹) در بیان وقایع بیست و پنج سالگی (۴۹- ۵۱) در تزویج ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ (۵۱ و ۵۲) بعثت سرور عالم، فتور وحی و مدت فتور، و اول کسیکہ بشر ایمان مشرف شد (۵۲- ۵۵)

۱۲- در بیان وقایع سال پنجم (۵۶ - ۵۷)

۱۳- در بیان وقایع سال ششم از بعثت (۶۲ - ۶۳)

۱۴- در بیان وقایع سال هفتم از بعثت (۶۲ - ۶۳)

۱۵- در بیان وقایع سال دهم از بعثت (۶۴ - ۶۵)

۱۶- در بیان وقایع سال یازدهم از بعثت و دوازدهم از بعثت و کیفیت

معراج (۶۹ - ۷۰)

۱۷- در بیان وقایع سال سیزدهم از بعثت و ابتداء هجرت بعضی از صحابه

کبار (۷۳ - ۷۹)

۱۸- مشرف شدن مدینه و اهل آن بقدم سرور، بنا کردن سرور عالم مسجد

(۷۹ - ۸۱)

۱۹- در ذکر وقایع سال دوم از هجرت (۸۱ - ۱۱۱)

۲۰- در ذکر وقایع سال سوم از هجرت (۱۱۱ - ۱۳۱)

۲۱- در ذکر سریه عبداللہ بن انس در سال چهارم از هجرت (۱۳۱ - ۱۳۵)

۲۲- در ذکر وقایع سال پنجم از هجرت (۱۳۵ - ۱۵۰)

۲۳- ذکر وقایع سال ششم از هجرت (۱۵۰ - ۱۷۳)

۲۴- ذکر وقایع سال هفتم از هجرت (۱۷۳ - ۱۸۴)

۲۵- ذکر وقایع سال هشتم از هجرت (۱۸۴ - ۲۱۱)

۲۶- ذکر وقایع سال نهم از هجرت (۲۱۱ - ۲۲۳)

۲۷- ذکر وقایع سال دهم از هجرت (۲۲۳ - ۲۴۶)

مغازی النبی کے باقی عنوانات یہ ہیں :

۲۸۔ در ذکر پند و نصائح کہ خطاب بخود کند، در بیان شروط مرشد کامل، در

بیان سیر الی اللہ، در بیان طور غالب، حکایت شیخ نظام الدین، در بیان طور قالب، ذکر

باہل تذکرہ توحید، ربط قلب، خواطر اربعہ، سید محمد امین خاموش، در بیان رضا، عزت

و انزوا، در بیان جوع، در بیان کم خوابی، حکایت حضرت عثمان، تصوّر صورت مرشد

حکایت حضرت ہرے، در بیان تجلیات اربعہ (۲۴۶-۲۶۳)

۲۹۔ در اختتام کتاب مغازی النبی و تاریخ آن الی آخرہ (۲۶۴ الف و ب)

آغاز :

خدا یا خدائی مسلم تراست خداوندی ہر دو عالم تراست

اختتام :

اجب دعوتی پڑہ یا مجیب بنصر قوی و فتح قریب

بنامت سخن یافتہ اختتام بتوفیقک الآن تم الکلام

کاتب کا اختتامیہ :

تمت الکتاب مبارکہ مغازی النبی۔

فولیو ۲۶۴، تقطیع ۱۴ x ۲۴ سنٹی میٹر، صاف، لیکن باریک نستعلیق

میں تحریر، خواہشی پر دوہری جدول، سطور فی صفحہ ۱۴، عنوانات سرخ روشنائی سے کاتب

و تاریخ کتابت نامعلوم، حالت عمدہ، مجلد مکمل۔

32
2

قصہ دارالطباب

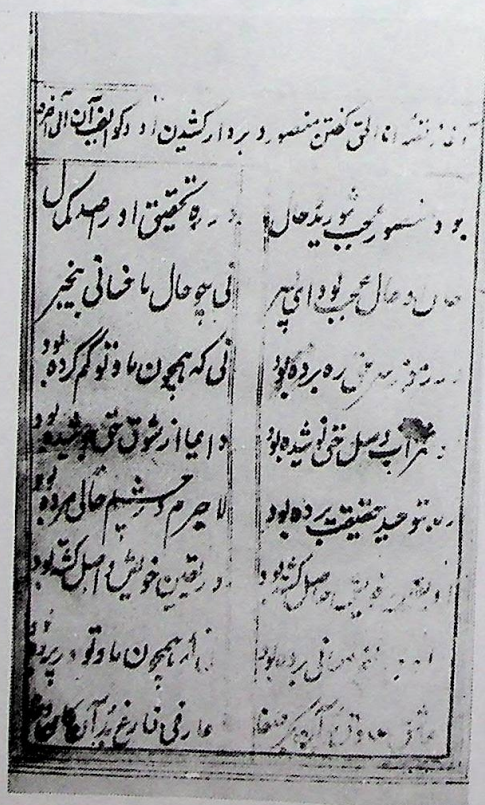
فارسی زبان کی مختصر مشنوی ہے جس میں منصور حلاج اور اُس کے دار پر چڑھانے جانے کو بطور قصہ بیان کیا گیا ہے۔ مصنف اور کاتب کا نام معلوم نہیں، البتہ آخری شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ مشنوی کا نام "قصہ دارالطباب" ہے۔ مشنوی مذکور حسب ذیل عنوانات میں جلال روشنائی میں منقسم ہیں :

آغاز قصہ انا الحق گفتن منصور، آمدن مردماں نزد خلیفہ، بردن منصور در زندان، آزاد کردن منصور زندانیاں را، مناجات منصور بخدا، آمدن حضرت جنید پیش منصور، گفتار حضرت جنید بغدادی با منصور، جواب منصور باو، بیرون آمدن جنید از منصور، آمدن شیخ شبلی پیش منصور، گفتار منصور با شیخ شبلی، آمدن شیخ کبیر از شیراز نزد منصور، و گفتار او باو، جواب منصور مر شیخ کبیر را، بیرون آمدن شیخ کبیر از پیش منصور بردار کشیدن منصور، سنگسار کردن منصور، سوار شدن منصور بردار پرسیدن شیخ شبلی از منصور، سر بریدہ سوختن منصور را، بردن مولوی روم اندک خاکستر منصور بخانه خود پنهانی و سپردن بدختر خود، خوردن دختر ذرہ خاکستر و حامل شدن او، زادن پسری از دختر و شیرہ مولوی روم و در صحرا انداختن او پنهانی، برداشتن شخصی اُس طفل را و پروردن او و شمس تبریزی نام نهادن، آمدن شمس تبریزی در بغداد پیش مولوی روم و کوالف اُس، مرید شدن مولوی روم بہ شمس تبریزی۔

مشنوی کے اخیر میں (فولیو ۱۰-۱۲) پسند و نصائح کے متعلق ایک حکایت ہے جس کا مقصد فنا فی اللہ ہونا ہے اور یہ عشق کے بنانا ممکن ہے۔ اس سے خدا اور بندہ کے

مابین حجاب قطعاً اٹھ جاتا ہے۔

آغاز : بود منصور عجیب شوریدہ حال در رہ تحقیق اور اصد کمال
 اختتام : ختم شد پس قصہ دار الطباب از کرم والہ الشہ اعلم بالصواب
 فولیو ۱۲، تقطیع ۱۴ x ۲۴ سنٹی میٹر، باریک تعلقین میں تحریر، فی صفحہ ۱۴،
 ۲۸ سطور، عنوانات لال روشنائی سے، تاریخ کتابت نامعلوم تاہم انیسویں صدی کا وسط،
 تین طرف دوہری جہدلوں کے مابین تحریر، کاغذ کشمیری، حالت اچھی، جلد شکستہ۔ مکمل۔



32
2

قصہ دارالطنباب

فارسی زبان کی مختصر مشنوی ہے جس میں منصور حلاج اور اُس کے دار پر چڑھا جانے کو بطور قصہ بیان کیا گیا ہے۔ مصنف اور کاتب کا نام معلوم نہیں، البتہ آخری شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ مشنوی کا نام "قصہ دارالطنباب" ہے۔ مشنوی مذکور حسب ذیل عنوانات میں جلال روشنائی میں منقسم ہیں :

آغاز قصہ انا الحق گفتن منصور، آمدن مردمان نزد خلیفہ، بردن منصور در زندان، آزاد کردن منصور زندانیاں را، مناجات منصور بخدا، آمدن حضرت جنید پیش منصور، گفتار حضرت جنید بغدادی با منصور، جواب منصور باو، بیرون آمدن جنید از منصور، آمدن شیخ شبلی پیش منصور، گفتار منصور با شیخ شبلی، آمدن شیخ کبیر از شیراز نزد منصور، و گفتار او باو، جواب منصور مر شیخ کبیر را، بیرون آمدن شیخ کبیر از پیش منصور بردار کشیدن منصور، سنگسار کردن منصور، سوار شدن منصور بردار پر سیدن شیخ شبلی از منصور، سر بریدہ سوختن منصور را، بردن مولوی روم اندک خاکستر منصور بخانہ، خورد پنہانی و سپردن بدختر خود، خوردن دختر ذرہ خاکستر و حامل شدن او، زادن پسری از دختر و شیرہ مولوی روم و در صحرا انداختن او پنہانی، برداشتن شخصی آن طفل را و پروردن او و شمس تبریزی نام نہادن، آمدن شمس تبریزی در بغداد پیش مولوی روم و کوالف آن، مرید شدن مولوی روم بہ شمس تبریزی۔

مشنوی کے اخیر میں (فولیو ۱۰-۱۲) چند ونصائح کے متعلق ایک حکایت ہے جس کا مقصد فنا فی اللہ ہونا ہے اور یہ عشق کے پنا ناممکن ہے۔ اس سے خدا اور بندہ کے

ماہین حجاب قطعاً اٹھ جاتا ہے۔

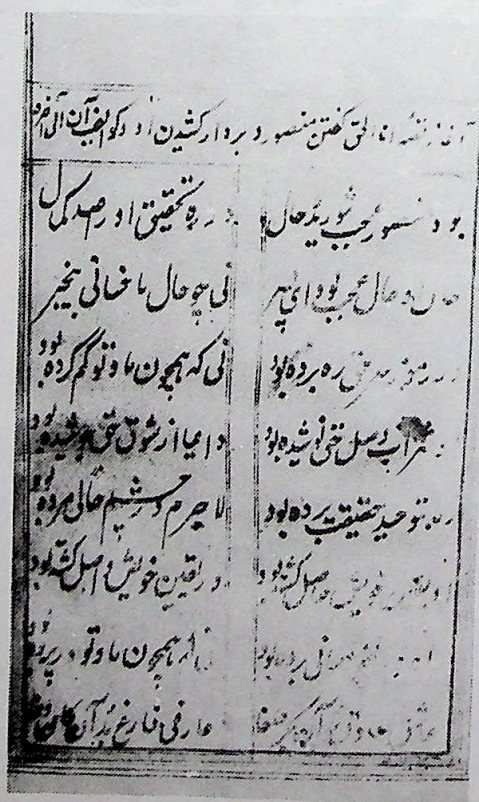
آغاز : بود منصور عجب شوریدہ حال در رجہ تحقیق اور اصد کمال

اختتام : ختم شد پس قصہ دار الطباب از کرم والہ العلم بالصواب

فولیو ۱۲، تقطیع ۱۴ x ۲۴ سنٹی میٹر، باریک نستعلیق میں تحریر، فی صفحہ ۱۴،

۲۸ سطور، عنوانات لال روشنائی سے، تاریخ کتابت نامعلوم تاہم انیسویں صدی کا وسط

تین طرف دوہری جداولوں کے ماہین تحریر، کاغذ کشمیری، حالت اچھی، جلد شکستہ۔ مکمل۔



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا
 ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
 والحمد لله رب العالمين
 اللهم صل على محمد وآل محمد
 وصلى على سيدنا محمد
 وعلى آله وصحبه وسلم
 وسلم

الحمد لله الذي هدانا لهذا
 ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
 والحمد لله رب العالمين
 اللهم صل على محمد وآل محمد
 وصلى على سيدنا محمد
 وعلى آله وصحبه وسلم
 وسلم

سوانح حیات

تالیف کی ابتدا

انتہار الاکابر

اول و آخر سے ناقص یہ کتاب بالترتیب حسب ذیل اشخاص کے مختصر حالات و کوائف

کی حامل ہے۔

فخر الدین عراقی (اول سے ناتمام)، میر حسینی، شیخ اوحدی اصفہانی، افضل الدین خاقانی، شیخ نظامی، خسرو دہلوی، حسن دہلوی، شیخ کمال خجندی، مولانا محمد شیریں شہور المصغری، شمس الدین محمد حافظ الشیرازی۔

فی ذکر النساء العارفات الواضحات :

رابعہ عدویہ، لبانۃ المتعبدہ، ربیعانہ، معاذۃ اللہ العدویہ، عینز العابدہ، شہوانۃ، کر دیہ، حفصہ بنت سیرین، رابعہ شامیہ، حکیمہ دمشقیہ، ام حسان، فاطمہ نیشاپوریہ، زیتونہ، فاطمہ الردعیہ، ام علی زوجہ احمد بن خضرویہ، ام احمد والدہ شیخ ابو عبد اللہ خفیف، فاطمہ بنت ابی بکر الکتابی، فہستہ، تلمیذہ سری سقطی، تحفہ، ام محمد، بیبک مرویہ، دختر کعب، فاطمہ بنت مشتی، جاریہ اسود، امراۃ مجہولہ، جاریہ مجہولہ، امراۃ مصریہ، امراۃ خوارزمی، جاریہ حبشیہ،

مضمون تذکرہ، زبان فارسی نثر، مؤلف نامعلوم، کاتب و تاریخ نقل نامعلوم، کاتب و تاریخ نقل نامعلوم، تاہم کم و بیش نین سو برس پرانا نسخہ، اول و آخر سے ناقص، خط نستعلیق معمولی، کاغذ دیسی (کشمیری)، اوراق ۹ (صفحات ۱۸)، سطوری صفحہ ۲۳، تقطیع : ۱۶، ۹ x ۲۲، ۳ سنٹی میٹر۔

شروع کے الفاظ : بر در دکان کفشکنہ بنشتی و فارغ البال در روی او نظر

آخر کے الفاظ: الحمد للہ الذی اکس منی واکرم ضیفی ہں شب بومن

.....

237

اسرار العارفین

ہندوستان کے نامور عرفا و صلیح کے احوال و کرامات کا تذکرہ ہے جو مؤلف نے ترکستان، گیلان و مازندران اور خراسان کے سفر کے بعد دار الخلافہ ہند شہر دہلی میں قلمبند کیا ہے۔ یہ تذکرہ اپنے پیرو شگیر شیخ سماء الملتی کے ایماء و اشارہ سے لکھا گیا ہے۔ اس کی تحریر و نگارش میں دوست و احباب کے الحاح و اصرار کو بھی دخل حاصل رہا ہے۔ اسرار العارفین محمد ہمایوں بادشاہ غازی کے نام معنون ہے، اور اس سے مصنف کے زمانے کا علم ہوتا ہے ترتیب کتاب حسب ذیل فصول پر مبنی ہے:

فصل اول در ذکر سلطان المشایخ خواجہ معین الدین حسن بنجری قدس سرہ ورق ۴ (ب) سے ورق ۲۳ (ب) تک۔

ذکر بہاؤ الدین ذکر یا ملتان، ورق ۲۴ سے ورق ۶۱ تک۔

ذکر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ورق ۶۱ سے ورق ۸۵ تک۔

ذکر خواجہ فرید الدین مسعود المعروف بہ گنج شکر ورق ۸۴ (ب) سے ورق

۱۳۰ (ب) تک۔

ذکر شیخ صدر الدین عارف ورق ۱۳۱ سے ورق ۱۵۰ تک۔

ذکر سلطان الاولیاء نظام الدین محمد (المعروف بہ خواجہ نظام الدین اولیاء)

ورق ۱۵۰ (ب) سے ورق ۱۹۵ (ب) تک۔

ذکر شیخ المشایخ ابو الفتح رکن الدین ورق ۱۹۶ سے ورق ۲۰۶ تک۔

ذکر حضرت ملاک المشایخ شیخ حمید الدین ناگوری قدس سرہ، ورق ۲۰۶ سے ورق

۲۱۸ تک۔

ذکر سلطان المشایخ نجیب الدین متوکل رحمہ اللہ ورق ۲۱۸ سے ورق ۲۲۶ (ب)

تک۔

ذکر حضرت سلطان المشایخ نصر الدین محمد بداؤنی رحمہ اللہ ورق ۲۲۰ سے ورق ۲۲۷ (ب)

تک۔

ذکر جلال الملئۃ والدین مخدوم جہانیاں بخاری قدس سرہ ورق ۲۲۷ سے ورق

۲۶۲ تک۔

ذکر سلطان المحققین و برہان العارفين سلطان المشایخ شیخ سماء الملئۃ والدۃ

قدس سرہ ورق ۲۶۲ سے ورق ۲۷۵ تک (نامکمل)

مضمون تذکرہ عرفا، زبان فارسی نشر، مؤلف نامعلوم، زمانہ تالیف دسویں صدی

ہجری کا نصف اول (نصف اول سولہویں صدی) بوجہ عدم تکمیل کاتب و ناقل نامعلوم

تاہم گیارہویں صدی ہجری (سترہویں صدی عیسوی کی تحریر) خط نستعلیق، کاغذ غیر شمیری

فولیو ۲۷۵، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۳ x ۲۰ سنٹی میٹر۔

ابتداء: حمد اللہ ثم حمد اللہ کہ حق تعالیٰ از محض افضال و نعم

اختتام: بہمان زمان حضور ایشاں حضرت مخدوم زادہ برجادہ۔

آئینہ قدرت

عربی تصنیف زبدۃ الآثار منتخب بہجتۃ الاسرار کا فارسی ترجمہ ہے۔ اس کا دوسرا نام درج در معرفت بھی ہے۔ ۱۱۶۷ھ (۱۷۶۳-۱۷۶۲ء) میں تکمیل پذیر ہوا۔ زبدۃ الآثار محی الدین الشیخ سید عبدالقادر جیلانی (۴۷۰ھ - ۵۶۰ھ = ۱۱۶۵-۱۱۶۴ء) کے حالات و کوائف میں ہے۔ فارسی مترجم کتاب شیخ محمد عثمان بن شیخ محمد فاروق بن شیخ المشائخ وقت شیخ محمد ہشتی کشمیری ہے۔ آئینہ قدرت بقول مترجم احمد شاہ دُرانی کے عہد میں جب وہ کشمیر پر حکمران تھا بلند خان سدوزئی کے ایماء اور اشارہ سے زبدۃ الآثار سے ترجمہ ہوئی۔ بلند خان چونکہ سلسلہ قادریہ کا مرید تھا، اس لئے چاہا کہ آسان اور با محاورہ فارسی میں عربی سے فارسی کے قالب میں ڈھالی جائے۔ یہ کام بقول مترجم ۱۱۶۷ھ (۱۷۶۳-۱۷۶۲ء) میں انجام کو پہنچی۔

ترجمہ سے قبل مترجم کا فارسی مقدمہ یا پیش لفظ ہے۔ اس میں ان وجوہات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کے باعث مترجم نے ترجمہ کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ مقدمہ کے اخیر پر چند فارسی ابیات ہیں۔ ان کی خوبی یہ ہے کہ ہر مصرع کے پہلے حرف کے اعداد کے اجتماع سے ۱۱۶۷ کا عدد نکلتا ہے جو ترجمہ کی تاریخ تکمیل ہے۔

مضمون سوانح مع چاشنی تصوف، زبدۃ الآثار کا عربی متن سرخ روشنائی سے خط کشیدہ سطور میں ہے۔

مترجم شیخ محمد عثمان، تاریخ ترجمہ ۱۱۶۷ھ، زبدۃ الآثار کا مؤلف نامعلوم، ناقل یا کاتب نامعلوم، لیکن اغلب یہ ہے کہ مترجم کا خود نگاشتہ ہے۔ مخطوط ورق ۲۶۶ (ب)

پر ختم ہو چکا ہے۔ باقی کے تین
صفحات شاہ ولی اللہ دہلوی
فاروقی سے ماخوذ ہیں جو تصوف
کی چار ضربوں اور اُس کے
طریقے پر مشتمل ہیں۔ خط نستعلیق
عمدہ، خوانا، سکر سادہ، کاغذ
کشمیری عمدہ، سطور فی صفحہ
۱۴۔ دوسری جداول کے مابین
تخریر، تقطیع ۱۳ x ۳۳ میٹر
کشمیری مترجم کا ترجمہ
کردہ ہے۔ حالت نہایت

درست۔ آغاز میں سنہری پھولوں سے نقاشی و تہذیب کاری۔

ابتدا:

بنام منعم مطلق کہ نامش بلند آمد چو عرش احتشامش

اختتام: و هذا آخر ما اوردنا ایرادہ فی هذا الباب

ماسوائے کلچرل اکادمی کے آئینہ قدرت کا قلمی یا مطبوعہ نسخہ ہندوستان

کی کسی دوسری لائبریری میں موجود نہیں ہے اور انتہائی نادر و نایاب ہے۔

مترجم اور مخطوط کا نام بالترتیب ورق دوم (الف) اور ورق ۴ (ب) پر مندرج ہے مترجم

نے ترجمہ کا کام اُس وقت شروع کیا جب نواب منعم الدولہ بلند خان سدوزی کلشن کشمیر کا حاکم تھا

حمید ست واسعہ علم حیات والہ تہذیب است و عالیہ تہذیب
محبہ و معنی حق تعالیٰ انجمنی نجات دہندہ باعدیہ مابین باختر
ماہر و ماکدورہ در ذکر کیفی بابت فراوانی کشت اروج
کرد و اند کہ در جانب است بسج و در جانب قدوس
و در آستان رب المعجک و در دل و الروح ضرب و شستہ
باجوانہ تار و جی کہ خواہد بری ظاہر شود و برای حمل ادا
نہشتہ اند کہ بعد از تہذیب حاجی ضرب زندہ در جانب راست
و در جانب باو باب ہزار بار تہذیب کجاست و حجت ہر جا
کہ پیش آید می باید کہ اسرار اسماء حسنی الہی مناسب الی طلب
انتخاب نماید پس مذکور ضرب مابین ضرب با چار ضربت کرا
نخواند تا صورت مراد بر لوح حصول معنیہ کند و مست لایا
میزراق الی عمر ملک واسعہ اعلم بالصواب و ہوا الہام الاولی
و ہذا آخر ما اوردنا ایرادہ
فی باب ۱۱

357.

بھاگوت منظوم

اہل ہندو کے مشہور اوتار شری کرشن جی مہاراج کے کلام و اقوال کا مجموعہ ہے۔ بالفاظ
دیگر بھاگوت شری کرشن جی کے احوال زندگی اور اُن کے کوائف کی طویل داستان ہے۔ ہندو شری
کرشن جی کو ایک طرف انسانی اوصاف کا حامل اور دوسری جانب اُسے بھگوان یا خالق کا اُنیت
خیال کرتے ہیں۔ اُن کے خیال میں شری کرشن جی بھگوان تھے جو انسانی جسم میں اوتار لے کر آئے
تھے۔ بھاگوت کا دوسرا نام "لیلائے شری کرشن" (شری کرشن کی شان اور وصف) بھی ہے
شاعر چاہتا تھا کہ اسے سنسکرت میں اپنے الفاظ میں قلمبند کرے، لیکن اُسے وقوف نہ تھا، ادھر
فارسی میں بھی اُس کا سونا نخی لہجہ نہ تھا، اسی لئے اس کا انتقال فارسی میں ضروری سمجھا،
تاکہ دیگر اہل سخن پر بھی طبیعت کا جوہر کھل سکے۔ شری کرشن جی کی لیلا کی ترتیب مضامین
یوں ہے :

حمد و ثنا برہما، وشن اور ہمیش، مناجات شری نراین جو، بیان کیفیت حال خود،
اسکند دشمن کہ آزاد شمس کند گویند در لیلا ہائے شری کرشن از کتب بھاگوت، ادھیائے دوم
شروع کھائے شری کرشن مہاراج و کد خدائی و اسدیوراج و دیو کی ماما، ادھیائے سوم در بیان
کشتہ شدن پسران دیو کی ماما از دست کنش، ادھیائے چہارم در بیان تولد شری کرشن و بردن
راجہ و سد یو ایشاں را بہ گوکل، ادھیائے پنجم در بیان رسیدن شری کرشن مہاراج بخاندن سر
ادھیائے ششم در بیان رسیدن تو تینا نام زن و کشتہ شدن او از دست شری کرشن، ادھیائے
ہفتم شکستن آرونہ از دست شری کرشن مہاراج، ادھیائے ہشتم در بیان رسیدن کرک
پر دہت در گوکل، ادھیائے نہم بستن یشودا ماما سر کیشن بہاوان، ادھیائے دہم

در بیان احوال نلی و کو برمنی، ادھیایے یازدہم در رفتن نیشہ ہزار گول بر بند را بن، ادھیایے
دوازدهم در ظاہر شدن اکا سرویت بصورت اژدھا، ادھیایے سیزدہم در واپسہ کردن
شری برہما جی و بردن گوسالہ ہا و گولان، ادھیایے چہار دہم در مدح و ثنائے شری برہما جی
و کتاب قدسی شری کرشن جہاراج، ادھیایے پانزدہم گشتہ شدن و نیک نام و بیٹ از
دست شری کرشن، ادھیایے شانزدہم در بیان گرفتن سری کرشن جہاراج کالی مارا، ادھیایے
ہفتدہم در بیان پر سیدن راجہ پرچیت حقیقت کالی مارا از سوامی شکدہیو، ادھیایے
ہز دہم در اشول سری کرشن، ادھیایے نوزدہم در بازی کردن شری کرشن با گولان و انس
گرفتن در جنگل، ادھیایے بیست

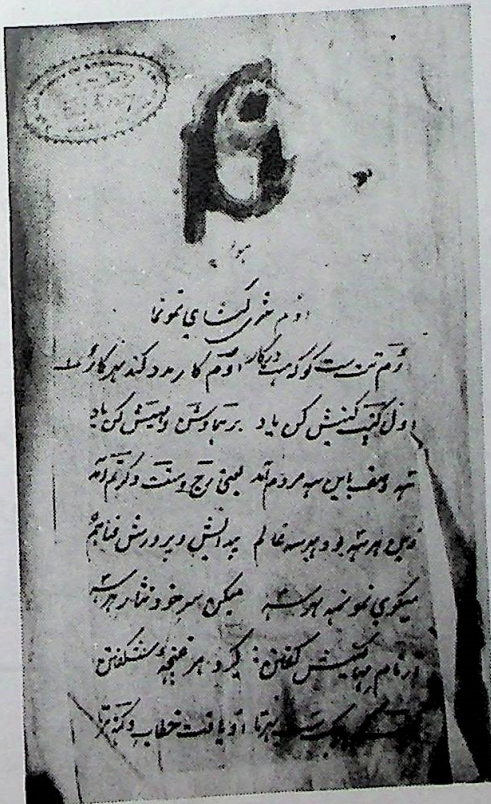
در بیان فصل بہار و عیش و عشرت
شری کرشن جہاراج ہمراہ گولیاں و
گولان، ادھیایے بیست و یکم
در تہ صیغ شری کرشن از زبان
گولیاں ہا، ادھیایے بیست و
دوم رفتن گولیاں ہا بابت غسل
کردن و بردن سری کرشن جو
پوشاک ہاے ایشان، ادھیایے
بیست و سوم طلب کردن سرکیش
جہاراج طعام، ادھیایے بست
و چہارم موقوف کردن جنگ ایندر

بنواختہ این ترانہ از تو زمین رو کہ این سہارنہ
باشد کہ سرور منہ باشم کارزار و دم و بندہ باشم
باشد کہ جو این نورم ساری زندہ باشم
باشد کہ جو این سرورم بوداری بودہ باشم
باشد کہ این جان توام سہارنہ چارہ باشم
باشد کہ جو این ترانہ خانہ یعنی غیر از ترا خوانم
تو نیز بکر بن خوانی باری سجہ و گفتاری
رسم است کہ کردار کالی بکرہ نام از ذکر کالی
وی سوچی وی آید و کالی سپہرہ و کوبشہ
من کہ نہ نامہای نامی دارم و اوراد خود نامی
باشم چو دل سخن برات باشد بدلت کلا سرایت
چون نام تو گویم از تو سرور و کمال مجز و نری
بکرہ تو ہم، غرض تو گوئی کہ کالی و چو کالی
گویم کہ کہ تو گویم و کلام من ہم و اسرار نام
تو دانی بر بہشت دلم من اسرار نام و چہ خانہ
چون ہمہ نام بی سہارا از بندہ سوال بزمستان

راجہ محکم کرشن مہاراج، ادھیائے بیست و پنجم کرختن گوالہا، ادھیائے بیست و ششم
نمائش کردن گوالہ ہادر صفت شری کرشن، ادھیائے بیست و ہفتم شرمندہ شدن ایندر
راجہ، ادھیائے بیست و ہشتم در بیان بردن نفرہ کوٹ کسان وزن کو کپال، ادھیائے
بیست و نہم در بیان بانسری نواختن شری کرشن و جمع شدن گوپیاں، ادھیائے سی و ام
در کرختن شری کرشن مہاراج از نظر گوپیاں، ادھیائے سی و یکم در زاری کردن گوپیاں
بابت شری کرشن، ادھیائے سی و دوم در بازی راست منڈل ہمراہ گوپیاں۔

زیر بحث لیلائے شری کرشن ۸۹ ادھیائے پر مشتمل ہے۔ باقی کی تفصیل کے لئے

خود مخطوط ملاحظہ ہو۔



مضمون سوانح حیات
شری کرشن جی مہاراج، پیرایہ بیا
منشوی، زبان فارسی، شاعر و ناظم
گوپال پندت بخش، تاریخ تصنیف
۱۹۲۶ء در محل شری مہاراج
پرتاپ سنگھ دلد رنیر سنگھ۔
۱۸۸۹ء، مخطوط شاعر کا خود
نوشت، خط نستعلیق معمولی،
کاغذ کشمیری، فروری ۱۹۲۵ء، اوسط
تعداد اشعار فی صفحہ ۱۶، تقطیع
۱۶ x ۲۹ سنٹی میٹر۔

ابتداء : اوم ت است کو کہ هست در کار اوم کار مدد کند بہر کار

اختتام : الا کہ انو کرہ از تو باشد یعنی کہ تو جہہ از تو باشد

مخطوط کے اخیر پر مصنف کے بیٹے بشیر بخشی کا ملکیتی نوٹ بزبان فارسی یوں ہے :

” ایں ذکر و کلام شری کرشن مہاراج صاحب یعنی شری بھاگوت از دست بندہ سراپا

آنام کوپال نام عرف بخشی در عمل شری مہاراج پرتاپ سنگھ ولد رنبیر سنگھ در ماہ ماگھ

۱۹۴۶ ہجری تحریر یافت ”

مخطوط کا مصنف کشمیری پنڈت ہے اور غیر مطبوعہ ہے۔

499.

تاریخ الایمہ

289

اول و آخر سے ناقص یہ کتاب بالترتیب مندرجہ ذیل اشخاص کے احوال و کوائف

پر مشتمل ہے :

ابو عمران ابراہیم بن یزید، الامام ابو عبد اللہ، ابو الفتوح احمد بن محمد بن محمد

الفرجی الطوسی، ابو الفیض ثوبان بن ابراہیم المعروف بذی النون، ابو عبد اللہ جعفر

الصداق بن محمد الباقر، ابو سعید الحسن البصری، ابو اسماعیل حماد بن الامام ابی حنیفہ

النعمان، نیر بن عبد اللہ ابو الحسن النساج الصوفی، ابوسلیمان داؤد بن نصر الطائی، ابوالکوی

ابومغیث الحسین بن منصور الحلاج الزاہد، رابعۃ العدویہ، الامام زید بن علی زین العابدین

مری السقطی، سعید بن جبیر، سفیان الثوری، سہیل بن عبد اللہ التستری، ابویزید البسطامی

عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن المبارک الواضح المروزی، ابو عبد اللہ

عروہ بن الزبیر، الامام زین العابدین، ابو الحسن علی بن موسیٰ رضا، الامام ابو الحسن علی بن

محمد بن علی موسیٰ رضا، ابو محمد علی ابن عبد اللہ بن العباس۔

مضمون تاریخ و تذکرہ، زبان عربی، نشر، مؤلف نامعلوم، اول و آخر سے ناقص ہونے کے باعث کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق، مادہ، کاغذ بیسی (کشمیری) ورق ۱۲ (صفحات ۲۶)، آخری صفحہ کی سطور ۳۱، تقطیع ۲۵ x ۱۸، ۲۵ سنٹی میٹر۔ شروع کے الفاظ:

ابو عمران ابراہیم بن یزید و یحییٰ اباعمارہ بن الاسود بن عمرو بن ربیعہ۔

آخر کے الفاظ :

فقلت لبابة للجارية هاشمی اقرع احب الیمن من اموی انحن، و اما ضربہ۔ فی المرتة الثانية فقد حدث ابو عبد۔

290

500

تتمہ صوان الحکمة

حکماء و فلاسفہ کے حالات پر مشتمل ایک قیمتی رسالہ ہے۔ یہ حالات و کوائف انتہائی مختصر لیکن جامع ہیں۔ دراصل "تتمہ صوان الحکمة" کا موجودہ مخطوط ضخیم تتمہ کا انتخاب ہے جو پنجاب یونیورسٹی لاہور (۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند سے قبل) کے امتحان مولوی فاضل کے نصاب میں داخل رہا ہے۔ صوان الحکمة دراصل خود مصنف کی تدوین نہیں بلکہ اُس کے بعد کے شخص امام ظہیر الدین ابوالحسن علی بن ابی القاسم زید البیہقی متوفی ۵۶۵ھ (۱۱۶۰/۱۱۶۹) کی تدوین ہے۔ مدون نے وفاداری سے اصل مصنف کا نام اور ترتیب برقرار رکھی ہے۔ تتمہ قدیم فلاسفہ اسلام کے حالات و واقعات میں سند کی حیثیت رکھتا ہے مضمون تذکرہ و تواریخ، زبان عربی، نشر، اصل مصنف ابوسلیمان محمد بن طاہر

بن ہرلم السنجری (سجستانی یا سیستانی) 'مدون و مرتب امام ظہیر الدین ابو الحسن بن
امام ابن الامام ابی القاسم البیہقی زمانہ تدوین و ترتیب چھٹی صدی ہجری (بارہویں
صدی عیسوی) 'ناقل حافظ عبد الرحمن وفائی خانپوری مولوی فاضل ولد مولوی حسن صاحب
وفائی مرثوم (۱۹۴۴ء) سال کتابت ۱۳۵۹ھ (۱۹۴۰ء) 'مقام کتابت وفائی منزل
خانپور، سرینگر، کشمیر، خط نسخ معمولی، کاغذ شینی (مل کا) 'اوراق ۵۳ (صفحات ۱۰۶)
اوسط سلور فی صفحہ ۱۳، تقطیع : ۱۳، ۵ x ۱۹، ۲ سنٹی میٹر

آغاز : الحمد لله المنعم الذی له نعم انت اوضحها الا امتداداً
وامدادها الانزیاداً۔

خاتمہ : فان رأيت ان توافقني في استعماله فحفظه جلك و
وشمت ذيلك وانزع علتك وقصر املك وطهر خلقك ونق طرك
تبلغ وتسام وتذق ولا تتهيم والسلام۔

کاتب کا اختتامیہ :

کتبت کتابی بصبر جمیل وسعی تمام وحنن طویل
اخاف من الموت ان جاءنی یباع کتابی بشئٍ قلیل
(حافظ عبد الرحمن وفائی عفی عنہ)

5.

271

تذکرۃ الاولیاء

شیخ فرید الدین عطار متوفی ۶۲۹ھ مطابق ۱۲۲۹ء کی تصنیف ہے۔ بزبان فارسی

۶۲ اولیائے کرام کے حالات زندگی، زہد و بے رغبتی اور کشف و کرامات کے واقعات پر

مشمول ہے۔ کتاب کا مقدمہ عربی زبان میں ہے۔ بعد ازاں بزبان فارسی اُن اسباب کا بیان کیا گیا ہے جو اس ضخیم تذکرہ کی تالیف کا باعث ہوئے۔ فارسی مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے اولیائے کرام کے ملفوظات کی بنیاد پر بیشتر کتب متقدمین و متاخرین کے علاوہ خاص طور پر ان تین کتابوں پر رکھی ہے : ۱۔ کتاب شرح القلب ۲۔ کتاب کشف الاسرار ۳۔ کتاب معرفۃ النفس والرب۔ اور بقول اُس کے اسے خدا کے نزدیک قرب کا موجب سمجھا ہے۔

مخطوط جو انیسویں صدی سے نامکمل ہے چھوٹے سائز کے ۳۴ فولیوز پر پھیلا ہوا ہے۔ مصنف کا نام عطار فولیو ۲ (الف) پر اور کتاب کا نام تذکرۃ الاولیاء بحروف سرخ فولیو ۵ (الف) پر ہے۔ کتاب کے اہم عنوانات سرخی سے ہیں۔

مضمون سوانح حیات، کاغذ کشمیری، خط نستعلیق باریک، سطور فی صفحہ ۱۵۔
تقطیع ۱۲ x ۲۳ سنٹی میٹر۔ نمبر اندراج ۵۔

مخطوط کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے :

الحمد للجواد بافضل النواع النعماء، المنان بانسرف اضاف العطاء، الحمد فی اعالی
ذوی العز و الکبریا، المعبود باحسن اجناس العادات فی اعماق الارض و اطباق السماء، اور
اخیر پر یہ الفاظ ہیں :

الحمد للہ سفر من امیدوار آمد کہ قطب عالم را خواہم دیدن۔ زمانے بود کہ اُن ہمہ
مردم نشستہ بودند برخاستند و استقبال کردند دیدم کہ اُن شیخ.....

صفحہ ۶۶۲ (فولیو ۲۳۱، الف) کے بعد رکاب ٹوٹی ہے۔ درست حالت میں ہے
فولیو اول پر محراب نما معمولی سی نقاشی اور تذهیب کاری کی گئی ہے۔ مخطوط اول سے
لے کر فولیو ۳۳۱ (الف) تک جدولی لیکروں کے مابین تحریر ہے۔

مخطوط مذکور خواجہ امیر الدین پکلی دال جو کثیر کی تاریخی شخصیت ہیں اور بعد ازاں ان کے ورثاء کی ملکیت میں رہ چکا ہے۔ ٹائٹل کے صفحہ پر اس نام سے خود ان کے دستخط ثبت ہیں: "تذکرۃ الاولیاء از مال حقیر امیر عرف پکلی دال: ۲۲ شہر جمادی الثانی ۱۳۰۲ھ (۸ اپریل ۱۹۱۵ء) میں مبلغ پانچ روپے میں علی پیر کے ذریعے خرید کیا گیا ہے۔

مخطوط بلا تاریخ ہے، مگر اتنا یقینی ہے کہ تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کے وسط میں لکھا گیا ہے۔

"تذکرۃ الاولیاء کے دیگر دو نسخے" نواز خدا بخش لایبریری "پٹنہ میں زیر نمبر ۱۸۴۰ اور محفوظ ہیں۔ اور ایک نسخہ محکمہ تحقیق و اشاعت سرینگر کی قلمی لایبریری میں بھی محفوظ ہے۔ خدا بخش لایبریری کے تذکروں میں تہتر اور چوتتر بزرگان دین کے اور اکیڑہی کے تذکرۃ الاولیاء میں ۶۷ کے حالات درج ہیں۔ یعنی چھ یا سات افراد کی کمی ہے۔

صاحب تذکرۃ الاولیاء خواجہ فرید الدین عطار قدس سرہ شیخ محمد الدین بغدادی کے مرید تھے۔ کتاب تذکرۃ الاولیاء کا دیباچہ انہی کی جانب منسوب ہے۔ بعض نے کہا کہ حضرت خواجہ اویسی تھے۔ مولانا جلال الدین رومی کے مطابق منصور کا نور ڈیڑھ سو برس کے بعد فرید الدین عطار کی روح میں جلوہ گر ہوا۔ عطار کی توبہ کے متعلق ایک طویل داستان ہے جس کی تفصیل کے لئے نفعات الانس جامی دیکھی جاسکتی ہے۔ جلال الدین رومی نے نیشاپور میں اس وقت حضرت خواجہ سے ملاقات کی جب وہ نہایت ہی بوڑھے ہو چکے تھے۔ اس وقت اپنی کتاب "اسرار نامہ" مولانا نے روم کو دی تھی۔ خواجہ شیخ فرید الدین ۶۲۷ھ ہجری = (۱۲۳۳ء - ۱۲۲۹ء) میں تاتاری کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اس وقت آپ کا سن مبارک ۱۰۴ برس کا تھا۔ آپ کا مزار شہر نیشاپور میں ہے۔

مؤلف تذکرہ دولت شاہ کا نام ورق ۸ (الف) پر مندرج ہے۔ ابتدائی پانچ ورق کرم خوردہ ہونے کے باعث سفید حریرہ سے مرمت کر لئے گئے ہیں۔ تذکرہ دولت شاہ سمرقندی کے مخطوطے متعدد قلمی لائبریریوں میں دستیاب ہیں، لیکن بظاہر یہ سب سے پرانا ہے یعنی دسویں صدی ہجری (سولھویں صدی عیسوی) کا۔

293

336.

تذکرہ شعراء

اول و آخر سے ناقص شعرائے کرام کا تذکرہ ہے ضمن میں الفاظ و محاورات کے

سلسلے میں ان کے اغلاط بھی مع

اصلاح بیان کر دئے گئے ہیں اس

سے بعض شعراء مثلاً مکلا دو پیازہ

مکلا محمد طاہر دہلوی اور مکلا الکام الدین

ہندی کے ہندی کلام پر بھی روشنی

پڑتی ہے۔ درحقیقت تذکرہ الشعراء

کا موجودہ نسخہ شعرائے فارسی

کے کلام کی لفظی و معنوی تنقید

ہے جبکہ دیگر تذکرے اس وصف

سے خالی ہوتے ہیں۔ اس سے

ہندوستان کی بعض تاریخی شخصیتوں

سے بھی پردہ اُٹھتا ہے۔

سرور و دولت شاہ کا نام ورق ۸ (الف) پر مندرج ہے۔ ابتدائی پانچ ورق کرم خوردہ ہونے کے باعث سفید حریرہ سے مرمت کر لئے گئے ہیں۔ تذکرہ دولت شاہ سمرقندی کے مخطوطے متعدد قلمی لائبریریوں میں دستیاب ہیں، لیکن بظاہر یہ سب سے پرانا ہے یعنی دسویں صدی ہجری (سولھویں صدی عیسوی) کا۔

اسی سال االیان کشتوار اور کفار سیاہ پوش کی سرکوبی کی تھی جو االیان اندراب (موجودہ افغان) کا ایک صوبہ پر حملہ آور ہو کر ان کا مال و اسباب لوٹ کر لے جایا کرتے تھے۔ امیر تیمور نے اہل کشتوار اور کفار سیاہ پوش کا قتل عام کر کے ان کے سروں سے منارہ تعمیر کرنے کی ہدایت دی تھی۔ چودھویں صدی عیسوی کے دوران توزک امیرایشیا اور یورپ کے سیاسی و سماجی حالات کی بہترین تاریخ ہے جو چشم دید حالات کے بیان پر مبنی ہے۔

مضمون سوانح، زبان فارسی، نشر، بیان کنندہ امیر تیمور گورگانی (یا امیر تیمور گورگانی کی آپ بیتی) قلمبند کرنے والا ابو المنصور سوزمیر۔ امیر تیمور تاریخ تالیف بدھ، اشعبان ۸۰۵ ہجری = ۱۱ فروری ۱۴۰۵ء۔ ناقل و کاتب لجنی بیچارہ بمقام بلدہ تاشقرغان، تاریخ نقل بدھ، ۸ ماہ صفر ۱۲۸۷ھ (۱۸ مئی ۱۸۷۶ء) در زمان سلطنت شیر علی محمد امیر کابل، خط نستعلیق سادہ، فولیو ۶۶۵ (صفحات ۱۳۲۰) سطور فی صفحہ ۱۵، اخیر پر سپہ سالار ممالک فرامزغان کی شکل مرتب دو مہرین ثبت، تقطیع ۱۵ x ۲۶ سنٹی میٹر۔

آغاز: راستی اسی ابو المنصور تیمور سوزمیر فرزند ملک کبیر کامگار و نبایر ذوی الاقتدار۔

اختتام: وچوں نصایح تمام کردم گفتم وقت من شد و معلوم است کہ امروز یا فردا و دیعت را خواہم سپرد و هیچ آرزو در دل ندارم مگر ایست کہ یک مرتبہ دیدار فرزند ارجمند شاہرخ میرزا را میدیدم، دیدار ہا بقیامت ماند و اللہ اعلم۔

کاتب کا اختتامیہ: تمت النسخۃ المیمونۃ الملقب بہ توزوک الامیر الکبیر۔۔۔

روز چہار شنبہ ہزدہم ماہ صفر المظفر ۱۲۸۷ھ بود کہ در زمان سلطنت زبدۃ السلاطین و عمدۃ الخواقین امیر کبیر غازی شیر علی محمد بہادر سلطان طول الشہ عمرہ و اقبالہ و بحسب الخ

سید سالار فرامرز خان، بید فقیر الحقیق کمترین دعا گو یاں بلخی بیچارہ در بلدہ تاشقرغان۔ اللہم اغفر لی ولجميع المؤمنين والمؤمنات۔

318.

295

خلاصۃ العارفین ناقص الاول

چھٹی اور ساتویں صدی ہجری (بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی) کے مشہور و معروف بزرگ بہاء الحق والدین شیخ ابو محمد زکریا ملتانی کے احوال و کوائف میں مختصر مگر ایک جامع رسالہ ہے۔ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی جمعہ ۲، رمضان ۵۶۶ھ (۸ اکتوبر ۱۲۶۶ء) کو انگریزی چھپانویں برس کی عمر میں فوت ہو گئے۔ یہ تذکرہ حسب ذیل تین قسموں پر مبنی ہے:

- ۱۔ قسم اول از مفوظ قطب العالم مخدوم جلال الحق والشرع والدین بخاری۔

۲۔ قسم دوم از مفوظ شیخ فرید الحق والشرع والدین گنج شکر۔

۳۔ قسم سوم از مفوظ سلطان الاولیاء شیخ نظام الحق والشرع والدین۔

مضمون سوانح حیات، زبان فارسی نشر، ابتدائی اوراق کی کم شدگی کے باعث مؤلف نامعلوم، زمانہ تصنیف نامعلوم، کاتب و تاریخ نقل غیر مذکور، خط نستعلیق معمولی کاغذ کشمیری، فولیو ۹۰، (صفحات ۱۸۰)، سطور فی صفحہ ۱۱، ۱۱ × ۱۵ انسٹی میٹر

ابتدا: آن موکل ولایت خوان بے نوائی

اختتام: وبلغ جماعة الاصفیاء فی بعض الاوقات من خمس مائة الی سبع مائة

والی الف سوی سکنۃ الرباط والحجرات والعملة۔

کاتب کا اختتامیہ: من نوشتم صرف کردم روزگار من نمانم این بماند یادگار

نوشتہ بماند سیہ بر سفید نویسنده را نیست فردا امید

خلافت نامہ منظوم کشمیری

خلافت امام حسنؑ (۱۹ فولیو، صفحات ۳۸) اور خلافت امام حسینؑ (۲۱۵ فولیو صفحات ۴۲) کا مفصل احوال ہے۔ درحقیقت یہ خلافت نامہ پیر غلام احمد بیسدا خانقاہ نقشبندہ کے منظوم فارسی امام خانقاہ نقشبندہ کے منظوم فارسی

خلافت نامہ کا منظوم ترجمہ ہے۔ زق
یہ ہے کہ بیسدا کا خلافت نامہ تمام
خلفائے راشدین کے احوال و کیف
پر مشتمل ہے، مگر زیر بحث مخطوط صرف
احوال امام حسنؑ اور امام حسینؑ
کا حامل ہے۔ مصنف نے یہ ترجمہ فتاح
کھورو اور رمضان نامی ایک شخص
کے ایماء و اصرار سے کیا ہے۔

مضمون تذکرہ، زبان کشمیری

نظم (شعری)، اصل مصنف غلام

احمد بیسدا خانقاہ نقشبندہ سرنگی

مترجم: زبان کشمیری، حنفی کشمیری، تاریخ ترجمہ غیر مذکور، تاہم پچودھویں صدی ہجری (بیسویں

صدی عیسوی) کا نصف اول، ناقل غلام علی (غالباً خود مصنف)، تاریخ نقل بالترتیب

۱۴ جمیہ الثانی، ۱۳۲۸ھ (منگل، ۱۹ نومبر ۱۹۰۹ء، پینچر، ۹ نومبر ۱۹۲۹ء)، خط نستعلیق سادہ،

کافہ مشینی، تحریر شدہ کل فو لیو ۲۳۴ (صفحہ ۲۶۸) اشعار فی صفحہ ۱۲، مثنوی کی بحر،
 بحر متقارب جس کے اوزان ہیں: فہولن، فہولن، فہولن، فعل (ایک مصرعہ میں) اور یہی
 فہولن فہولن فہولن فعل، دوسرے مصرعہ میں تقطیع: ۱۵ x ۲۰ سنجی میٹر۔
 آغاز: ربس کن ثناؤ شکرے شمار بتس یم ستارہ کین آشکار
 اختتام: بہ آداب و تعظیم و تکریم تمام سپن نستم، الحمد للہ تمام
 کاتب کا اختتامیہ بالترتیب:

۱، تمام شدہ نسخہ امام حسنؑ بید غلام علی عفی عنہ ۱۶ جمعیہ الثانی ۱۳۳۵ھ ہجری۔
 ۲، تمام شدہ رسالہ ہذا بدستخط فقیر الحقیر غلام علی بجہت عزیزی مبارک شاہ ۶
 ماہ جمعیہ الثانی ۱۳۳۵ھ ہجری۔

مخطوط غیر مطبوعہ اور نادر و نایاب ہے۔

532

297

دفتر دوم سلطانی منظوم

۳۴ داستانوں پر مشتمل سلطان العارفین شیخ مخدوم حمزہ کشمیری متوفی ۲۲ صفر ۹۸۲ھ
 (بدھ ۱۳ مئی ۱۵۷۶ء) اور ان کے مريد و خلفا اور معاصرین کے احوال و کرامات کے راوی
 بابا داؤد خاکی متوفی ۲ ماہ صفر ۹۹۲ھ ہجری (منگل ۱۴ دسمبر ۱۵۸۵ء) ہیں۔ دراصل یہ
 قصیدہ بابا داؤد خاکی کے اس فارسی قصیدہ کا ترجمہ ہے، جس کا مطلع ہے:

شکر للہ حال من ہر لحظہ نیکوتر شدہ است

شیخ شیخان شیخ حمزہ تاملار مہر شدہ است

اور جس کا نام قصیدہ ورد المریدین ہے۔

مضمون تذکرہ منظوم، زبان کشمیری، ناظم و مترجم ملک الشعراء عبدالوہاب حاجی (صفحہ ۱۲)
 زمانہ تالیف انیسویں صدی عیسوی کا اختتام، کاتب عبدالعزیز ناقص التیمیز، ساکن موضع ایہم
 شریف، تخر: تاریخ کتابت ۹ شعبان ۱۳۳۱ھ ہجری (منگل، ۲۳ جولائی ۱۹۱۲ء)، خط نستعلیق
 متوسط، کاغذ مشینی، فولیو ۵۶ و ۳۶ (یاد رہے یہی دفتر دوبار لکھا گیا ہے، پہلے دفتر کے فولیو
 ۵۶ اور دوسرے کے ۳۶ ہیں، مگر اخیر کے چار پتھے ہوئے ہیں، اور اس طرح سالم اور اوراق ۳۲ ہیں
 ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع: ۱۹ x ۳۳ سنٹی میٹر۔

شروع :

حمد ذاتس کُن تفسدے فضلے یاد رہیں حضرت محبوب عالم مئے توئے رہبر پس
 اختتام :

حمد ذاتس بر محمد مصطفیٰ صلواتک سلام سے شفیع المذنبین ہر کائنات در محشر ہیں
 کاتب کا اختتامیہ: (ورق ۵۶ پر) :

"تمام شد دفتر دوم سلطانی من تصنیف و باب پرے حاجی بزبان کشمیری
 دستخط فقیر الحقیر عبدالعزیز ناقص التیمیز ساکن موضع ایہم شریف تخر: ۹ شعبان
 ۱۳۳۱ھ ہجری۔"

اسی کے ساتھ اسی دفتر کے ۳۶ اوراق اس کے ساتھ اور ملحق ہیں۔

298

434.

رسالہ سلطانیہ

سلطان العارفین شیخ مخدوم حمزہ کشمیری علیہ الرحمۃ متوفی ۲۴ صفر ۱۲۹۴ھ
 (بدھ، ۲۳ مئی ۱۸۷۷ء) کے احوال و کوائف میں ایک مختصر رسالہ ہے۔ رسالہ مذکور درج
 ذیل

دو فصول پر مبنی ہے:

فصل اول در بیان اشغال و اذکار بطریق شیخ خود۔

فصل دوم در بیان ولایت و تربت و عظمت و سلطنت و محبوبیت و غوثیت و

قطبیت شیخ خود۔

مضمون تذکرہ، زبان فارسی نشر، مصنف شیخ احمد چاگلی کاندربلی کشمیری، تاریخ تصنیف

۹۸۰ ہجری (۱۵۷۳/۱۵۷۲ء)، کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت ۱۰۶۹ھ (۱۶۶۹/۱۶۶۸ء)

خط نسخ، کاغذ بیسی (کشمیری)، فولیو ۲۴، سطور فی صفحہ ۱۲،

تقطیع: ۱۲، ۳ x ۲۲، ۶ سنٹی میٹر

آغاز: الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ

محمد سید المرسلین و علی آلہ واصحابہ الطاہرین الجعین۔

اختتام: پس بہتر است کہ ہمیں قدر مثالے اکتفا نمایم فی التاریخ ثمانین و تسع

مایۃ من ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنہ نہ صد و ہشتاد از ہجرت گذشتہ بود کہ

این نسخہ، سلطانیہ را ترتیب دادہ شد بفضل اللہ تعالیٰ۔

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شد ۱۰۶۹ھ ہجری۔

مصنف رسالہ، سلطانیہ شیخ احمد چاگلی سلطان العارضین شیخ محمد دوم حمزد کے خلیفہ

تھے۔ آپ سے بہت سی خوارق عادات و کرامات مروی ہیں۔ کامراج میں واقع موضع چاگل کے

رہنے والے تھے، اور اسی مناسبت سے چاگلی کہلاتے ہیں۔ آپ کا مقبرہ موضع چاگل پر کنہ، مجھیں

پورہ کاندربل میں مرجع خاص و عام ہے۔

رسالہ، سلطانیہ غیر مطبوعہ ہے، اور اس لئے قابل اشاعت ہے۔ اس کے متفرق نسخے محکمہ

تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر واقع اقبال لائبریری (یونیورسٹی کشمیر) میں محفوظ ہیں

435.

299

رئیس نامہ کشمیر منظوم

چودھویں صدی، ہجری (انیسویں صدی عیسوی کا اختتام اور بیسویں صدی عیسوی

کا آغاز) میں کشمیر کی مقتدرہ مستیوں سے تنقید نہ بلکہ مزاحیہ تعارف ہے۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو مصنف

کے معاصر اور اس سے بے تکلف تھے

فہرست مطالب حسب ذیل ہیں

تعریف نامہ رئیس کشمیر

تعریف والی ملک کشمیر، تعریف راجہ

پر تپ شاہ، وکاشت (دقاحت)

برائی (وزیرین) پنوں (گور) گور (گور)

کشمیر، دقاحت ناصر الدین مولوی

قاضی شہر کوید متوفی ۱۲۹۳ھ (۱۸۷۶ء)

بیان راجہ کاک در افسرداغ شال

بیان راجہ در فرزند راجہ کاک،

رازدان، بیان لچمن کاک در پند

نیلہ کول، ممکنہ رام، منشی

تیلوک چند، تعریف میر یاسین

صاحب خان یاری متوفی ۱۳۰۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
تو ایف نامہ رئیس
کشمیر
دوش در فکر حال خود ز غم
کہ ای دل افسردہ بند غم
جوش بر زن کہ گاہ جوش سید
بر کر از خود بود بوب
عقل گشتہ عقیلہ
گوزیر است دشمن
نیت عجبی دامن زمانہ
تکد او دامن
کمان او بامش از بر لیسہ
تکد مرستہ با تجہ بر از لیسہ
رہہ پنہر بہان خود نازد

(۱۸۸۸/۱۸۸۶ء) بیان خلیل میزبھی، شیخ احمد صاحب تارہ جلی متوفی ۱۲۷۸ھ (۱۸۶۱ء) طیب صاحب رفیع متوفی ۱۲۶۶ھ (۱۸۵۰ء) میر حسین صاحب برنگ سلسلہ ۳۳ھ (۱۸۸۳/۱۸۸۲ء) احمد شاہ نقشبندی ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۴ء) خواجہ عبدالرحمان نقشبندی ۱۲۸۹ھ (۱۸۶۲ء) عبدالرحیم باندے ۱۲۸۸ھ ہجری (۱۸۷۱ء) مولوی امیر الدین خور ۱۲۸۷ھ (۱۸۷۰ء) مولوی محمد شاہ مانچو، غیر الدین، مولوی قدوس صاحب، مولوی صفدر صاحب، مصطفیٰ صاحب، قصہ زمرد تجار امیر فاس ملّا، عابد حاجی، حاجی محمد صادق، حاجی مختار شاہ عثمانی خواجہ نظام صاحب، خواجہ محی الدین، خواجہ سیف اللہ، خواجہ امیر، خواجہ عبدالسلام واعظ شیخ احمد صاحب، غلام رسول، شیخ عبدالعزیز، خواجہ امیر الدین کچھلیوال، محمد حسن، حبیب اللہ پیرار، اکبر شاہ، علی پیر اسد شاہ، خواجہ احمد، بہار شاہ، میزار رسول، رسول شیخ، مصطفیٰ کچھک، عزیز جان، علی خان، حبیب اللہ ٹینگ پورہ، مصطفیٰ پنڈت، صمد بالہ قدوس، فاضل، سید شاہ، صفدر اور میر خلیل۔

مضمون تذکرہ، زبان فارسی (نظم)، مصنف مہد شاہ حُزن متوفی ۱۳۱۳ھ ہجری (۱۸۹۵ء) مدفون محلہ شہلی ٹینگ متصل خانہ نمود، کاتب ٹھوکر حبیب اللہ گورو، تاریخ نقل ۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ (۲۵ اپریل ۱۹۳۲ء) خط نستعلیق عام تحریر کا، کاغذ کثیر، قویو ۲۶، تعداد ابیات فی صفحہ ۹۔ تقطیع: ۲۰ x ۱۲، ۲ سنی میٹر۔

آغاز: دوش در فکر حال خود رفتم

اختتام: رفتہ از دست کار او ای دای

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شد از دستخط ٹھوکر حبیب اللہ گورو من

تصنیف مہد شاہ حُزن، تاریخ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ۔

سلطانی منظوم

سلطان العارفين حضرت مخدوم شيخ حمزہ کشمیری علیہ الرحمۃ (۹۰۰ ہجری سے ۹۸۲ ہجری تک) = (۱۴۹۵ء سے ۱۵۷۶ء تک) کے حالات و کوائف میں منظوم طویل مثنوی ہے۔ سلطانی دراصل اُن پانچ مثنویوں کی دوسری کتاب ہے جو ملا بہاؤ الدین مثنوی نے زندگی کے دوران لکھی تھیں۔ باقی چار مثنویاں یہ ہیں : (۱) ریشی نامہ، (۲) قادری (۳) نقشبندی اور (۴) چشتیہ مصنف سلطانی ملا بہاؤ الدین مثنوی محلہ پٹان (متصل نوہٹ سرسنگ) کی مسجد میں رہا کرتے تھے۔ شاہ عنایت اللہ سے ارادت و اعتقاد تھا۔ تمام عمر محالیت تجرید و تفرید بسر کی۔ ۱۲۴۵ھ (۱۸۳۲ء و ۱۸۳۳ء) میں فوت ہو گئے۔ ملا بہاؤ الدین کی تصانیف کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ کشمیر کے اکثر علمی گھرانوں میں ان کی نقول دستیاب ہیں۔

مضمون سوانح حیات بطرز مثنوی، زبان فارسی، ناظم و شاعر ملا بہاؤ الدین مثنوی (متوفی ۱۸۳۲ یا ۱۸۳۳ء) زمانہ تصنیف انیسویں صدی عیسوی کا آغاز، کاتب و ناقل سیف اللہ، تاریخ کتابت پیر، ۲۳ صفر ۱۳۱۹ھ (۱۱ جون ۱۹۰۱ء) عنوانات لال روشنائی میں، خط نستعلیق معمولی لیکن صاف و خوانا، کاغذ کشمیری، فولیوز ۱۴۸، سطور فی صفحہ ۱۷، تقطیع ۱۵.۶ x ۲۶.۳ سنٹی میٹر۔

آغاز :

برکش ای مرغ خوش ترانہ عشق یک نوائے کن از فسانہ عشق
اختتام :

سال وصلش بدست آری تو ”شیخ پاکان“ اگر شماری تو

کاتب الذکر اولیاء اللہ ہست مسکین حقیر سیف اللہ
فی تاریخ الف وثلث عشر من ہجرت النبی و تسع عشر، ثلث و عشرون من شہر
صفر العشر بید فقیر الحقیر الراجی مسکین سیف اللہ۔

388.

301

سُلطانیہ کشمیری منظوم

چو راہی داستانوں (فصول) اور ایک خاتمہ پر مشتمل سلطان العارفين حضرت
مخدوم کشمیری متوفی ۱۲۴۲ صفر ۹۸۷ ہجری (بدھ ۲۳ مئی ۱۵۵۶ء) اور ان کے مُردان باصفا
کی منظوم سوانح حیات ہے جنھن میں کشمیر کی بہت سی مشہور و معروف شخصیتوں کے حالات
پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مَلّا بہاؤ الدین متوہ کشمیری متوفی ۱۲۴۵ ہجری (۱۸۳۲ء) نے
خمسہ بہائیہ کے عنوان سے پانچ مشنویاں بزبان فارسی لکھی تھیں۔ ان کا تیسرا دفتر سُلطانی
تھا جو مخدوم حمزہ کشمیری متذکرہ صدر کے احوال و کوائف اور کرامات میں ہے۔ زیر بحث سُلطانیہ
کشمیری اسی خمسہ کے دفتر سوم پر مبنی ہے۔ سُلطانیہ کشمیری شیخ الوقت شیخ احمد تارہ بلی متوفی
۱۲۸۱ ربیع ۱۲۸۱ ہجری (منگل ۱۲ جنوری ۱۸۶۲ء) کی حسب فرمائش لکھی گئی ہے۔

مضمون سوانح حیات بطور زشنوی، زبان کشمیری، وہاب پرے حاجی کشمیری، تاریخ
نظم بدھ، ۲۹ رمضان ۱۳۲۲ ہجری (۴ دسمبر ۱۹۰۴ء)، کاتب بابا علی پاپہ چھن، تاریخ کتابت
غزہ (یکم) ماہ صفر ۱۳۴۵ ہجری (بدھ ۱۱ اگست ۱۹۲۶ء)، خط نستعلیق معمولی، کاغذ
کشمیری، فولیو ۲۲۳، ابیات فی صفحہ ۸، تقطیع ۱۴ x ۲۲، سنٹی میٹر۔

ابتداء : داستانِ اول۔

حمد ذاتس و درودہ بر محمد مصطفیٰ، رحمت حق بر صحاب و چار یار باصفا

اختتام : فاتحیج امید چھم از قاریان این کتاب
 یوڈ پزن فاتح کرن تم حصہ بر نام دہات
 صد ثناؤ شکر ذاتس ، بر محمد لک سلام
 آفرین صد آفرین بروقت ختم این کتاب
 کاتب کا اختتامیہ :

"تمت الکتاب مستطاب دفتر ثالث سلطانیہ کشمیری من تصنیف صاحب شوق
 و ذوق دہاب پری حاجتی بحسب فرمائش شیخ الوقت شیخ احمد تارہ بلی شہر کشمیر، بید فقیر
 احقر بابا علی پاپ چھن، غرہ ماہ صفر ۱۲۲۵ھ تحریر یافت۔ اللہم اغفر لکاتبہ
 ولوالدہ ولقاریہ آمین۔"

529.

302

سلطانی منظوم کشمیری

سلطان العارفین مخدوم حمزہ کشمیری علیہ الرحمۃ اور دیگر اولیائے کرام کے
 احوال و کرامات میں قصیدہ سلطانی کی جلد ثالث ہے۔ سلطانی بحیثیت مجموعی سیاسی
 داستانوں، ایک داستان (تراسوین) درعجز وزاری اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔
 مضمون تذکرہ منظوم بزبان کشمیری، ناظم و شاعر عبد الوہاب حاجتی کشمیری تاریخ
 تصنیف بدھ وار، ۲۹ رمضان المبارک ۱۲۲۲ھ ہجری (۴ دسمبر ۱۹۰۴ء) کاتب پیر محمد
 حبیب اللہ شاہ پارسائی ساکن پاپ چھن، تاریخ کتابت ۳۰ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ، یوم پنجشنبہ
 (۹ جون ۱۹۱۱ء) خط نستعلیق مبتدیانہ، کاغذ کشمیری و غیر کشمیری، صفحات ۴۴، تعداد
 ابیات بقول مصنف ۳۴۹۱ چنانچہ :

حمد ذاتس کُن مے ہا جمل گوم ووں سورے مدعا
 گو تریم دفترتہ وون مے ختم از فضل خدا
 ننوہ کم کو پانژھہ نریمہشت این دفترتیار
 بوز گنژرت بائے بائے تہہ مے نش تفصیل وار

تقطیع : ۱۲۰۱ x ۲۳۰۶ سنٹی میٹر

ابتداء : حمد ذاتس صد درودہ بر محمد مصطفیٰ

رحمت حق بر صباو، چار یار با صفا

خاتمہ : آفرین صد آفرین بروقت ختم این کلام

این مبارک نامہ بر نام مبارک گو تمام

کاتب کا اختتامیہ: "تمت تمام شد" بجہت عزیزی برادر محمد عبد الکبیر سلمہ اللہ تعالیٰ
 من آفات الدنیا بہ ستخط عبد الضعیف میر محمد حبیب اللہ شاہ پارسائی عفی عنہ ساکن پیمچین
 محررہ ۳ جمادی الاول یوم پنجشنبہ تحریر یافت فقط
 شاعر کا نام اخیر کتاب کے اس شعر میں درج ہے:

فانصحج امید چہم از قاریان این کتاب یوڈ پرکن فاتح کرن تم حصہ برنامہ و باب
 و باب پر کتاب کا نوٹ اس طرح ہے: مصنف کتاب ہذا عبد الوہاب حاجی کشمیری
 رحمہما اللہ اس نوٹ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاجی جنون ۱۹۱۷ء سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔

شاهنامہ منظوم کشمیری

مختصر حمد و صلوة کے بعد نو شہیداں کے احوال سے شروع ہو کر سلطان عبد الحمید

کاتب کا اختتامیہ :

تمت الکتاب المستطاب شاہنامہ کشمیری من تصنیف وہاب پرے صاحب
حاجی بدستخط غلام علی پاپہ چھن بجہت عزیز مبارک شاہ بتاریخ ۱۳ ماہ صیام ۱۳۴۱ھ
یوم دوشنبہ تحریر یافت ۔

383.

304

غوثیہ منظوم

اسی نام کی کتاب کا یہ دوسرا نسخہ ہے۔ پہلا نسخہ پوری تفصیل کے ساتھ اس سے
پہلے کے نمبر اندراج (۳۸۲) کے تحت مذکور ہوا۔

مضمون سوانح حیات، پیرایہ بیان نظم (مثنوی) زبان فارسی، ناظم یا مثنوی
نکار ملا بہاؤ الدین مثنوی، تخلص بہا، کشمیری مثنوی ۱۲۴۱ھ ہجری = ۱۸۳۲ء بعد سکھ
زمانہ تالیف تیرھویں صدی ہجری (۱۹ویں صدی عیسوی) کاتب احمد شاہ بن سید پادشاہ
تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم مصنف کے عہد کے قدرے بعد کا، نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری
ابتداء سے ۵ فولیو یا دس صفحات سے نامکمل، فولیو ۱۶۵، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۴،

تقطیع، ۱۳ x ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز۔

پس بتفسیر ذوالحقائق شد سراقراں نقوش فایق شد

اختتام:

ای بہا یاد ز اولیاء اللہ دادہ داد زو عطاؤ اللہ
ہر ولی اللہی ترا یادور می شود رو بخواجگان آور

کاتب کا اختتامیہ :

الہی بیامرز خوانندہ را عضو کن گناہ نویسندہ را
ہر کہ خواہد دعا طمع دارم زانکہ من ببنہ گناہ نگارم
این کتاب مستثنی بہ غوثی بمید احقر العباد زنا دار جو فروشن احمد شاہ
بن سید پادشاہ۔ اللہم اغفر لی ولوالدی ولجميع المومنین۔

305

524.

غوثیہ منظوم

خمسہ بہائیہ کا دفتر ثالث ہے جیسا کہ ان ابتدائی اشعار سے مفہوم ہے :

ای بہا دفتر دگر سر کن روسوی طبلہ های اذ فر کن
جلد ثالث بہ آب زر بنویس زر چہ باشد بمشک تر بنویس

غوثیہ علاوہ احوال و کوائف شیخ سید عبد القادر گیلانی علیہ الرحمۃ کشمیری اُن
بزرگ ہستیوں کا بھی احوال ہے جن کا تعلق سلسلہ قادریہ سے رہا ہے۔

مضمون سوانح بطرز مشنوی، زبان فارسی، ناظم ملا بہاؤ الدین متوفی ۱۲۴۸ھ
۱۸۳۲ء، زمانہ تالیف انیسویں صدی عیسوی کا آغاز، ناقل محمد سیف الدین، تاریخ نقل
اشوال، جمعرات ۱۳۲۱ھ، ہجری (۲۱ دسمبر ۱۹۰۳ء) خط نستعلیق عمدہ و صاف، کاغذ
دیی (کشمیری) فولیو ۱۸۸، ابیات فی صفحہ ۱۵، اجزاء کتاب ۲۳، کل تعداد ابیات ۵۶۳۶
تقطیع : ۱۳، ۶ x ۲۲، ۳ سنٹی میٹر۔

اختتام :

ای بہا یاد اولیاء اللہ دادہ داور و عطاؤ اللہ

ہر ولی اللہی ترا یاد می شود رونخواجگان اور

اس آخری بیت سے مفہوم

ہوتا ہے کہ ملاً بہاؤ الدین نے مشنوی
غوثیہ کے بعد اپنی مشنوی نقشبندیہ
لکھی تھی جو خواجگان نقشبند کے
احوال و کرامات میں ہے۔

کاتب کا اختتامیہ:

”قلم قلم قلم تمام شد حرر علی بد فقیر
الحقیر محمد سیف الدین عفی عنہ فی تاریخ
احدی عشرین شہر شوال المکرم سنہ
الف وثلث مائت و احدى عشرین
یوم الخمیس وقت الصبح“

غوثیہ بہائیہ کے متعدد

مخطوطات محکمہ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر کے شعبہ مخطوطات میں محفوظ ہیں
غوثیہ ابھی تک خمسہ کی دیگر کتب کی طرح غیر مطبوعہ ہے

382

306

غوثیہ منظوم

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے غوث الاعظم جناب شیخ عبدالقادر گیلانی متوفی ۵۶۱ ہجری
۱۶ جنوری ۱۱۶۶ عیسوی کے احوال و کوائف اور فضایل و مراتب میں ایک جامع اور طویل

مثنوی ہے۔ غوثیہ ان پانچ مثنویوں کا ایک حصہ ہے جو شاعر نے زندگی میں لکھی ہیں۔ غوثیہ میں علاوہ محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر گیلانی کے احوال طیبات کے کثیر کے ان بزرگوں کا بھی بیان ہے جن کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔ اور اس لحاظ سے مثنوی مذکور اس ملک میں اس سلسلے کی تاریخ بھی ہے تفصیل عنوانات حسب ذیل ہے:

- ۱۔ ولادت و تعلیم شیخ ۲۔ فضایل و مراتب حضرت محبوب سبحانی ۳۔ ریاضات و عبادات و سبب ملقب شدن به محی الدین ۴۔ محافظت قافلہ تجار ۵۔ کمالات و کرامات آنجناب ۶۔ تذکرہ حالات ۷۔ تذکرہ شیخ شہاب الدین قدس سرہ ۸۔ رشتہ کاری یافتن شیخ حماد دیاں از در ماندگی ۹۔ شقائے کودک مریم ۱۰۔ تائب شدن پیرہ زن ۱۱۔ آگاہی یافتن شیخ ابوالحسن از مراتب خادم حضرت محبوب سبحانی ۱۲۔ خود ستائی کردن عبدالرحمان طفسوجی ۱۳۔ عتاب نمودن بر سحاب و باد ہنگام خواندن و عظم ۱۴۔ عتاب بر خادم ۱۵۔ بعضی از کمالات محبوب سبحانی ۱۶۔ تائب شدن بادہ نوشتاں از نظر شیخ ۱۷۔ کمالات شیخ صدقہ ۱۸۔ ہدایت یافتن شیخ عمر شریفی ۱۹۔ مشرف شدن حضرت محبوب سبحانی بزیارت کعبہ ۲۰۔ وفات حضرت محبوب سبحانی۔

اس کے بعد سے متصوفین کی ان اہم شخصیات کا بیان ہے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کے حلقہ ارادت مندوں سے تھے۔

مضمون سوانح حیات، پیرایہ بیان نظم (مثنوی) 'زبان فارسی' شاعر و ناظم ملام بہاؤ الدین متوالمتخلص بہا، متوفی ۱۲۴۸ھ = ۱۸۳۲ء بعد سکھیا، زمانہ تالیف تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) 'اول و آخر سے قدرے نامکمل' کاتب و ناقل نامعلوم تاہم ستر برس کا قدیم نسخہ، کاغذ کشمیری، نستعلیق سادہ، فولیو ۲۰۹، ابیات فی صفحہ ۱۳،

تقطیع ۱۱، ۳ x ۱۹ سنٹی میٹر۔

آغاز: داد علی کہ داد او اذل دوسرا مصرعہ کٹا ہوا۔
اختتام: مرقد ہر دو غریقی رحمت نور سامعین ہم ز ذکر شان مغفور
کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

407.

307

غوثیہ منظوم

مناقب محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی متوفی ۵۷۱ھ ہجری (۱۱۶۶ء)
میں ایک مبسوط اور مفصل تالیف ہے۔ غوثیہ مصنف کی پانچ مثنویوں یا خمسہ بہائیکہ کا ایک
حصہ ہے۔ علاوہ مناقب و احوال محبوب سبحانی کے، کشمیری سلسلہ قادریہ کے اہم بزرگان
کرام کے حالات کا بھی مجموعہ ہے۔

مضمون مثنوی (تذکرہ بزرگان کرام) زبان فارسی، ناظم مملکت بہاؤ الدین متوفی مثنوی
۱۲۴۸ھ = ۱۸۳۳/۱۸۳۲ء کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، لیکن اخیر پر ابن مجبور
کی تحریر کے مطابق کاتب پیر محمد شاہ ساکن نوبوگ عم بزرگوار غلام احمد مجبور کشمیری ناقص
الاول، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۵۰، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۱،

تقطیع: ۱۱، ۱/۲ x ۲۱، ۱/۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: (دوسرا شعر)

از خدا خواستم برائے شما بدعا نور جانفرائے شما
اختتام: اے بہا یاد اولیاؤ اللہ داؤد داؤر و عطاؤ اللہ
کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

فصل پنجم ذکر العبادین

خواجہ عبدالرحیم معروف بہ خواجہ شیخ کمان نقشبندی تاشقندی کشمیری مشنوی پیر ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۰۹ ہجری (۱۳ مارچ ۱۸۹۶ء) کے احوال و کوائف کے بیان میں ہے۔ ذکر العبادین کے مطابق خواجہ مذکور ۹۹۰ ہجری (۱۶۸۸/۱۶۸۷ء) میں خواجہ محمد شریف کے گھر تاشقند میں پیدا ہوئے تھے اور اپنی خانقاہ کے صحن واقع محلہ خانیار سرینگر کشمیر میں دفن ہوئے۔
مضمون: تذکرہ، زبان فارسی نثر، مصنف مولوی صدر الدین معاصر خواجہ عبدالرحیم شحکمان، زمانہ تالیف اٹھارویں صدی عیسوی، کاتب رسول (غلام رسول) سال کتابت ۱۲۶۱ھ (۱۸۴۵ء) خط نستعلیق صاف و عمدہ، کاغذ کشمیری، صفحات ۱۵، بطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع: ۱۳ ۱/۲ x ۲۳ ۱/۲ سنی میٹر۔ مخطوط نایاب ہے اور قابل اشاعت۔

آغاز: فصل پنجم از ذکر العبادین تصنیف مولوی صدر الدین غفر اللہ کہ در احوال بعضی از احوالات مرشدی۔

اختتام: الہی نور من خدایہ قلوب الطالبین و عیون سالکین
الیوم الدین بحق رحمة للعالمین۔
کاتب کا اختتامیہ: راقمہ رسول فی ۱۲۶۱ھ۔

مثنوی واجد علی شاہ (۹)

سلطان واجد علی شاہ والی اودھ کی بزبان اردو منظوم مثنوی ہے۔ اس میں سلطان نے آغاز بچپن سے اپنی زندگی اور سلطنت کے حالات و کوائف منظوم کئے ہیں۔ من داشتہ

عورتوں کا بیان خصوصیت سے ہے جن سے واجد علی شاہ نے وقتاً فوقتاً متعہ کیا تھا۔ یہ مثنوی جو نہایت ضخیم و طویل ہے، سلطان کی عیاشی کے سلسلے میں ایک خود نوشت بیان ہے اس سے اُن کی زندگی کے مفصل حالات و کوائف دریافت کرنے میں حسب دل خواہ مدد ملتی ہے ساتھ ہی اُس زمانے کے لکھنؤ کی سماجی حالت اور اہم شخصیات پر بھی مفصل روشنی پڑتی ہے۔ یہ امر کہ مثنوی کے مصنف واجد علی شاہ ہیں، اس کا ثبوت ان اشعار سے ملتا ہے (ص ۶۴۷ اشعار ۶ تا ۸)

فلک جاہ عادل سلامُ علیک جہاندار باذل سلام علیک
خوش آغاز و انجام واجب علی شہنشاہ اسلام واجد علی
دیا میں نے اُس کو جواب سلام بحالایا آئینِ خمیر الانام
ابتدائی اور آخری اشعار دستیاب نہ ہونے کے باعث مثنوی کا تذکرہ صدر نام
قطعی ہے۔

مثنوی واجد علی شاہ کا پیش نظر نسخہ داستانِ دوم سے لے کر داستان
یک صد و ہشتاد و پنجم (نامکمل) تک مشتمل ہے۔ ۱۸۴۱ء داستانوں کی تمام زمرہ خیاں لال و شنائی
سے بزبان فارسی ہیں جو انیسویں صدی عیسوی تک اردو مصنفین کا عام دستور تھا۔
مضمون: سوانح عمری (بشکل مثنوی) زبان اردو، مصنف سلطان واجد علی
شاہ آخری تاجدار لکھنؤ، زمانہ تصنیف تقریباً ۱۲۶۶ھ (۱۸۵۱ء)
کاتب و ناقل نامعلوم، لیکن خط کے انداز سے مصنف کے اپنے زمانے کی تحریرِ خط
نہایت عمدہ اور استادانہ باریک نستعلیق، تعداد صفحات ۸۸۴، تعداد سطروں فی صفحہ ۱۱، ہمہ
جداول کے مابین تحریر۔ بیشتر اوراق دیکھائے ہوئے سوراخوں کے حامل —

صفحہ ۶۵-۶۱ تک بہت زیادہ

نقصان زدہ، کاغذ دیسی لیکن

غیر کشمیری، اول و آخر سے ہیکل

تقطیع ۱۴ x ۲۳ سنٹی میٹر

آغاز :

داستان دوم ذر باب متحرک شدن

امیرن و خواستن من اورا و منفعل

شدن :

بلا ساقیا ساغر خوش گوار

کہ تھوڑی سی ہے زندگی کی بہا

صفحہ ۸۸ کا آخری بیت :

جہان شمع ہی سا تہہ ملی
نور تک جہان کا شمع ہی
جہان گنج ہی مار چراغ
لانی مین بی کرک یوسف
صاحب یحییٰ علی بیابان
یا غم ہی ہر روز مارہ فساد
و نامیشہ دلاد ہر گھر و فتن
لمر طبع و نہ نہایت کسبت
بہا کار و لالہ پر وخت
پہا با او سی حور ہی جو پر
مردیوش مین خاک تاثیر

مزاج معنی تھا ہر چند شست نہ تھے ہوش گرمی کے مارے درست

310

277.

مجالس النفائس

امیر علی شیر بن الوس یا کیچکنہ یا کیچینہ ملقب بنظام الدین کے ترکی تذکرہ مجالس النفائس کا فارسی ترجمہ ہے۔ مجالس النفائس تقریباً ساڑھے تین سو (۳۵۰) شعراء اور اعیان زمان کے مختصر احوال و کوائف پر مشتمل ہے۔ مجالس النفائس کے ترجمہ فارسی کا کچھ حصہ تہران میں چھپ چکا ہے۔ مصنف مجالس النفائس امیر علی شیر نوائی جمادی الاولیٰ کی اتوار ۹۰۶ھ (نمبر یاد ستمبر ۱۵۰۷ء) کو بوقت صبح انتقال کر گئے۔

مضمون: تذکرہ شعراء ترکی و فارسی، اصل مصنف (بزبان ترکی) امیر علی شیر نوائی زمانہ تالیف پندرھویں صدی عیسوی کا وسط، مترجم بزبان فارسی نامعلوم، کاتب و ناقص نامعلوم، لیکن کم و بیش تین سو برس پہلے کا لکھ ہوا، ناقص الاول و اخیر، خط نستعلیق باریک تذکرہ کے کل ۳۹ اوراق (۸ صفحات) محفوظ، باقی غائب، کاغذ غیر کشمیری، سطور فی صفحہ ۵، تذکرہ مجالس النفاۃ پندرھویں صدی عیسوی کے شعراء اور اعیان کے حالات میں سند کی حیثیت رکھتا ہے اور نایاب ہے۔ یہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے ترکی و فارسی اشعار کے نمونہ کلام اور اُس کے حالات پر بھی مشتمل ہے۔ اس کے ساتھ ہی بابر کے فرزند محمد ہمایوں مرزا کے مختصر حالات اور فارسی نمونہ کلام کا بھی حامل ہے۔ تقطیع: ۱۳ x ۲۳ سنٹی میٹر۔

آغاز: میگفتند و او بسیار متغیر شد، اما مرد خوش صحبت بود

اختتام: بتعریف و توصیف و خلقم مبین

بن بین و در کہنہ دلغم مبین

اسی کے شروع میں دو اوراق (۴ صفحات) بزبان فارسی مصنف نامعلوم خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بحث سے متعلق ہیں۔ اور بعد کے ۲۴ طہق اوراق (۸ صفحات) مشہور شعراء فارسی کے کلام کی تشریح میں ہیں۔ زبان فارسی، مصنف و کاتب بوجہ ناقص اول و آخر ہونے کے نامعلوم، مضمون شعرو ادب۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

مجموعہ رسائل منظوم

حسب ذیل رسائل کا مجموعہ ہے: ۱۔ حضرت فاطمہ صفحات ۸۔

تقطیع: ۱۳۱/۲۴ سنٹی میٹر

آغاز: روایت کیا ہوں سنوای عزیز
اختتام: ختم کرکوف اختہ کیانت مدام بحق محمد علیہ السلام
کاتب کا اختتامیہ:

الہی بیامرز این ہر سہ را مصنف و قاری نویسنده را

تمت تمام شد بالخیر

صفحہ اول پر محمد عبدالرحمن عفی عنہ کی ہر

دکھنی اردو کے یہ پہلے دریافت شدہ رسایل ہیں اور غالباً نایاب اور غیر

مطبوعہ ہیں۔

417.

312

مجموعہ کتب

اس مجموعہ میں مندرجہ ذیل تصانیف شامل ہیں:

۱۔ رسالہ مناقب و صفایا، و بیان سلسلہ خانوادہ امیر کلال، ۳۸ اوراق، دو اوراق سے شروع میں ناقص، کاتب سعید الدین امام خانقاہ نقشبندیہ سرسنگر، سال کتابت ۱۳۱۷ھ (۱۸۹۲/۱۸۹۳)

۲۔ فقرات خواجہ عبید اللہ احرار و رسالہ محبوبیت وغیرہ، ۸، اوراق، مصنف خواجہ محمد پارسا متوفی ۸۲۲ھ (۱۴۱۹ء) بعمر ۶۶ برس۔ کاتب دسٹہ کتابت وہی جو رسالہ نمبر (۱) کا ہے محمد بن محمد بن محمود بخاری المعروف بہ پارسا اکابر مشایخ نقشبندیہ سے بحق سفر حج کے دوران مدینہ منورہ میں بعمر ۶۶ برس فوت ہو گئے۔

۳۔ انیس الطالبین وُعدۃ السالکین ۱۳۱ اوراق مُصنّف صالح بن مبارک بخاری یہ کتاب مصنف نے اپنے مرشد خواجہ عطار کے اشارہ سے اُن کی وفات کے فوراً بعد ہی لکھی ہے خواجہ علاؤ الحق والدین المشہر بہ عطار کی وفات شب دوشنبہ ۳ ماہ ربیع الاول ۷۹۱ھ ہجری (۲ مارچ ۱۳۸۹ء) کو واقع ہوئی تھی۔ کتاب کا دوسرا نام مقامات نقشبند بھی ہے اور اسی نام کے ساتھ زیادہ مشہور ہے۔ کاتب سعید الدین احمد امام خانقاہ نقشبند یہ سرسنگر کشمیر تاریخ کتابت ۱۲ ماہ جمیعہ الثانی ۱۳۱۰ھ ہجری (یکم جنوری، روز یک شنبہ ۱۸۹۳ء)

مضمون تذکرہ و سوانح حیات، زبان فارسی نشر، خط نستعلیق سادہ و صاف، کاغذ دیسی کشمیری، مجموعہ کے کُل اوراق ۲۲۴، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع: ۱۶ x ۲۳، سنٹی میٹر آغاز: (ورق ۳ سے) بعد از آمدن از مدینہ حضرت رسول علیہ السلام حضرت سید انا باجماعتی از کبراء اصحاب ایشان بدان موضع گذر کردند۔

اختتام: و آنچہ بینما بیند از کتاب و سنت و آثار صحابہ و سیرت سلف صالحہ است۔
قدس اللہ روحہ و افاض علینا بر کاتھم محمد و آلہ و صحبہ اجمعین و سلم تسلیم کثیراً۔
کاتب کا اختتامیہ: تمت بالخیر بعون۔ الحمد للہ علی ذالک از تحریر کتاب شریف انیس الطالبین المعروف بمقامات نقشبند رحمہ اللہ بتاریخ ۱۲ ماہ جمیعہ الثانی ۱۳۱۰ھ ہجری از دست نادرست فقیر کمترین سعید الدین احمد امام خانقاہ نقشبندیہ فی بلدہ الکشمیر برائے مخلص قلبی صابر جو چھان با تمام رسید۔

منقبت الجواہر

میر سید علی ہمدانی متوفی ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ھ ہجری (۱۹ جنوری، جمعرات ۱۳۸۵ء)

کے احوال و کرامات میں متوسط درجہ کا رسالہ ہے۔ ترتیب مضامین یہ ہے :

حمد خدا و نعت رسولؐ، عرضِ حالِ مُصَنَّف و نام کتاب، نسب نامہ میر سید علی ہمدانی
اس کے بعد اہل مضمون یعنی مرشد بن حضرت امیر اور ان کی کرامات و خوارق کا بیان ہے، جو
آخر کتاب تک جاری ہے۔

مضمون تذکرہ و سوانح حیات
زبان فارسی نشر، مُصَنَّف مولانا حید
بخشی مرید شیخ الاسلام و المسلمین
حضرت عبداللہ برزش آبادی، سال
تصنیف ۱۲۸۲ھ = ۱۸۶۵ عیسوی
۱۲۸۱ عیسوی، ناقل و تاریخ کتاب
بوجہ ناقص آخر نامعلوم کتاب کا نام
”منقبت الجواهر“ تاریخی ہے جس کے
اعداد ۸۳ ہیں اور یہی اس کا سال
تالیف ہے خطِ نستعلیق جعدا، کاغذ
دبئی (کشمیری) اوراق ۵۰، سطو

فی صفحہ ۱۳۔ تقطیع : ۱۱ x ۳، ۳ انسٹی میٹر۔

آغاز : حمد و ثنائے بے عدد مرثیہ، نیازیرا کہ لا احصی ثناء علیک دلیل از دوست

اوست۔

مخطوط کی آخری دو سطر میں : جناب سیادت بزبان مبارک پشیمان تقریر فرمود

فراغت مالکِ خدائے ازل و اوراقِ عادت حضرت
قدّم الامام سید ابن الامام مولانا
الطاف فیاض و مرشد المسکین و مظلومین و زبده الاعلام
حیات الاصلام و المصلین و سلف الابرار و انبیا
خداوند الہدای امیر کبر میر سید علی ہمدانی ابن سید
مشہد ابوالدین محمد فیض صاحب المرحۃ السجانی الکھف
از اصحاب ابن سید ابی دات و غیرہ مشہدہ و ابن
جان علی خوند و ابن رسالہ و صاحبہ فخر و برنامہ
خداوند تامل و اعتقاد ابن طہری و غلبان ابن فریق ہر روز
و صاحبہ و صاحبہ دیدہ و ابن نور محمد افرازہ
دست ہر کسی کہ بود معتقد سید محمد فیض
و صاحبہ و مولانا و مولانا و مولانا و مولانا
گفتہ بی نام، فقریف جان بس کہ چلی تانی، بردت

اور اسطیں

کہ بلا ہائے بر مارو۔ اخیر صفحہ پر ”دادہ است“ کی رکاب ہے۔

یاد رہے مولانا حیدر بخش میر سید علی ہمدانی علیہ الرحمۃ کے دو واسطوں سے مربوط تھے منقبت الجواہر کا ایک مکمل فوٹو سٹیٹ نسخہ محمد امین ہمدانی ساکن خانقاہ معلیٰ کی تحویل میں ہے۔ راقم الحروف محمد ابراہیم اس کا اردو میں ترجمہ کر چکا ہے جو چھپنے کے قریب ہے منقبت الجواہر کا یہ (۴۰) دوسرا نسخہ ہے جو دستیاب ہے۔

نفحات الانس

نور الدین عبدالرحمن جامی (م ۸۹۸ھ = ۱۴۹۳ھ) کا ضخیم تذکرہ اولیاء ہے۔ زبان فارسی اور نشر میں ہے۔ تمہید میں جامی کے اپنے بیان کے مطابق امام عالم و عارف ابو عبد الرحمن محمد بن الحسینی السلمی نیشاپوری قدس سرہ نے شایع طریقت کے سیر و احوال میں ”طبقات الصوفیہ“ نام کا ایک رسالہ تصنیف کیا تھا جو صوفیاء کرام کے پانچ طبقوں پر مشتمل تھا۔ اور ہر طبقے میں بیس صوفیائے کرام کا بیان تھا۔ اسی تذکرہ کو شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری (۱۰۶۱-۱۰۸۹م) ہرودی نے بزبان دری طلبیاء و معتقدین کو اہل کرایا تھا۔ چونکہ یہ کتاب فارسی دری میں ہونے کے باعث عوام کے لئے ناقابل فہم تھی، ساتھ ہی ساتھ تاریخ ولادت و وفات سے خالی تھی، نیز نئے بہت سے اشخاص تذکرہ مذکور سے خارج تھے، اس لئے جامی اپنے عہد کی جدید فارسی میں پیش نظر ”نفحات الانس“ کا قلمی کارنامہ لکھنے پر مجبور ہوئے۔ کتاب کا پورا نام ”نفحات الانس من حضرات القدس“ (ف ۲) (ب) ہے۔ مؤلف نے اس کی تالیف کا کام ۸۸۱ھ (۱۴۷۶ء) یعنی وفات سے سترہ سال قبل لائحہ میں لیا اور اس کی تکمیل میں امیر نظام الدین علی شیر نوائی کی تشوین و تخریک کو بڑا دخل ہے (فولیو ۲، الف)

اصل موضوع یعنی تذکرہ صوفیاء پر آنے سے قبل مندرجہ ذیل اقوال بطور تمہید بیان کئے

گئے ہیں۔

۱۔ تمہید فی القول والولاية والولى (فولیو ۲ و ۳)

۲۔ القول فی المعرفة والعارف والمتعرف والجاہل (فولیو ۳ و ۴)

۳۔ القول فی معرفۃ الصوفی والملائی والفقر والفرق بینہم (فولیو ۴-۱۰)

۴۔ القول فی التوشید و مراتب واربابہا (فولیو ۱۰-۱۲)

۵۔ القول فی اوصاف ارباب الولايت (فولیو ۱۲-۱۳)

۶۔ القول فی الفرق بین المعجزة والکرامۃ والاستدراج (فولیو ۱۳ و ۱۴)

۷۔ القول فی اثبات الکرامۃ الاولیاء (فولیو ۱۴-۱۵)

۸۔ القول فی انواع الکرامات و خوارق العادات (فولیو ۱۵-۱۸)

۹۔ القول فی انه متی سمیت الصوفیۃ صوفیۃ (فولیو ۱۸-۲۰)

ان نواقول کے بعد صوفیاء کرام کا تذکرہ شروع ہوتا ہے اور ان میں سب سے پہلا نام

ابو ہاشم صوفی کا ہے۔ اور سب سے بعد کا امراۃ فارسہ اور اُس کی کرامت کا۔

فولیو ۴۱۷، تقطیع ۱۰ x ۱۶ سنٹی میٹر، مضمون تصوف، مکمل، کاغذ عجمی، تاریخ

کتابت ندارد، خط نستعلیق سادہ باریک، جدول دوہری، تصحیح شدہ۔ تعداد سطور فی صفحہ ۱۰۔

پہلے تین ورق بعد کے تحریر ہیں اور کہیں پندرہ اور کہیں سولہ سطور کے حامل ہیں۔ مخطوط کے

اہم عنوانات اور تراجم (احوال) صوفیاء عجمی سے لکھے گئے ہیں۔ مخطوط کا آغاز ان سطور سے

ہوتا ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي جعل من ائى قلوب اوليائه مجالى جمال وجهه الكريم
والاح منها على صفائح وجوههم لولايح نوره القديم فصار وحيث اذا
ذموا اذكركم الله والصلوة والسلام على افضل من ارتفع حجب الكون
..... اما بعد مى گويد پاي شكسته زاويه خمول وگمنامى بن احمد جامى:

اور اختتام ان الفاظ پر

تمت با تمام رسيد و باختتام انجائيد كتاب نفحات الانس من حضرت القدس كه
معصود ازاں شرح اخلاق و افعال و بيان و مقامات و احوال كرم روانى بود كه بقدم صدق
را سپرده اند و بدو كام خطوطين و قد وصلت پي بكعبه مقصود و مطلوب برده اند و مورد اخلاق
الهي شده اند و مظهر اسماء و افتخا هي كشته حكمت در ايجاد عالم و وجود ايشان است و مقصود ازاں
اظهار نبين و نبات آدم مقام كشف و شهود ايشان.

بعد ازاں آٹھ اشعار ميں جن كا آخرى شعر يہ ہے :

كارشان جز نغمى ذات و وصف فعل خو يش هست

امى خدا چہ بود حبابى را كنى در كارشان

نفحات الانس من حضرت القدس كے مصنف مولانا عبد الرحمن جامى ۲۳ شعبان
۱۰۸۷ھ مطابق ۴ نومبر ۱۶۷۶ء ميں پيدا ہوئے اور ۱۰۹۸ھ (مطابق ۱۶۹۲ء) كو انتقال
فرما گئے۔ آپ كے حالات اردو فارسى كے متعدد تذكروں ميں موجود ہيں۔ نفحات الانس كے موجودہ
نسخے كى تاريخى اہميت اُس وقت اور بھى بڑھ جاتى جب اُس كے اختتام پر كاتب كا نام اور تاريخ
تثبت درج ہوتى۔ تاہم ظاہرى شكل و صورت سے زير بحث مخطوط دو سو برس قديم معلوم ہوتا

نفحات الانس من حضرات القدس

نور الدین عبد الرحمن بن احمد جامی کی مشہور فارسی تصنیف ہے۔ نفحات الانس جس کا پورا نام "نفحات الانس من حضرات القدس" ہے عام طور پر صرف "نفحات الانس" ہی کے نام سے مشہور ہے۔ نفحات مشہور مسلمان صوفیائے کرام اور مشایخ عظام کا تذکرہ یا سوانح حیات ہے۔ نور الدین عبد الرحمن جامی ^{۱۴۱۴ھ} (۱۴۱۴ء) میں جام میں پیدا ہوئے جو خراسان کا مشہور قصبہ ہے، اور اُسی نسبت سے جامی کہلاتے ہیں۔ جامی فارسی اور عربی کے ادیب اور شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ حنفی اور تصوف میں نقشبندی تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب امام محمد بن حسن شیبانی سے ملتا ہے جو امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کے مشہور شاگرد تھے۔ جامی، محرم الحرام ۸۹۱ھ (جمعات ۸ نومبر ۱۴۹۲ء) کو ہرات میں انتقال کر گئے۔

بالحاظ مضامین نفحات الانس کی ترتیب حسب ذیل ہے :

- ۱۔ مقدمہ در ذکر نام کتاب و تاریخ تصنیف۔
- ۲۔ القول فی الولاية والولی (ف ۲ و ۳)
- ۳۔ القول فی معرفة الصوفی والمتصوف (ف ۳-۸)
- ۴۔ القول فی التوحید (ف ۸ و ۹)
- ۵۔ القول فی اضافہ باب الولاية (ف ۹ و ۱۰)
- ۶۔ القول الفرق بین المعجزة والکرامۃ والاستدراج (ف ۱۰-۱۴)
- ۷۔ القول فی انه متى سمیت الصوفیة صوفیة (ف ۱۴-۱۶ الف)
- ۸۔ تذکرہ صوفیائے کرام از فلیو ۱۶ الف تا ۲۶۵ الف)۔

مضمون تذکرہ صوفیائے کرام، زبان فارسی، نشر، مؤلف مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی

سال تالیف ۸۸۱ھ = ۱۴۷۶ء، ناقل و سال کتابت نامعلوم، لیکن کم از کم تین سو برس پرانا

خطوط مختلف، نسخ، تعلق اور شکتہ، عنوانات لال روشنائی سے، محشی اور تصحیح شدہ

کاغذ کشمیری، تعداد فولیو ۲۶۵ (الف)، سطور فی صفحہ ۱۴،

تقطیع: ۱۴ x ۲۲، سنٹی میٹر، اخیر سے نامکمل۔

آغاز: الحمد للہ الذی جعل مرآی قلوب اولیائہ مجالی جمال

وجہ الکریم۔

آخری عبارت:

جملہ در کھف فنا از ہستی خود خفتہ اند

بیک پندارند خواب آلودہ گاہ: بیدارشان

نفحات الانس صوفیائے کرام کے حالات میں ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ میر سید

علی ہمدانی کے حالات کے لئے محظوظ کا فولیو ۲۱۶ ملاحظہ ہو۔

شعر و شاعری

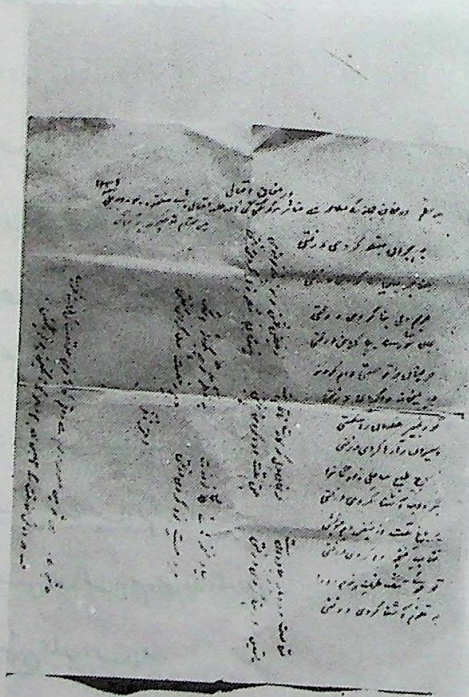
(کلیات دیوان و غیره)

رحمہ اللہ علیہ رحمۃ

(وہی نایب الیہ)

ارمغانِ اقبال

ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم (م ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء) کی نظم ارمغانِ حجاز سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے۔ یہ نظم ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء کو انڈیور میں جلسہ اقبال ڈے (یومِ اقبال) پر پڑھی گئی تھی۔ اس میں شاعر کے دوست علامہ اقبال کی وفات پر غم انگیز جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔



مضمون شعر و سخن، زبان

فارسی، شاعر چودھری خوشی

محمد ناظر، بی، اے، علیگ، گورنر

کشمیر (۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۰ء)

(یک)

شاعر کی خود نوشت

خط نستعلیق عام تحریر کا

کاغذ مشینی (مل کا)

تعداد ابیات ۱۲

تقطیع :

۵، ۱۴ x ۲۰ سنٹی میٹر

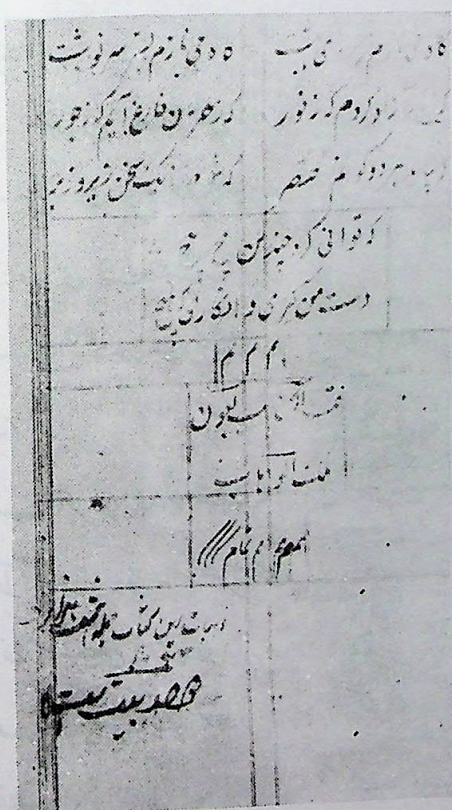
کتاب کا اختتامیہ بائیں جانب :- احقر ناظر

غالباً غیر مطبوعہ۔

اشترنامہ

شیخ فرید الدین عطار کی صوفیانہ مثنوی ہے۔ تصوف و معرفت کے حقائق قصص و حکایات کے انداز میں بیان کئے گئے ہیں مثنوی کے ابیات کی تعداد ۲۳۰۰ ہے۔ تفصیل مضامین یوں ہے:

تمجید و حمد باری تعالیٰ، در نعت حضرت احمد مجتبیٰؑ، در معراج محمد مصطفیٰ ﷺ



علیہ وسلم، مقالات در بیان حقیقت
اشیا، در نمودار این کتاب، در شرح
دادن این کتاب فرماید، الحکایت،
الحکایت، در افتادن شاہ مبارز
در دست ہدیاد، حکایت عیسیٰ علیہ
الصلوة والسلام سوال بیچون
از عیسیٰ علیہ السلام، جواب دادن
عیسیٰ علیہ السلام، سوال دیگر از
عیسیٰ علیہ السلام، جواب دادن
عیسیٰ علیہ السلام، جواب دادن
عیسیٰ علیہ السلام۔

مخطوط انتہائی خوش خط

تعلیق میں مکتوب ہے۔ پہلا صفحہ مزین اور آراستہ ہے۔ اگر دسہرے خطوط ہیں۔ جدول
دہری، کاغذ کشمیری۔ بلا تاریخ، لیکن وسط ۴۷۱ میں صدی ہجری کی تحریر، تعداد فلیو ۶۸

تقطیع:

تعداد سطور فی صفحہ ۱۵۔

آغاز:

ابتدا بر نام حییٰ لایزال

صانع اشیاء و ابداء جمال

از خرد بخشی کہ آدم ذات اوست

جمله اشیاء مصحف آیات اوست

اختتام:

تو اگر توایت دانی یا بی این

در پی آن نور دل بشتاب مبین

اندریں رہ جملگی چون حق بدید

حق بدید حق بگفت حق شنید

آخر پر کاتب کے الفاظ یہ ہیں: "جمله ابیات این کتاب ۱۷۷۰۰۰ دو ہزار سہ صد

بیت است"

318

مہصبت نامہ

کتاب کی اندرونی شہادت سے کتاب کا نام مہصبت نامہ محقق (ثابت) نہ ہو سکا، تاہم ٹائٹل صفحہ پر "مہصبت نامہ" ضبط ہے۔ مہصبت نامہ آٹھ ہزار دو سو ابیات کی ضعیف فارسی مثنوی ہے جس میں سالک فکر کا سفر ۴۰ اشیاء کی طرف بیان کیا گیا ہے اور ہر سفر کے ضمن میں توضیحی غرض سے متعدد کہانیاں ہیں۔ کلیات شیخ فرید الدین عطار میں "مثنوی مہصبت نامہ" کا درجہ پانچواں ہے مطابق کی تقسیم حسب ذیل ہے:

حمد باری تعالیٰ (بلا عنوان) (فولیو ۲-۱۲) 'نعت سید المرسلین و خاتم النبیین و

رسول رب العالمین (فولیو ۱۲-۱۹)، 'مدن خلفائے الراشدین و صحابہ کرام رضوان اللہ

علیہم اجمعین (فولیو ۱۹-۲۹)، 'در فضیلت شعراء (فولیو ۲۹-۳۴)، 'در آغاز کتاب

(فولیو ۲۴-۴۱)

فولیو ۴۱ سے مثنوی مہصبت نامہ مندرجہ ذیل ۴۰ مقالوں میں تقسیم ہوتی ہے:

- مقاله اول رفتن سالکِ فکرِ پیشِ جبرئیل علیه السلام (فولیو ۴۱ - ۴۶)
- مقاله دوم رفتن سالکِ قربتِ پیشِ اسرافیل علیه السلام (فولیو ۴۶ - ۵۱)
- مقاله سوم رفتن سالکِ پیشِ میکائیل^۴ (فولیو ۵۱ - ۵۶)
- مقاله چهارم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ عزرائیل^۴ (فولیو ۵۶ - ۶۱)
- مقاله پنجم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ حمله و عرش (فولیو ۶۱ - ۶۶)
- مقاله ششم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ عرش (فولیو ۶۶ - ۷۱)
- مقاله هفتم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ کرسی (فولیو ۷۱ - ۷۶)
- مقاله هشتم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ لوح (فولیو ۷۶ - ۸۱)
- مقاله نهم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ قائم (فولیو ۸۱ - ۸۵)
- مقاله دهم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ بهشت (فولیو ۸۵ - ۹۱)
- مقاله یازدهم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ دوزخ و سوال او (فولیو ۹۲ - ۹۷)
- مقاله دوازدهم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ آسمان (فولیو ۹۷ - ۱۰۲)
- مقاله سیزدهم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ آفتاب (فولیو ۱۰۲ - ۱۰۷)
- مقاله چهاردهم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ ماه (فولیو ۱۰۷ - ۱۱۲)
- مقاله پانزدهم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ آتش (۱۱۲ - ۱۱۷)
- مقاله شانزدهم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ باد (۱۱۷ - ۱۲۱)
- مقاله هجدهم رفتن سالکِ فطرتِ پیشِ آب (۱۲۱ - ۱۲۶)
- مقاله هجدهم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ خاک (۱۲۶ - ۱۳۰)
- مقاله نوزدهم رفتن سالکِ فکرِ پیشِ کوه (۱۳۰ - ۱۳۴)

- مقاله بیست و نهم رفتن سالکِ فکرِ پیش دریا (۱۳۵ - ۱۳۹)
- مقاله بیست و یکم رفتن سالکِ فکرِ پیش جماد (۱۳۹ - ۱۴۲)
- مقاله بیست و دوم رفتن سالکِ فکرِ پیش نبات (۱۴۲ - ۱۴۹)
- مقاله بیست و سوم رفتن سالکِ فکرِ پیش وحوش (۱۴۹ - ۱۵۵)
- مقاله بیست و چهارم رفتن سالکِ فکرِ پیش طيور (۱۵۵ - ۱۵۹)
- مقاله بیست و پنجم رفتن سالکِ فکرِ پیش حیوان (۱۵۹ - ۱۶۲)
- مقاله بیست و ششم رفتن سالکِ فکرِ پیش شیطان (۱۶۲ - ۱۶۹)
- مقاله بیست و هفتم رفتن سالکِ فکرِ پیش جن (۱۶۹ - ۱۷۵)
- مقاله بیست و هشتم رفتن سالکِ فکرِ پیش انس (۱۷۵ - ۱۷۹)
- مقاله بیست و نهم رفتن سالکِ فکرِ پیش آدم[ؑ] (۱۷۹ - ۱۸۲)
- مقاله سی ام رفتن سالکِ فکرِ پیش نوح[ؑ] (۱۸۲ - ۱۹۰)
- مقاله سی و یکم رفتن سالکِ فکرِ پیش ابراهیم[ؑ] (۱۹۰ - ۱۹۵)
- مقاله سی و دوم رفتن سالکِ فکرِ پیش موسی[ؑ] (۱۹۵ - ۲۰۲)
- مقاله سی و سوم رفتن سالکِ فکرِ پیش داود[ؑ] (۲۰۲ - ۲۰۶)
- مقاله سی و چهارم رفتن سالکِ فکرِ پیش عیسی[ؑ] (۲۰۶ - ۲۱۱)
- مقاله سی و پنجم رفتن سالکِ فکرِ پیش محمد[ؐ] (۲۱۱ - ۲۱۹)
- مقاله سی و ششم رفتن سالکِ فکرِ پیش حسن[ؑ] (۲۱۹ - ۲۲۵)
- مقاله سی و هفتم رفتن سالکِ فکرِ پیش خیال (۲۲۵ - ۲۳۰)
- مقاله سی و هشتم رفتن سالکِ فکرِ پیش عقل (۲۳۰ - ۲۳۵)

مقالات سہی و نہم رفتن ساکب فکریت پیش دل (۲۳۵ - ۲۴۱)

مقالت چہلم رفتن ساکب فکریت پیش روح (۲۴۱ - ۲۴۸)

در ختم کتاب مستطاب (۲۴۸ - ۲۶۰)

مذکورہ مقالات کے ضمن میں توضیح کے لئے متعدد قصص و حکایات بیان کی ہیں مخطوط مکمل و درست ہے۔ خط خوش خط نستعلیق۔ جدول دوہری، فی صفحہ اوسطاً ۵ اسطورہ کاغذ کشمیری، تاریخ کتابت ندارد۔ تقطیع درمیانی، تعداد فولیو ۲۶۰۔ پہلا فولیو منقش و مزین۔

آغاز: حمد پاک از جان پاک آن پاک را

کو خلافت داد مشیت پاک را

اختتام: کہ توانی کرد چندین پیچ پیچ

دست من گیری و انگاری کہ، میچ

خاتمہ پر کاتب کی اپنی عبارت یہ ہے: "تحت الکتاب بعون ملک الوہاب

تم تم تم تمام شد ابیات این کتاب جملہ ہشت ہزار و دو صد بیت است۔"

312.

319

اکبرنامہ منظوم

اکبرنامہ کا یہ دوسرا نسخہ ہے۔ پہلا مخطوط زیر نمبر ۱۳۰ مندرج ہو چکا ہے تفصیل مضمین اور مصنف کے سوانح حیات وہیں ملاحظہ ہوں۔ اکبرنامہ کا یہ نسخہ پہلے نسخہ کے بالمقابل زیادہ خوشخط اور صاف ہے۔ البتہ کہیں کہیں اشعار اور مصرعے ادھورے چھوڑ دئے گئے ہیں۔

مضمون: منظوم رزمیہ، زبان فارسی، مؤلف ملا حمید اللہ شاہ آبادی متوفی ۱۲۶۴ھ

(۱۸۴۸ - ۱۸۴۷ء) تاریخ تالیف ۱۲۰۷ھ (۱۷۹۳ء) جیسا کہ اس بیت سے مفہوم ہے:

چو این تیر فکرت برون شد ز شست زہجرت ہر روز دوحہ ہفت ہست
کاتب نامعلوم، تاریخ نقل ۲۹ ذی القعدہ ۱۲۰۶ھ (جمعرات، ارجولائی ۱۸۹۰ء) خط
تعلیق، عنوانات لال روشنائی سے کاغذ کشمیری، نہیں ہیں اشعار ادھورے، فولیو ۱۳۵،
سطور فی صفحہ ۱۹، تقطیع: ۱۵، ۱ X ۲۶، ۴ سنٹی میٹر

آغاز: خدا! جہاندار اکبر تویی کرم گستر و بندہ پرور تویی
اختتام: برحمت چو شد ختم گفتار من الہی برحمت بکن کار من
کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شد کتاب اکبر نامہ من تصنیف غفران پناہ ملا حمید
اللہ شاہ آبادی فی التاریخ بیست و نہم شہر ذوی القعدہ سال ۱۲۰۶ھ ہجری۔
اکبر نامہ ملا حمید اللہ افغانستان میں چھپ چکا ہے اور اُس کے متعدد نسخے حکماء تحقیق
و اشاعت حکومت جموں و کشمیر سرینگر کی قلمی لائبریری میں محفوظ ہیں۔
یاد رہے مہنف نے اکبر نامہ ایک شخص کے اس طعنہ پر ایک سال کی مدت میں ختم کیا ہے
کہ اہل سخن اُٹھ چکے ہیں ضمن میں طعنہ دینے والے کو خاموش کرنے کے لئے اپنی دیگر تصانیف بھی ذکر
کردی ہیں۔ اکبر نامہ تاریخ افغانستان اور کشمیر کے سکھ دور حکومت پر اچھی خاصی سند ہے۔

175.

319

بیاض شعرائے فارسی

فارسی کے نامور قدیم شعراء کے کلام کا انتخاب ہے جس میں فارسی شاعری کی ہر مند اول
صنف کا التزام کیا گیا ہے۔ یہ اصناف ہیں غزلیات، مناجات، مثنویات، قطعہ بند، مقطعات،
رباعیات، خمس، مستزاد، افراد اور بحر طویل۔ اخیر پر نشر میں چند لطائف و حکایات ہیں جو
منقول کے عنوان سے بیان کی گئی ہیں۔ بیاض کی ترتیب مضامین یہ ہے:

۱۔ غزلیات از صفحہ ۱ - ۸۔

۲۔ مناجات ص ص ۸ - ۲۶۔

۳۔ مثنویات ص ص ۲۶ - ۶۶۔

۴۔ قطعات (ص ص ۶۶ - ۱۰۱)

۵۔ رباعیات (۱۰۱ - ۱۲۰)

۶۔ مخمس (ص ص ۱۲۱ - ۱۳۱)

۷۔ چہستان (ص ص ۱۳۱ و ۱۳۲)

۸۔ مستزاد (ص ص ۱۳۲ - ۱۳۴)

۹۔ مخمس مستزاد، رباعی

فرد ص ص ۱۳۴ - ۱۴۰۔

۱۰۔ بحر طویل ص ص ۱۴۰ -

۱۵۰۔

۱۱۔ نقل ص ص ۱۵۰ - ۱۶۹۔

مضمون شعروادب (انتخاب

نظم و نثر شعرائے فارسی)، زبان

فارسی، انتخاب کنندہ نامعلوم، کاتب

ناقل نامعلوم، خط نستعلیق، باریک

کاغذ کشمیری، کرم خوردہ ناقص الآخر

صفحات ۱۶۹، مسطور فی صفحہ ۱۰،

تقطیع: ۹ x ۱۵ ۱/۲ انسٹی میٹر

آغاز: ایں چہ شور بستی کہ در دور قمری بینم

ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شرمی بینم

انجام: تقدیر او بود بشنیدن۔

بیاض مذکور انتہائی نایاب ہے اور بہت سے گننام شعراء کے کلام پر مشتمل ہے۔

6.

320

تحفۃ العراقین

خاقانی شیروانی کی فارسی کی منظوم مثنوی ہے جس میں عراقین یعنی عراق دشنام کے

اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن اس سے قبل شاعر آغاز میں اپنے شاعرانہ کمالات کے بیان سے بھی

نہیں چوکتا مثنوی جو تقریباً 3150 اشعار پر مشتمل ہے، درحقیقت شاعر کا منظوم سفر نامہ ہے جو دور

حیات میں اُس نے بغداد، دمشق اور حلب وغیرہ کا کیا ہے۔ اس تحفہ میں وہ عراق سے کم، البتہ شام اور

اُس کی خوبصورت سرزمین اور لوگوں سے زیادہ متاثر ہے۔ عراق کے صوبہ خوزستان کو جو بحالت موجودہ

مملکت ایران کا ایک حصہ ہے، خاقانی زمین پر جہنم زار سے کم نہیں قرار دیتا۔ سیاحت شام کے دوران

شاعر جن اشخاص سے متاثر ہوا ہے، ان کا ایک ایک کر کے نہایت اور قابل فخر بیان ہے۔

مخطوط 21 x 12 سنٹی میٹر کی تقطیع پر ۱۵۸ فولیوز پر مشتمل ہے۔ کاغذ کشمیری، صیغہ و درست

حالت میں ہے۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ یہ چودھویں صدی، ہجری (۱۹ ویں اور ۲۰ ویں صدی عیسوی)

کے مشہور کشمیری خوش نویس میرزا حمید کے قلم کی تحریر ہے۔ تاریخ کتابت غرہ شہر بیعت الہی

۳۰۰ ہجری (۲۵ نومبر ۱۸۸۹ء) ہے۔ خط تعلیق سادہ باریک۔ شاعر کا نام خاقانی اگرچہ

مخطوط کے تقریباً ہر صفحہ پر نظر سے گزرتا ہے، تاہم کتاب کا نام "تحفہ عراق و شام" کے عنوان سے مثنوی

کے آخری فوٹیو ۱۵۸ (الف) پر درج ہے۔ تحفہ کا اختتام جمال الدین والملتہ صدر الدین صدر الاسلام
 ملک شام کے فضایل و اوصاف حمیدہ پر ہوتا ہے اور غالباً اسی کے نام سے معنون بھی ہے۔ تحفۃ العرّاقین
 خاقانی، خاقانی شردانی کے اپنے عہد کی مشہور ہستیوں کے حالات زندگی کے سلسلے میں ایک سند ہے
 اور اس لحاظ سے اس کی حیثیت خالی

خولی ادبی مثنوی کی نہیں، بلکہ تاریخی
 بھی ہو جاتی ہے۔

حسب الفرائش عالیشان رفیع المکان

عزت سادت تو لمان جناب جہا

سیف الذین صاحب بہادر القیا

تحریر بہاریخ غرہ شہر بیع الثا

حررہ مہر زاحید خوشنویس

س ۱۳

خاقانی جس کا اصلی نام فضل
 الدین ابراہیم الحقا نقی (۱۱۰۶) —

(۱۲۰۰ء) گنجد میں پیدا ہوا اور تبریز میں
 وفات پائی۔ کچھ عرصہ محفل میں بھی رہا۔

تحفۃ العرّاقین اُس نے اُس وقت منظوم کیا
 جب وہ مکہ کے حج کے سلسلے میں عراق

اور شام سے گزرا تھا۔ دراصل یہ کتاب
 اُن تاثرات کا بیان ہے جو اُس نے ان
 ممالک اور وہاں کی شخصیتوں کے

مشاہدے کے بعد قائم کئے۔ مثنوی کا آغاز ان ابیات سے ہوتا ہے:

زی حقہ تبسزو مہرہ خاک

مر کیسہ عمر می کشا یند

مہرہ زمن است و حقہ کردان

مایم نظر کان غمتاک

کاین حقہ مہرہ تا بجابند

وین طرذ کہ بر بساط فرمان

اور انتہا تمام ان آیات پر:

کز ہر چہ ۲۰ گاہ دینست از عدل دراز عمر زینست
نور الانوار بر سرش باد رب الارباب یادش باد
ایں دعوت را بگاہ تہلیل آمین آمین کناد جبرلی

اخیر پر کاتب کی اپنی عبارت یہ ہے:

حسب الفرائش عالی شان رفیع المکان عزت سادات توانان جناب خواجہ سیف الدین
صاحب بہادر دام اقبالہ تحریر بتاریخ ۱۲۰۶ شہر ربیع الثانی حررہ میرزا حمید روشنویس ۱۳۰۶ھ

52.

321

تحفہ خلوت

فارسی کے مشہور شاہ عرجال الدین سید محمد المتخلص بہ عرفی کی بطرز مناجات صوفیانہ
مشنوی ہے۔ دلی جذبات اور نہامت گناہ کا بیان نہایت خوب ہے۔ ابتداء مصنف نے حمد باری
بعد ازاں نعت رسول اور کیفیت معراج اور اخیر میں اپنی کوتاہیوں اور معرفت خداوندی میں
عشق کا بیان کیا ہے۔ بار بار عرفی تخلص کا ذکر اس امر کا ثبوت ہے کہ شاعر مشنوی کو مناجات کا رنگ
دینا چاہتا ہے۔ عرفی شیراز کا باشندہ تھا۔ اکبر کے عہد میں وارد ہند ہوا۔ عالم شباب میں فوت ہو گیا۔
فیضی سے اس کی شاعرانہ چشمک فارسی شعر و ادب کا اہم باب ہے۔ عرفی نے یہ مشنوی فیضی کی مشنوی
ندم کی بحر میں لکھی ہے، لیکن اس کے مقابلے میں زیادہ تر خیالی ہے جبکہ فیضی کی مشنوی ندم میں بیا
اور عشقیہ ہے۔ عرفی کی مشنوی تحفہ خلوت صوفیانہ خیالات کے بیان میں بے مثال ہے۔ اس لحاظ
سے اس مشنوی کا مقابلہ جامی کی تحفۃ الاحرار سے نہایت عمدہ طور پر ہو سکتا ہے۔

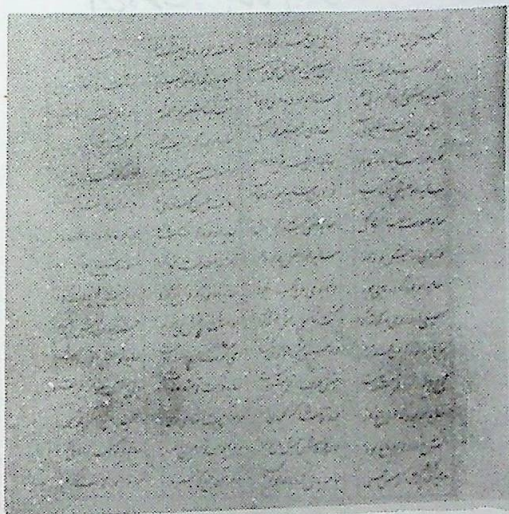
آغاز: موج نخست است ز بحر قدیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

اختتام پر مرمت کی غرض سے کاغذ چسپان کیا گیا ہے۔

تاریخ کتابت و آثار نقل نامعلوم، تاہم بظاہر گیارہویں صدی ہجری کی نقل ہے۔

فولیو ۵۸

تقطیع: ۱۱ x ۹ ۱/۲ انچی میٹر



تہیلے دو اور آخری دو ورق کرم خوردہ

کہیں سرخ نشینی کاغذ سے مرمت ہوئی

لائسنس سہری جداول کے مابین تحریر کاغذ

کشی فی صفحہ سطور ۱۵، ۱۶ سطر صفحہ

پر مولا محمد صدر الدین جعفری نے لکھا

سال ۱۲۹۹ھ

مرمت شدہ ۱۵ جملہ

صفحہ اول معمولی سامرین۔

تعلیق ضعیف۔

322

تذکرۃ الکبار

468.

۲۲ اشعار کا یہ قصیدہ کسی شخص مرزا سعد الدین کی مدح ہے۔ مرزا سعد الدین

کا تعلق حکومت جموں و کشمیر کے محکمہ شاد اسٹور سے تھا۔ بقول شاعر مرزا صاحب اوصاف حمید

کے مالک تھے۔ سنسٹ اور علم کلام انہیں کے دست باوجود سے فیضیاب ہوئے تھے۔ ہوشیارنگ اور

آبیتین دقت تھے۔ جب سے آپ محکمہ پر جلوس فرماہوئے ہیں، سے شمالی گرد و غبار سے

خالی ہو گئی ہے۔ گھاٹوں کے منصب اُن کی بددلت کرامی اور معزز ہوئے ہیں۔ وقت کے حاتم اور
ملجائے فقراء ہیں۔ یہی کیفیت اُن کے فرزند میرزا محی الدین مختار کی ہے۔ بھائی میرزا غلام مصطفیٰ
معنوں میں عشق مصطفیٰ کے حامل ہیں۔ غالباً یہ میرزا غلام مصطفیٰ وہی تھے جو بیسویں صدی عیسوی
کے تیسرے اور چوتھے عشرے میں مہاراجہ مہر سنگھ آجھانی (متوفی ۱۹۵۲ء) کی جانب سے گورنر
کشمیر رہ چکے تھے۔

مضمون شعر و سخن (قصیدہ بطرز مشنوی) زبان فارسی، شاعر اسد اللہ، تاریخ نظم
۱۳۴۶ ہجری (۱۹۲۸/۱۹۲۹ء) قصیدہ کا نام اور تاریخ اخیر کے ان دو اشعار میں مندرج ہے:

این نامہ بگاہ اختتامش تذکرۃ الکبار نامش
رو از سرو پایے بے وقایش کو "تبصرۃ الکبار" نامش

"تبصرۃ الکبار" میں سے جب ب، اور الف کے اعداد جمع کر لئے جائیں، تو
۱۳۴۶ء جاتے ہیں۔ اور یہی عدد قصیدہ کا سالِ نظم ہے۔ کاتب غیر مذکور، غالباً خود شاعر
اسد اللہ، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، تعداد ابیات ۷۲، صفحات ۶، تقطیع:
۱۴، ۵ x ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: مدھیکہ بود طراز خامہ دیباچہ نامہ خواست خامہ
اختتام: از نام سلام بلکہ سلام تعریف بدیں نمودہ آن نام
چوں دین معرف کردہ آید، الدین شود، ہر گاہ سلام بران آوردہ شود سلام الدین
بکھول انجامد۔

کاتب کا اختتامیہ غیر مذکور۔

میرزا اسعد انیسویں صدی کے مشہور شعرائے کشمیر میں سے تھے۔ نارسہ میں،

دیوان مصحفی

اردو کے نامور شاعر غلام احمد انصاری مصحفی معاصر انشاء اللہ خان انشاء کے اردو دیوان کا ایک نامکمل نسخہ ہے۔ دیوان کی ترتیب روایتی انداز میں اردو کے حروف تہجی پر مبنی ہے مصحفی امر چھ ضلع مراد آباد، یوپی کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں پیدا ہو کر ۱۹۷۴ء میں بعمر ۵۰ برس فوت ہو گئے۔ دیوان مصحفی کا موجودہ نسخہ ردیف الف (نامکمل) سے ردیف داؤد تک ہے۔

مضمون شعر و ادب (غرلیات) زبان اردو، مصنف غلام احمد انصاری مصحفی امر چھوی، زمانہ تالیف اٹھارہویں صدی کا اخیر اور انیسویں صدی عیسوی کا آغاز، ناقل و کاتب نامعلوم،

البتہ مخطوط کے اختتام پر لالہ رشتائی

سے ایک نوٹ درج ہے جس سے معلوم

ہوتا ہے کہ مخطوط مذکورہ مصحفی کی

عمر میں لکھنؤ میں نقل ہوا، اور

وہیں کی یادگار ہے۔ خط نستعلیق

جعد ۱، کاغذ اکبر آبادی، فولیو ۹۶

مسطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۸، ۱۱، ۸

۲۱ سنی میٹر۔

آغاز :

شیرینی آرام سی میخانہ میں میری

کہ تکیہ تھا تلی سر کی میری شربت خرم کا

نہیں کہا دوق شام کو رنگ بون
زمان موسم ہمارے امک میز
آن شہل گنیمت کی نیک غامین
ہر کس رسیدہ تیرم سکنت
براکندہ قوت نکی لہو کی ریشہ
مانند انشی کہ وہ جنگ میز

راہم فندہ باد میں تنک میز
کر کویش کی خندہ مکن سک میز
با آنکرا ز شکر خوش زحمت
آن کج مجنوں در جنگ میز
وز دان کلاں شہب میں کشتہ
ہر روز راہم آن خوش بک میز
کرماء ہر دیو فی لفظ منت شود
چرخ آستار ہر سراو سک میز
از غفلت لب لبال کلاں خوش
مستقیم عام او بی لک میز
وز لعل کشن نوکدہ استار
ہر حلقہ کست در جنگ میز
تا قوس چو نالہ سر کی کر کشتہ
قندیل کی کینہ بر ہنگ میز
دیو از ترا طبع مال و ماہ نیست
دست لعل امین سک میز
باصافہ نکی تر کلاں سک میز
بر خاک تیر آمینہ مانہ سک میز

صاحب کی کہانہ لکنت علی
برای محمولہ ہر جنگ میز

انجام : اپنی جگہ میں شب او نہیں کرنی نصیحتیں سنکی یہ نازسی کہا ۰۰۰۰۰۰

173.

324

دیوان مفید بلخی

مفید بلخی کی فارسی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ دیوان کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہے مفید بلخی کے حالات زندگی دریافت نہ ہو سکے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شخص مذکور بارہویں صدی ہجری (اٹھارویں صدی عیسوی) کے وسط کا فارسی شاعر تھا۔ اس موقع پر ہندوستان میں اُس کی چھٹی شہرت تھی۔ اور غالباً ہندوستان آیا تھا۔

مضمون ادب و شعر (غزلیات) زبان فارسی، شاعر مفید بلخی، زمانہ تالیف بارہویں صدی ہجری (اٹھارویں صدی عیسوی) کا وسط بعد محمد شاہ بادشاہ غازی، ناقل و کاتب دولت رائے، مقام نقل بلدہ لکھنؤ، تاریخ نقل پنجم شہر شعبان ۱۲۲۰ھ محمد شاہی مطابق ۱۱۵۴ھ ہجری (پیر، ۵ اکتوبر ۱۷۳۷ء)، مخطوط آغاز کے ورق پر کسی شخص سید مہدی علی خاں کی مہر کا حامل ہے جو غالباً اس کا مالک تھا۔ مہر کا سال ۱۱۹۲ھ (۱۷۷۸ء) ہے۔ خط نستعلیق پختہ مایل بہ شکستہ، کاغذ غیر کشمیری، فولیوز ۶۰، سطوری صفحہ ۱۱۔

تقطیع : ۱۸.۲ x ۱۰.۳ سنٹی میٹر۔

آغاز : اے نمون گرفتہ لب لعلت پیالہ ہا

منسوخ در قلم و خط رسالہ ہا

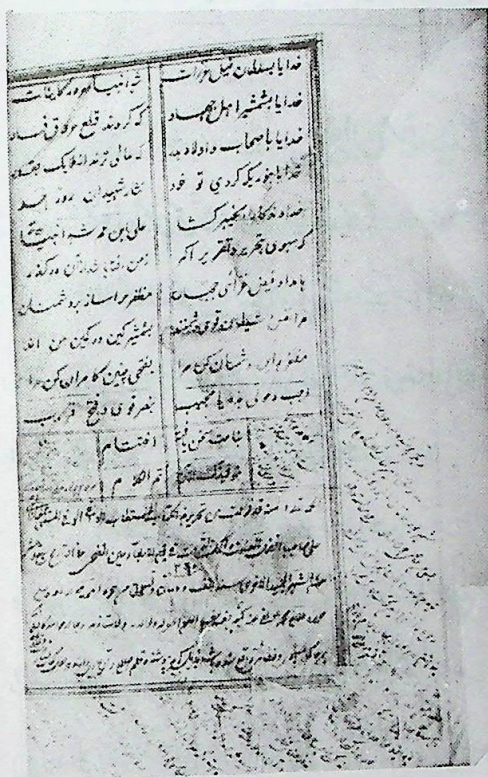
اختتام : حاجت نمود یاری بیگانہ و نوثیسم

قانع چو نہ از پیرفلک باکم و بیشتم

از محرم و بیگانہ مرا ہنج غمی نیست

چوں بند قبا در گرہ از پہلوئے خویشتم

کاتب کا اختتامیہ :



باتمام رسید دیوار غزلیات

مفید بلخی رحمت اللہ علیہ بتاریخ

پنجم شہرتعبان ۲۲ محمد شاہی

مطابق ۱۱۵۲ھ ہنگام بودن بلدہ

لکھنؤ بخط شکستہ نیازمند

دولترائے

متذکرہ صدر عبادت ہنگام

بودن بلدہ لکھنؤ سے یہ مطلب بھی

اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مفید بلخی اس

وقت لکھنؤ میں موجود تھا۔

بہر کیف نسخہ نوادرات سے ہے۔ اور جناب جگموہن لال ایڈویٹھ مائی ٹھکان آکرہ کی

تخویل میں رہ چکا ہے۔

325

271.

دیوان واقف

غزلیات ایک ترجیع بند اور ایک ترکیب بند کا مجموعہ ہے۔ غزلیات کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے، اور فولیو اول سے فولیو ۸۲ تک ممتد ہے۔ ترجیع بند فولیو ۸۲ کے وسط سے شروع ہو کر فولیو ۱۹۱ تک پھیلا ہوا ہے اور ترکیب بند فولیو ۱۹۱ کے اخیر سے فولیو ۱۹۲ کے اخیر تک ہے۔ واقف کے دیوان کا یہ نسخہ حسن شاہ نقشبندی نے جس کے عنوان کے صفحہ پر بخط

ثبت ہیں۔ ایک روپیہ بمساوی دو روپیہ ضرب خام معرفت حکیم عبد صاحب کسی نامعلوم شخص سے خریدی گئی۔ تاریخ خرید ۵ ماہ شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ (پیر، ۲۹ اپریل ۱۸۸۴ء) تھی۔

مضمون: دیوان اشعار، زبان فارسی، شاعر نور العین واقف لاہوری، زمانہ تالیف اٹھارویں صدی عیسوی کا آغاز، کاتب و تاریخ کتب غیر مندرج، خط نستعلیق معمولی اشعار دو کالموں میں تحریر، لوح کا صفحہ (نصف) پیچہ ہاشمی کی نقاشی کیا ہوا، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۹۲، سطوری صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۳ x ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: امی بہرزم شوق تو نالان بہر سوزا زھا
رفتنہ در ہر گوشہ زان سازھا آوازھا
اختتام: تو بامیخوار کاں انباز بودی تو مفتون اداؤ ناز بودی
تو مجنون اداؤ ناز بودی تو واقف رند و شاہ باز بودی
ترا من پارادانتہ بودم

کاتب کا اختتامیہ: تمت بالخیرو برکت، تمت الکتب بعون الملک الوہاب۔
دیوان واقف لاہوری کے متعدد قلمی نسخے جن میں ایک انتہائی خوش خط ہے، محکمہ تحقیق و اشاعت (ریسرچ اینڈ پبلیکیشن ڈیپارٹمنٹ) حکومت جموں و کشمیر واقع کشمیر یونیورسٹی اقبال لائبریری حضرت بل مرینگر کشمیر میں محفوظ ہیں۔ دیوان واقف لاہوری اب تک غیر مطبوعہ ہے۔ ایک اور بہت خوش خط نسخہ محکمہ آرکائیوز مرینگر کے کتب خانے میں موجود ہے۔

ساتی نامہ

شراب، ساتی، مطرب اور رقاصوں کے متعلق ظہوری کی منظوم مثنوی ہے۔ یہ اس نے قیام

دکن کے دوران لکھی ہے، جب اُس کا تعلق ابراہیم عادل شاہ دہلی دکن کے دربار سے تھا۔ ظہوری کی پیدائش اور وفات کے لئے ملاحظہ ہو "نورس" مخطوط نمبر ۱۳۱۔ ساقی نامہ فارسی میں پہلی کتاب ہے جو مختلف عنوانات کے ساتھ تفصیل سے لکھی گئی ہے۔ اس کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

در تعریف شراب نوشی، در تعریف بہار، خطاب با زاہد، تعریف میخانہ، تعریف اہل میخانہ، تعریف می فروش، تعریف ساقی، تعریف شراب، خطاب بہ ساقی، در مذمت روزگار، در مذمت اہل روزگار، خطاب بہ ساقی، در تعریف دل، خطاب بہ ناصح، در تعریف عشق، در بیان شام، خطاب بہ مطرب، غزل، خطاب بہ ساقی، غزل، اس کے بعد سے رکاب ٹوٹی ہے یعنی چند صفحات غائب ہیں، در تعریف تیغ، در تعریف بزم پادشاہ، تعریف پان، تعریف مطربان، تعریف رقاصان، تعریف اہل مجلس، تعریف شب و شمع و چراغ،

مضمون شعرو سخن، مثنوی جس کا تعلق گیارھویں صدی ہجری کے دکنی سماج سے ہے، زبان فارسی، شاعر ظہوری زرشیری مثنوی ۲۶ھ (۱۶۱۶/۱۷ء) زمانہ تصنیف گیارھویں صدی ہجری (سولھویں اور سترھویں صدی عیسوی)، ناقل و سال نقل ندارد، اول، آخر اور ورق ۳۰ کے بعد نامکمل، اول سے آخر تک محشّی، خط نستعلیق متوسط، کاغذ کشمیری، اوراق ۴۱، (صفحات ۸۲)، سطور فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۲۵ x ۱۶ سنٹی میٹر۔

مخطوط کا آغاز: زخم خانہ فیض ہر بامداد
مختوم کا آخری شعر:

بر آرد سہا چرخ آئینہ فام ز جرمی کہ در نیمہ گردد تمام

ساقی نامہ ظہوری ہندوستان میں فارسی تعلیم کے سلسلہ میں داخل درسیات (نصاب)

رہ چکا ہے، اس کے قلمی اور مطبوعہ دونوں صورتوں میں اس کے نسخے دستیاب ہیں۔

ساقی نامہ

شراب اور اُس کے لوازمات یعنی میخانہ، ساغر و صراحی اور خُم وغیرہ کی تعریف میں چودہ ہزار ابیات کی منظوم مثنوی ہے مصنف نے یہ ساقی نامہ برہان الملک شاہ دکن کے ایما سے لکھا تھا، چنانچہ اس سلسلے میں ساقی نامہ کے ضمن میں شاہ برہان الملک کی تعریف میں (فولیو ۳۷-۵۶) ایک طویل مثنوی اور اُس کے فوراً بعد ہی ”بزم بادشاہ“ کی صفت میں بیس اشعار کی ایک نظم ہے۔ ساقی نامہ سے شاعر کے معاصر ہندوستانی سماج پر کافی روشنی پڑتی ہے، مثلاً پان کی تعریف بطور اور کوئوں کا بزم میں آنا، رقص اور جھانجھنوں کی آواز کا سربلاپن وغیرہ۔

مضمون شعر و ادب، پیرایہ بیان نظم (مثنوی)، زبان پارسی، شاعر ظہوری ترشیزی یا تربت خراسانی، زمانہ تصنیف گیارھویں صدی، ہجری (سترھویں صدی عیسوی) کاتب کا نام جان بوجھ کر مٹا دیا گیا ہے۔ تاریخ کتابت ۱۵ شہر شعبان المعظم سنہ کیڑوں کی نذر ہو چکی ہے خط نستعلیق عمدہ خوشخطی کی جہاد کے مابین تحریر، صفحہ اول پر اس کے کسی سابق مالک برج ناٹھ کی بحروف انگریزی مہر کاغذ کشمیری، فولیوز ۲۲۸، سطور فی صفحہ ۲۵، تقطیع: ۹ x ۱۸ سنٹی میٹر۔

آغاز: شنایا ہمہ ایزد پاک را شریادہ طارم تاک را

اختتام: کہ گردد تمام چودہ آخر نامہ زود السلام

کاتب کا اختتامیہ: تمت الکتاب بعون الملک الوہاب حسب الامر نسخہ

ساقی نامہ پنجم شہر شعبان المعظم بوقت عصر معاف فرمایند۔

الہی ہر آنکس کہ این خط نوشت

عفو کن گناہش عطا کن بہشت

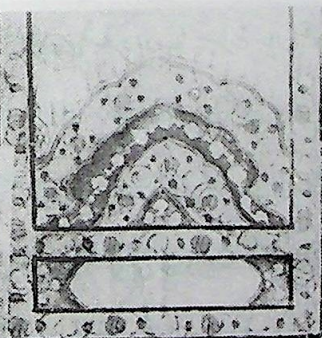
سی غزلی

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی تیس غزلیات کا مجموعہ ہے۔ ماسوائے ضاد کے تمام حروف میں ایک ایک غزل منظوم کی گئی ہے۔ جلد ساز کے سہو سے ترتیب میں کافی بے ترتیبی ہے۔ موجودہ سی غزلی کے مخطوطے کی ردیف و ترتیب یوں ہے :

ردیف الف ، ب ، پ ، ت ، ث ، ج ، ح ، خ ، د ، ذ ، ردیف ع کے چار اشعار غ
ظ ، ردیف ع کے چار اشعار ، ردیف ص کے دو اشعار ، ردیف ط ، ردیف ض کے چھ ابیات غزل
دوم در ردیف ضاد ، ردیف ش (مقطع) کا ایک شعر ، ردیف ضاد کے دو شعر ، ردیف

س ، ش ، ردیف ز ، ث ، ردیف س کا
ایک شعر ، ردیف ذ کے دو شعر ، ردیف ر
ردیف ز کے تین شعر ، ردیف ف ، ق ،
کاف ، کا ف فارسی (گ) 'ل' ، 'م' ، 'ن' و
ہ ، لا اور ی ۔

مضمون شعر و شاعری (غزلیات
یاسی غزلی) زبان فارسی ، شاعر عبدالباق
شاین کشمیری ، امام مسجد موضع دچھنہ
پرگنہ کھوپرنامہ زمانہ تالیف بارھویں
صدی ہجری (اٹھارویں صدی عیسوی)
کا ربیع آخر مصنف کا خود نوشت



Handwritten text in Urdu script, likely a library stamp or a note related to the book's provenance. The text is written in a cursive style and is partially obscured by the decorative frame.

تاریخ تحریر ۱۶ صفر ۱۱۴۲ھ ہجری (سینچر ۲۴ ستمبر ۱۷۲۹ء) شاعر نے انیسویں اپنی تحریر کے مطابق سہیلی کا یہ نسخہ خواجہ محمد رضا بانگی ساکن کادی کدل کے لئے لکھا ہے، خط نستعلیق، کاغذ سی کشمیری، فولیو ۱۲، ابیات فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۰.۵ x ۱۴.۶ سنٹی میٹر۔

ابتداء: ای سنگدل زحالم غافل مشو خدا را تو شاہ ملک حسنی رحمی بکن گدارا
اختتام: یارب از انعام عامت دہ بشایق شہرہ
لطف خاصیت آمدہ حاجت روائی زندگی

مصنف کا جو خود کاتب بھی ہے، اختتامیہ:

تمت بمنہ و کمال کر مہ ۱۶ صفر ۱۱۴۲ھ ہجری راقمہ ناظمہ۔ این سی غزل برای خواجہ محمد رضا بانگی ساکن کادی کدل۔

شایق کی سی غزلی کا یہ نسخہ غیر مطبوع ہونے کے ساتھ نادر و نایاب ہے۔

309₁

329

سی غزلہ

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق ہر ردیف میں ایک غزل کا حامل سی غزلہ ہے۔ نام کے اعتبار سے چاہیے تھا کہ یہ مجموعہ تیس غزلیات پر مشتمل ہوتا، لیکن موجودہ مجموعہ صرف ۲۶ غزلیات کا حامل ہے۔ ردیف ۸ اور ۱ کی غزلیات قلم انداز کردی گئی ہیں۔ یہ سی غزلہ رسول محمد جیو کی فرمائش پر لکھا گیا ہے۔ ردیف کی ہر غزل کا ہر شعر جس حرف سے شروع ہے، اسی پر ختم ہے۔

مضمون شعر و ادب (غزلیات) زبان فارسی، شاعر امیرا، زمانہ تالیف نامعلوم، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۰، سطور فی صفحہ ۹،

تقطیع: ۱۲.۶ x ۲۱.۸ سنٹی میٹر۔

ابتداء: ایدل محزون شدہ جور و جفا گرچہ دیدی عمر خود زان بے وفا
اختتام: وضو از خون دل کردہ چو منصور امیر انوش سخن بردار من شو
کاتب کا اختتامیہ: بفرمایش رسول محمد حبیبی غزل کردہ امیر خان

309

330

سی غزلہ

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی مکمل تیس غزلیات کا مجموعہ ہے۔ ہر ردیف میں ایک غزل ہے۔ اس کا مقصد بیت بازی میں جو گذشتہ زمانے میں بجائے شاعروں کے شعراء کا محبوب مشغلہ تھا، مدد پہنچانا تھا۔ ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اس صورت میں ادبی ذوق کی تربیت کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ اشعار حافظ میں محفوظ رکھے جاسکیں۔ سی غزلوں سے قدیم زمانہ کی ادبی روایت پر بھی خاصی روشنی پڑتی ہے۔ اور دیوان کی ترتیب کا مختصر طریقہ ہے۔

مضمون شعر و ادب (غزلیات) 'زبان فارسی' شاعر محمود، زمانہ: تدوین نامعلوم،
کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۳، سطور فی صفحہ ۱۱،
تقطیع: ۱۲½ x ۸ دہائی سنٹی میٹر۔

ابتداء: اسے داغ بردل از غم خال تو لالہ را

شرمندہ ساخت آہوئے چشمت غزالہ را

اختتام: یافتہ محمود بردر آں آں دوشاہ این گہرا ہم دراں دربار بودی کا شکے
محمود کے سی غزلہ کی استثنائی خصوصیت یہ ہے کہ جس حرف سے ردیف کی غزل کا ہر شعر شروع کیا گیا ہے، اسی حرف پر اس شعر کا اختتام ہے جس سے بیت بازی میں مقابلے کے جذبے کو تقویت ملتی ہے۔ محمود کے سی غزلہ کی متعدد نقول حکومت جنوں و کشمیر محکمہ تحقیقات اشاعت سرنگر

کشمیری قلمی لائبریری میں محفوظ ہیں۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

نشل پُرب، سونیک پُرب، استری پُرب موصوّر

ہندوؤں کا ضخیم رزمیہ مہابھارت اٹھارہ پُربوں (ابواب) پر مشتمل ہے، یہ مخطوط اُس کے نویں دسویں اور گیارھویں فن کے چند اور ان ہیں۔ مہابھارت کا نواں فن نشل پُرب، دسواں سونیک پُرب اور گیارھویں استری پُرب کہلاتا ہے۔ نشل پُرب جو ورق ۲، ورق ۵، ورق ۷، ورق ۱۰، ورق ۱۲، ۲۱ کے بعد نامکمل ہے۔ صفحہ دوم پر دو بہادر گھوڑ سواروں کی قلمی تصویر ہے، جو جنگ میں ایک دوسرے کے بالمقابل کھڑے ہیں۔ اس پُرب میں مہابھارت کی اٹھارہ دن کی لڑائی میں سے اسی آخری دن کی لڑائی کا مذکور ہے۔ اس میں کرن دوروز کی متواتر جنگ کے بعد ہلاک ہوا تھا۔ استری پُرب میں راجہ یدیشتر کی بے ہوشی کی حالت اور اس پر عورتوں کی گریہ و زاری کا حال درج ہے۔ یہ کینیت مخطوط کی دوسری تصویر میں بیان کی گئی ہے۔

مضمون رزم کو روؤں اور پانڈوؤں کی لڑائی کا بیان ہے، زبان فارسی مترجمہ از سنسکرت، اصل کا مصنف شری دیاس جی، زمانہ تصنیف نامعلوم، غالباً پانچ ہزار سال قبل، مترجم بڑا زبان فارسی ابوالفضل، زمانہ ترجمہ سولہویں صدی عیسوی کا وسط، کاتب و ناقل نامعلوم، لیکن قرین سے کوئی کشمیری پنڈت، خط نستعلیق متوسط، صفحہ دوم از نشل پُرب و صفحہ دوم از استری پُرب موصوّر، انیسویں صدی عیسوی کے وسط کی تحریر، دونوں پُربوں کے لوح پیپر ماشی کی نقاشی کے حامل، فولیوز ۲۹، کاغذ کشمیری، سطور فی صفحہ ۲۱، تقطیع ۱۶ x ۳۱ سنٹی میٹر۔

آغاز: فن نہم کہ آزا نشل پُرب کو میند در بیان احوال جنگ روز ہر دہم و ہزار شدن

شل و جنگ کردن او۔

اختتام : شری کرشن گفت من پیشتر ازان، نما کردہ ام کہ جگت لنج جی زن ایمن رہا پسری
دید کہ شصت سال پادشاہی تمام عالم۔

انیسویں صدی کے کشمیری قلم کی مصوری کا نمونہ جو اپنے عروج سے بہت رگڑ گئی تھی لیکن
پھر بھی زندہ تھی۔

179.

332

غزلیات آشنا

مینڈولال زار (۶) کے شگرد آشنا کی اردو غزلیات کا مجموعہ ہے۔ غزلیات آشنا
کا یہ مجموعہ صرف ردیف رتیمک ہے اور اس لحاظ سے یہ مجموعہ ناقص ہے۔ غزلیات کی ردیف وار
فہرست حسب ذیل ہے :

- ۱۔ غزلیات ردیف الف ص ص ۲۱-۲۰۔
- ۲۔ غزلیات ردیف ب ص ص ۲۲-۲۱۔
- ۳۔ غزلیات ردیف پ ص ص (۲۵-۲۲)۔
- ۴۔ غزلیات ردیف ت ص ص ۳۰-۲۴۔
- ۵۔ ردیف ٹ (۲۱ و ۳۰) اس ردیف میں صرف ایک غزل ہے۔
- ۶۔ غزلیات ردیف ث (۳۳-۳۱)۔
- ۷۔ ردیف ج ص ۳۳ (صرف ایک غزل)۔
- ۸۔ ردیف ح ص ۲۴ (صرف ایک غزل)۔
- ۹۔ ردیف خ ص ص ۳۵ و ۳۴ دو غزلیات۔

بنایا، اور شاعر نے مطبع کی بنیاد ڈالی ہے۔ ابتداء میں دیوان اطمعہ کی تعداد ایک ہزار ابیات تھی۔ لیکن بعض ہندوؤں کے اصرار پر کچھ طوی کی تعریف بھی شامل کر لی گئی ہے۔ اس وقت شاعری اپنے مدرسہ میں تدریس اطمعہ میں مشغول تھا۔

مضمون شعر و سخن (کھانور کی تعریف میں) 'زبان فارسی' شاعر بسحاق اطمعہ شیرازی متوفی ۸۲۴ھ (۱۴۲۲/۱۴۲۳ء) کاتب و تاریخ کتابت بوجہ ناقص الانیر ہونے کے نامعلوم، تاہم تین سو برس قدیم نسخہ، خط نستعلیق باریک، اول و آخر سے ناقص، کاغذ غیر کشمیری، اوراق ۹ (صفحات ۱۸)، سطور فی صفحہ ۲۱، تقطیع ۵ × ۱۰ د ۵، اسنٹی میٹر

آغاز: ایں شیلان در دیدہ سیلان آور دند بیت

بجز خوان دیوان پُر نعمتم کہ دیدہ است خان نعیم بہشت
کہ ہر گرسنہ آرزوی کہ داشت اذان سیر خورد و بد انسان گذشت
اختتام:

دعائیں قبول آمد اذ آب ردی دگر باز گشت آب قندش بجوی
مزعفر شد و تاج بر سر نہاد اساس حکومت چہ در خور نہاد
کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

کلام سید محمد امین اویسی منطقی

یہ مختصر مجموعہ، کلام حسب ذیل تین حصوں پر مشتمل ہے:

۱۔ ترکیب بند، صفحات

۲۔ غزلیات صفحہ ۸ و ۹۔

مضمون شعر و سخن، زبان فارسی، شاعر سید محمد امین دبیس منطقی متوفی ۸۸۹ ہجری
 ۱۲۸۴ء "شہید کشمیر" تاریخ ہے۔ کاتب میر احمد شاہ، تاریخ کتبت، جمید الاول ۱۰۰۰ ہجری
 (۱۶۹۶/۱۶۹۵ء)، تاہم یہ تاریخ کتبت مشکوک ہے اور قراین سے اتنا قدیم نسخہ معلوم نہیں ہوتا
 خط تعلیق عمدہ و صاف، کاغذ دیسی (کشمیری)، صفحات ۹، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۳،
 تقطیع: ۱۱ x ۵، اسٹی میٹر۔

شروع: آزمودم جہان و اہل جہان آچہ ہستند آشکار و نہان
 خاتمہ: رباعی:

منم آن رند جہان گرد مسیحی نفسی کہ من این ہر دو جہاں را شمارم بخشی
 اگر از عشق تو ام سر برد گو برود کہ من این سر نہاں تو نگویم بکسی

کاتب کا اختتامیہ: میر احمد شاہ، جمید الاول ۱۰۰۰ ہجری۔

(نوٹ): مخطوط میں اگرچہ ناقل کا نام درست ہے، مگر تاریخ کتبت مشکوک ہے کیونکہ
 ظاہری شکل و صورت سے مخطوط اور اس کی تحریر اتنی قدیم نہیں ہے جتنی مذکور ہے۔ اسلئے تاریخ
 نقل بہت حد تک جعلی ہے۔

گلیات اشرف

ملا محمد سعید اشرف مازندرانی کا دیوان فارسی ہے۔ ملا محمد سعید محمد صالح
 مازندرانی کا فرزند تھا۔ باپ کے سایے سے محروم ہونے پر اور بنگ زیب کے عہد میں خلافت طبعیت
 ہندوستان آیا۔ یہاں آکر زیب النساء بیگم دختر اور بنگ زیب عالمگیر کی سرکار سے متعلق ہو گیا

اور اُس کی شان میں اعلیٰ درجے کے قصائد لکھے۔

کلیات اشرف حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے:

۱۔ غزلیات (مبنی بحروف تہجی) از ورق ۱ تا ورق ۵۰۔

۲۔ قصاید ورق ۵۱ سے ورق ۶۲ (ب) تک۔

۳۔ ترکیب بند اشرف ورق ۶۲ (ب) سے ورق ۶۵ تک۔

۴۔ مرثیہ مثلاً محمد تقی مجلسی ورق ۶۵ سے ورق ۶۷ تک۔

۵۔ قصاید (اوراق ۶۷ تا ورق ۷۲)

۶۔ متفرقات (۷۳ - ۷۸)

۷۔ ساقی نامہ (۷۸ - ۹۵)

۸۔ مشنویات (۹۵ - ۱۱۶)

۹۔ تعریفِ جشن (۱۱۶ - ۱۲۳)

۱۰۔ غزلیات و ابیات (۱۲۵ - ۱۶۵)

مضمون شعرو سخن، زبان فارسی، نام شاعر سعیدائے اشرف مازندرانی، زمانہ تصنیف

سترھویں صدی عیسوی کا نصف آخر، نام ناقل نامعلوم، تاریخ کتابت یا نقل ۱۵ ماہ صفر

۱۱۵۶ ہجری = ۲۹ مارچ بدھ ۱۴۴۳ء، تعداد اوراق ۱۶۵، تقطیع ۱۰ x ۷.۵، سنٹی میٹر

سطور فی صفحہ ۱۸، کاغذ کشمیری، خط نستعلیق مایل بہ شکستہ۔ دیوان اشرف کی خاص بات

یہ ہے کہ ہندوستان اور کشمیر کے متعلق اچھے خاصے حوالے رکھتا ہے۔

آغاز: جز نبی و ولی بحق راہ مدان خدائے را

از در معرفت در آں عالم کبریا ئے را

خاتمہ : چشم سیدہ توروز من کرد سیاہ روز سیدہ خویش بشب می آرام
تاریخ اور کاتب کا اختتامیہ غیر مذکور۔

125.

336

دیوان حافظ

شمس الدین محمد معروف بہ خواجہ حافظ شیرازی کا دیوان ہے۔ خواجہ حافظ ۷۲۰ھ مطابق
۱۳۲۰ء میں پیدا ہوئے، اور ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء) میں شیراز میں وفات پائے۔ بمقام مُصلیٰ جو شہر
کے باہر دروازہ کے قریب ہے، دفن ہوئے۔ تاریخ وفات "خاک مُصلیٰ" سے نکلتی ہے۔ حافظ چونکہ تدریس
قرآن، کشف پر حاشیہ لکھنے اور مفتاح و مطالع کی تعلیم میں مصروف رہے، اس لئے دیوان جمع نہ کر
سکے۔ اُن کی وفات کے بعد سیدہ قاسم انوار اور قوام الدین نے جمع کیا، اور بقول بعض محمد گل اندام
نے جو خواجہ کا ہم درس تھا۔ دیوان جمع کیا۔ موجودہ مخطوط اسی محمد گل اندام کی تدریس ہے۔ مخطوط کی
کُل غزلیات کی تعداد ۶۴۵ ہے۔ شروع میں ۹ صفحات کا محمد گل اندام کا مقدمہ ہے، لیکن ابتدائی
ورق ناپید ہے۔ بعد ازاں حروف تہجی کے اعتبار سے مجموعہ غزلیات، پھر رباعیات و قصاید
اور مخمس و تاریخ نامے وفات ہیں۔

مضمون شعر و سخن، زبان فارسی، پیرایہ بیان نظم، مصنف خواجہ حافظ شیرازی، مؤلف
محمد گل اندام، وقت تدریس چودھویں صدی عیسوی، کاتب و ناقل میرالعل پنڈت جوشی،
تاریخ نقل پنجم ذی قعدہ ۱۲۱۵ھ = جمعہ ۲۰ مارچ ۱۸۰۱ء بمقام دہلی، خط نستعلیق اُستاد،
جداول کے مابین تحریر، آغاز غزلیات کا نصف صفحہ سنہرا منقش، کاغذ کشمیری، فولیو ۳۳، سطو
فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۰ x ۱۵ ۱/۲ انسٹی میٹر، ناقص الابداء، اوّل سے آخر تک کاغذ کے پُر زوں
سے مرمت شدہ۔

آغاز مقدمہ: مستغرق درود و ثنا بادروج شان تار و زار فروغ بود شمع را ضیا

آغاز دیوان: الایا ایٹھا الساقی ادرکاسا و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکل ہا

اختتام: شرابم دہ و روئے دولت بسیں خرابم کن و گنج حکمت بسیں

ناقل کا اختتامیہ:

میں نے سوچا کہ یہ کلام مجھ پر اتنا ہی
خواجه حافظ در عہد فلک مہد مجاہد انجم
سپاہ شاہ عالم بادشاہ خلد اللہ ادام
سلطنت در ۳۳ جلوسی مطابق
۱۲۱۵ ہجری در دار الخلافہ شاہجہان
آباد حرمہ اللہ عن الآفات والبلیات
مخطوط ناقص بندہ میچھان خاک
قدوم اوستادان ہیر العل پندت
جوشی پنجم ذی قعدہ صورت اتمام و
اختتام پذیرفت از سہو و خطا امید
عفو و عطا است والسلام۔

بمجد اللہ کہ این کلام مجھ پر اتنا ہی

خواجه حافظ در عہد فلک مہد مجاہد انجم

سپاہ شاہ عالم بادشاہ خلد اللہ ادام

سلطنت در ۳۳ جلوسی مطابق

۱۲۱۵ ہجری در دار الخلافہ شاہجہان

آباد حرمہ اللہ عن الآفات والبلیات

مخطوط ناقص بندہ میچھان خاک

قدوم اوستادان ہیر العل پندت

جوشی پنجم ذی قعدہ صورت اتمام و

اختتام پذیرفت از سہو و خطا امید

عفو و عطا است والسلام۔

نوشۂ عائد سید بر سفید نویسنده را نیست فردا امید

مخطوط کی قابل ذکر خصوصیت اس کی اعلیٰ خوش نویسی اور تہذیب کاری

(سنہری نقاشی) اور یہ کہ شاہ عالم کے دور میں لکھا گیا ہے۔

دیوان حافظ

خواجہ حافظ شیرازی کی غزلیات ہشتویات، رباعیات و مخمسات کا ایک نہایت ہی قدیم نسخہ ہے۔ خواجہ حافظ شیرازی جن کا اصلی نام شمس الدین محمد تھا، ایران کے مردم خیر شہر شیراز میں پیدا ہوئے تھے۔ سال ولادت ۷۲۰، ہجری اور سال وفات ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء) ہے۔ خواجہ حافظ اہل کشمیر کی سیاح آنکھوں کے شیدائی تھے، جیسا کہ دیوان (ورق ۲۱۰) کے اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے :

بشعر حافظ شیرازی رقصند و می گویند

سیہ چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی

پیش نظر مخطوط کی ترتیب مضامین یوں ہے :

۱۔ مقدمہ فارسی از محمد گل اندام مؤلف دیوان خواجہ حافظ (ابتدائی ۱۸ صفحات)۔

۲۔ غزلیات (صفحہ ۲۰ سے صفحہ ۴۲۸ تک)

۳۔ ہشتوی (ص ۴۲۸ - ۴۳۰)

۴۔ ساقی نامہ (ص ۴۳۱ سے ۴۴۲ تک)

۵۔ ترکیب بند (ص ۴۴۲ سے ۴۴۹ تک)

۶۔ مخمس (ص ۴۴۹ سے صفحہ ۴۵۲ تک)

۷۔ مسدس در شان شاہ سلطان خراسان (امام علی رضاؑ) ص ۴۵۲ سے

ص ۴۵۶ تک۔

۸۔ قصائد (ص ۴۵۶ سے ۴۶۹ تک)۔

۴. تاریخ ہائے وفات ص ۲۶۹ سے ص ۲۸۹ تک۔

۱۰. رباعیات ص ۲۹۰ سے ۵۰۴ تک۔

۱۱. مضمون شعر و ادب، زبان فارسی، مصنف خواجہ شمس الدین محمد حافظ، تالیف کنندہ

محمد گل اندام ہمدردس خواجہ حافظ شیرازی، زمانہ تالیف چودھویں صدی عیسوی، کاتب و تاریخ
کتبت نامعلوم، البتہ خط کے پیش نظر تقریباً ساطھے تین سو برس پرانی نقل، خط نستعلیق

باریک استادانہ، جداول کے

مابین تحریر، کاغذ غیر کشیدی

کاتب اور تاریخ کتبت دانستہ

اخیر پرمٹادی گئی ہے،

تعداد صفحات ۵۰۴، تعداد

سطور فی صفحہ ۱۳،

تقطیع: $10 \frac{1}{4} \times 13$ سنٹی میٹر

ابتداء، حمد بیحد و

ثناء بے عدد و سپاس بے قیاس

مرحضرت خد اوذیرا کہ جلالت

عظمتہ و تمت کلمتہ۔

اختتام:

کہ شمع بود از نور تجلی

بجو تاریخش از خاک مصلیٰ

۷۹۱ھ

چراغ اہل معنی خواجہ حافظ

چو در خاک مصلیٰ ساخت منزل

دیوان حافظ

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ اس کی دیگر نقول زیر اندراج عبارت
 ۱۲۵، ۱۲۳، ۱۶۰، ۱۶۸، ۱۶۲، ۲۱۰ ہیں۔ مخطوط کی پہلی غزل نہایت جدید اور بعد کے قلم سے
 تحریر کی گئی ہے۔ دوسرے پانچ صفحات کی غزلیات نہایت قدیم یعنی دسویں صدی ہجری (۱۶ویں
 صدی عیسوی) اور بقیہ تمام غزلیات بارھویں صدی ہجری (۱۸ویں صدی عیسوی) کی تحریر ہیں۔
 مخطوط کے اخیر: بر میر محمد نامی ۱۲۲۵ھ ہجری (۱۸۲۹ء) کسی شخص کی مخطوط نسخہ دو مہر ہیں۔
 مضمون شعر و سخن (دیوان) 'زبان فارسی' شاعر خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی متوفی
 ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء) 'ناقل و تاریخ نقل غیر مذکور' خط نستعلیق نفی، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو
 ۱۸۰، ابیات فی صفحہ ۱۲۔

دیوان حافظ کے ساتھ اخیر پر ملحق حسب ذیل مخطوطات ہیں۔

- ۱۔ تحفۃ النصائح منظوم فارسی بطور قصیدہ، مصنف یوسف مصطفیٰ نے یہ منظوم رسالہ اپنے
 فرزند ابوالفتح رکن کے لئے لکھا ہے تحفۃ النصائح حسب ذیل چھ ابواب پر مشتمل ہے:
 توحید، احکام ایمان، کور و سوال، علم و فضل، وضو و قضائے حاجات اور فرائض نماز۔
 کاتب و ناقل نامعلوم، خط و کاغذ متذکرہ صدر، صفحات
- ۲۔ ذکر اولاد منظوم فارسی۔ یہ رسالہ اصحاب ثلاثہ یعنی عمر، عثمان اور علی رضوان
 اللہ علیہم کی شان میں ہے۔ مصنف نامعلوم، تاریخ نظم ۹۶۲ھ (۱۵۵۵/۱۵۵۴ء) فقرہ ذکر
 اولاد تاریخ ہے۔

تقطیع: ۸، ۹ x ۱۳، ۶ سنٹی میٹر۔

شروع: الایا ایھا الساقی ادر کاساً وناولھا

کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها

ختم: چو شد بر ذکر اولاد افتامش بود تاریخ ختمش " ذکر اولاد "

اخیر پر کاتب کی جگہ پر میر محمد نامی تاریخ ۱۲۴۵ھ کی مہر ہے۔ اغلب ہے کہ یہی شخص

مخطوط کا کاتب ہونے کے ساتھ مالک بھی رہا ہے۔

172.

399

دیوان حافظ

خواجہ شمس الدین محمد متخلص بہ حافظ کے دیوان کا ایک اور قدیم نسخہ ہے۔ یہ نسخہ

غزلیات حافظ اور ایک ناقص الاثیر

مشنوی پر مشتمل ہے۔ نسخہ "مذکور علی

ولی خان فدوی محمد شاہ بادشاہ غازی

کی ملکیت میں رہ چکا ہے جس کی ورق

اول پر ایک نہایت صاف اور خوشخط

مہر ہے۔ مہر کی تاریخ ۱۱۴۴ھ مطابق

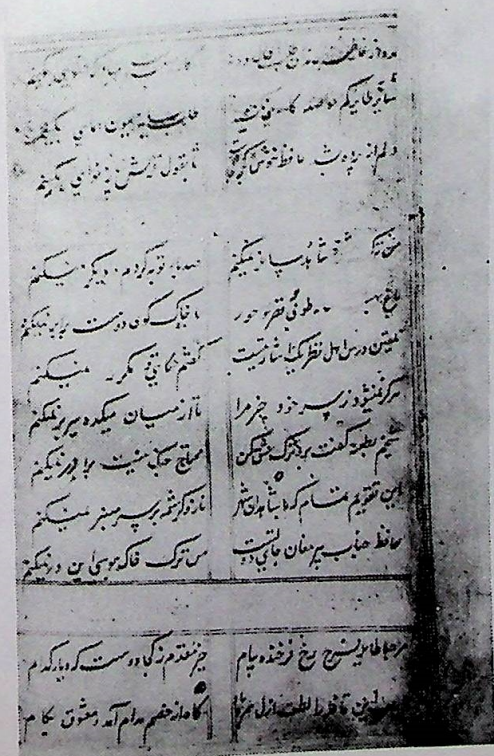
۱۷۳۱ء (۱۲۵۱/۳۲) جلوس محمد شاہی

ہے۔ عام مخطوطات کی طرح زیر بحث

دیوان حافظ کی ترتیب بھی ملحوظ

حروف پہنچی ہے۔ اخیر پر ایک ناقص الآخر

مشنوی ہے۔ اگرچہ سال کتابت و نقل



بوج ناقص الاخیر ہونے کے دستیاب نہیں ہے۔ تاہم مہر ۱۲۴ھ کی رو سے کم و بیش تین سو
 برس قدیم کا ہے۔

مضمون شعر و ادب (غزلیات و مثنوی)، مصنف خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی
 زمانہ تصنیف چودھویں صدی عیسوی، ناقل و سائل کتاب نامعلوم، لیکن اغلباً تین سو برس
 قدیم کا۔ خط نستعلیق خفی، لوح پیپر ماشی کی منقش، کاغذ اکبر آبادی، حواشی پر مرتب شدہ
 فولیو ۱۲۸ (الف)، فولیو ۲۹ غائب، سطوری صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۳ × ۲۰ ۱/۴ سنٹی میٹر، خوشخطی
 کی جداول کے مابین تحریر۔

آغاز : الایا ایسھا الساتی ادر کاسا و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول وے افتاد مشکلیا

آخری بیت :

صبر کن حافظ بسختی روز و شب عاقبت روزی بیابی کام را

133.

340

دیوان حافظ

خواجہ شمس الدین محمد معروف بہ خواجہ حافظ شیرازی کے دیوان کا ایک اور نسخہ ہے۔
 ترتیب کے لحاظ سے اس نسخہ کی فہرست مہنامین یوں ہے :

۱۔ حصہ غزلیات بلحاظ حروف تہجی از فولیو ایک تا فولیو ۱۹۲ (الف)۔

۲۔ مثنوی از فولیو ۱۹۲ الف تا فولیو ۱۹۴ ب۔

۳۔ ساقی نامہ از فولیو ۱۹۴ (ب) تا فولیو ۱۹۸ (الف)

مضمون شعر و سخن، زبان فارسی، مصنف خواجہ حافظ شیرازی، زمانہ تدوین چودھویں

صدی عیسوی، ناقل و سال نقل نامعلوم، خط نستعلیق معمولی، پہلا صفحہ محراب نما منقش، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۹۸، اوسط سطور فی صفحہ ۱۳، اخیر سے نامکمل، تقطیع ۱۰×۲۰ سنٹی میٹر۔

آغاز: الایا ایھا الساتی اد کا ساد ناولھا

کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلیا

اخیر کا شعر: تو بنواز عراقم بزود کہ بنمایم از دیدہ ہا زندہ رود

اخیر صفحہ پر لفظ "معنی" کی رکاب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ شعر اس لفظ سے

شروع ہے۔

341

168.

دیوان حافظ

ردیف ت سے ردیف می تک دیوان حافظ کی غزلیات کا مجموعہ شہ اور کرم خوردہ سوراخوں کا حامل، ایک ناقص نسخہ ہے۔ حافظ کے حالات زندگی اس سے قبل کے دیگر مخطوطات میں بطور اختصار ذکر کئے جا چکے ہیں۔

مضمون شعر و ادب، زبان فارسی، غزلیات، مصنف خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی متوفی ۹۱ھ (۱۴۸۹ء) زمانہ تدوین پسند رھویں صدی عیسوی کا آغاز، کاتب و ناقل و تاریخ نقل نامعلوم، تاہم طرز تحریر کے مطابق سولھویں صدی عیسوی کی نقل، جامع مرتب شدہ و کرم خوردہ سوراخوں کے نشانات، خط نستعلیق استادانہ، باریک، خوشخطی کی لکیروں کے مابین تحریر، کاغذ غیر کشمیری، فولیو ۱۲۴، سطور فی صفحہ ۱۴،

تقطیع: $۱۱ \times ۱۹ \frac{۱}{۲}$ سنٹی میٹر۔

ابتداء کا شعر:

مرحبا ای پیکِ مشتاقان بدہ پیغامِ دوست

تا کھ جان از سرِ رغبت فدائے نامِ دوست

آخر کا شعر: ہچو جم جرعہ درکش کر سیر ملکوت

پر تو جامِ جہاں (بقیہ حصہ مرت کے نیچے چلا گیا ہے)

120
1

342

دیوانِ مہسبی

خواجہ حبیب اللہ نوشہری کشمیری کے فارسی منظوم کلام کا مجموعہ ہے۔ خواجہ حبیب اللہ
خواجہ شمس الدین گنائی کے فرزند تھے۔ ۹۶۳ھ (۱۵۵۶ء) میں پیدا ہوئے، اور منگل ۱۹ ذی الحجہ
۱۰۲۷ھ (نومبر ۲۸، ۱۶۱۸ء) کو پانچ آدمیوں کے ہمراہ وہاں سے انتقال کر گئے۔ ترتیبِ دیوانِ مہسبی
حسب ذیل ہے:

۱۔ غزلیات مہسبی بر حروفِ تہجی از ورقِ اول تا ورقِ ۶۱۔

۲۔ رباعیات و تواریخ وفات از ورقِ ۶۱ تا ورقِ ۶۴ (ب)

مضمون شعر و شاعری، زبان فارسی، شاعر خواجہ حبیب اللہ نوشہری، تاریخ تصنیف
سولہویں صدی عیسوی کا نصفِ آخر، نام ناقل و کاتب میر یوسف نوشہری، تاریخ کتابت ۲۹ ماہ
محرم الحرام، روز جمعہ ۲۹ ۱۲۹۳ھ (۲۵ فروری ۱۸۷۶ء)، تخلص لال روشنائی سے، خوش خطی کی جداولوں
کے مابین تحریر، خطِ نستعلیق متوسط، ناقص الابداء، کاغذ کشمیری، تعداد صفحہ ۱۲۲،
سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۳ x ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: ای اسمی تو اعظمی ز اسماء تخم ہمہ نامہائے عظمیٰ

اختتام: حشر تارفت از جہاں بیرون حضرت میر حمزہ والا

طلبیدم چو سال تاریخش یافتم شیخ حمزہ دانا

کاتب کا اختتامیہ : الحمد للہ باتمام رسید دیوان نجیبی بید فقیر الحقیر میر یوسف
نوشہری غفرلہ بت ریح نیست و نہم ماہ محرم الحرام روز جمعہ بحسب التماس محبت نجیر احمد اللہ
میر کاغذ ساز ولہ محمود میر مرحوم در ۱۲۹۳ھ ہزار دودھد و نو دوسہ تحریر یافت۔

حاشیہ کا نوٹ : حضرت شیخ میر حمزہ از خلفایان حضرت جامع الکمالات است قدس سرہ
در موضع کربیر در مقبرہ جد خود حضرت سیدہ حاجی مراد مدفون است۔

120.

343

رسالہ مرآۃ الغیوب

نثر فارسی میں تصوف کا رسالہ ہے مصنف خواجہ حبیب اللہ نوشہری کشمیری ہیں۔
جو سولہویں اور سترہویں صدی کے اہل دل بزرگوں میں سے تھے۔ خواجہ حبیب اللہ نوشہری جامع
الکمالات شیخ یعقوب صرنی کشمیری عرف حضرت ایشاں صاحب متوفی ۱۰۰۳ھ (۱۵۹۵ء) کے
توسط سے سلسلہ ہمدانیہ کرویہ میں بیعت تھے۔ یہ رسالہ اسی سلسلے کا ترجمان ہے۔ رسالہ
مرآۃ الغیوب امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کے دس قاعدوں کا بطور اختصار آٹھ چیزوں میں بیان
ہے۔ یہ آٹھ چیزیں ہیں۔ وحدت، ذکر، وضو، نفی خاطر، ربط قلب، صمت (خاموشی)، تقلیل
اور رضا۔ بعد ازاں یہی رسالہ علیحدہ علیحدہ ان امور کی تشریح و توضیح میں ہے۔ اس کے بعد سات
حجاب بیان ہوئے ہیں جو تاریخ کبرویہ ہمدانیہ کے نزدیک سات طور کہلاتے ہیں۔ (ص ۴۷ سے آخر تک)۔

مضمون تصوف و اخلاق، زبان فارسی، پیرایہ بیان نثر مصنف خواجہ حبیب اللہ
نوشہری۔ تاریخ تصنیف ۱۰۱۲ھ (۱۶۰۳/۱۶۰۴ء) لفظ "غیب" تاریخ ہے، ناقل میر یوسف نوشہری
تاریخ نقل ۱۲۱۴ھ ربیع الثانی ۱۲۹۳ھ (منگل ۹ مئی ۱۸۷۶ء) جداول کے مابین تحریر، صفحہ اول

پیمپہاشی کی نقاشی کا سال خطِ مسیق متوسطہ مکمل ۵ فروری ۲۰ اور ۲۲ کی روسہ
 پھیلی ہوئی، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۲۹، سطوری صفحہ ۱، تقطیع ۱۲ x ۲۲ سند
 ابتداء: اسے از طلبت آمدہ ظاہر طلبم در راہ طلب از تو ترا می طلبم
 گراز تو نباشد طلب اول موجود واصل نشوم مگر برسد جان طلبم
 اختتام پر ناقل کے فارسی بیان کے مطابق احمد الٹ کاغذ ساز کے لئے نقل کیا گیا ہے۔ یہ
 مخطوط بھی دیوانِ شبلی کے ساتھ جو اسی مصنف کا ہے، منوط ہے۔

مخطوط کا اختتام: آراستہ شد چون زمن مسکین ایم
 تاریخ تہ مشہد از "غیب" شمر
 (۱۰۱۲ھ = ۱۶۰۳/۱۶۰۴ء)

120.

344

آداب معرفت

رسالہ نہیب انکار کا خلاصہ ہے۔ بقول مصنف یہ آواز اُسے ۹ ماہ ذی القعدہ
 ۱۰۱۲ھ (۵ جولائی ۱۵۹۶ء) کی رات کو عالم غیب سے دی گئی تھی۔ آداب معرفت اُسی کا
 خلاصہ ہے۔ اس کے مصنف غالباً خواجہ حبیب اللہ نوشہری ہیں۔ آداب معرفت میں آٹھ اقسام
 معرفت کا بیان ہے جو یہ ہیں:
 صحت (خاموشی)، تقلیل طعام، وضو، نفی خواطر (خیالات و توہمات کی دوری)،
 رابطہ، قیام، خلوت، ذکر۔

مضمون تصوف و معرفت، زبان فارسی، پیرایہ بیان نشر، مصنف (خواجہ حبیب اللہ
 نوشہری) تاریخ تصنیف ۱۰۰۴ھ = ۱۵۹۶ء، ناقل نامعلوم، تاہم غالباً میر یوسف نوشہری

سال نقل (۶۱۸، ۶) خوش نویسی کی جداول کے مابین تحریر، صفحہ اول منقش، خط نستعلیق متوسط،
 انیس سے نامکمل، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۳۲، تعداد سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۲۲ x ۱۴ سنٹی میٹر
 مخطوط دیوان حبشی کے ساتھ مجلد۔

ابتداء: حمد و ثنائے علی الاطمان مرآن پادشاہ بالاستحقاق را کہ بجدیث نفس رحمانی
 و جلال حقانی ظاہر شد بروح کلّی محمدی۔

آخری عبارت: و باز در سجده رود دہ بار گوید

345

120.

رسالة الانصاف

عربی میں راہ نجات کا رسالہ ہے۔ اس میں نجات کے دو راستے بیان کئے گئے ہیں ایک
 عوام کے لئے اور دوسرا خواص کے لئے مصنف غالباً خواجہ حبیب اللہ نوشہری ہیں۔ فہرست
 مضامین یہ ہے:

معرفت استدلال والتقليد معرفت بعین العین وحق اليقين، بیعت، معرفت شیخ
 شرایط ثمانیہ، طریقہ کبرویہ ہمدانیہ، المشنویات،

مضمون تصون و معرفت، زبان عربی، پیرایہ بیان نثر، مصنف (خواجہ حبیب اللہ
 نوشہری) تاریخ تصنیف ۱۰۲۴ھ = ۱۶۱۵ء رسالة الانصاف "ف کی تکرار کے ساتھ تاریخ
 ہے۔ ناقل میر یوسف نوشہری، تاریخ پیر ۲ ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ = ۱۸۷۶ء

جداول کے مابین تحریر، خط نستعلیق متوسط، مکمل، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۱۱، سطور فی صفحہ
 ۱۵، پہلا آدھا صفحہ منقش، تقطیع ۲۲ x ۱۴ سنٹی میٹر۔

ابتداء: الحمد لله الذي ذكى النفوس المومنين بتزكية الشريعة

سال نقل (۶۱۸، ۶) خوش نویسی کی جداول کے مابین تحریر، صفحہ اول منقش، خط نستعلیق متوسط،
 اخیر سے نامکمل، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۳۲، تعداد سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۲۲ × ۱۴ سنٹی میٹر
 مخطوط دیوان عسکری کے ساتھ مجلد۔

ابتداء: حمد و ثنائے علی الاطلاق مرآن پادشاہ بالاستحقاق را کہ بحدیث نفس رحمانی
 و جلال حقانی ظاہر شد بروح کلّی محمدی۔

آخری عبارت: و باز در سجده رود دہ بار گوید

345

120.

رسالة الانصاف

عربی میں راہ نجات کا رسالہ ہے۔ اس میں نجات کے دو راستے بیان کئے گئے ہیں ایک
 عوام کے لئے اور دوسرا خواص کے لئے مصنف غالباً خواجہ حبیب اللہ نوشہری ہیں۔ فہرست
 مضامین یہ ہے:

معرفت استدلال والتقليد معرفت بعین العین وحق الیقین، بیعت، معرفت شیخ
 شرایط ثمانیہ، طریقہ کبرویہ ہمدانیہ، المشنویات،

مضمون تصون و معرفت، زبان عربی، پیرایہ بیان نثر، مصنف (خواجہ حبیب اللہ
 نوشہری) تاریخ تصنیف ۱۰۲۴ھ = ۱۶۱۵ء رسالة الانصاف، ف کی تکرار کے ساتھ تاریخ
 ہے۔ ناقل میر یوسف نوشہری، تاریخ میر ۲، ربیع الثانی، ۱۲۹۲ھ = ۱۸۷۶ء

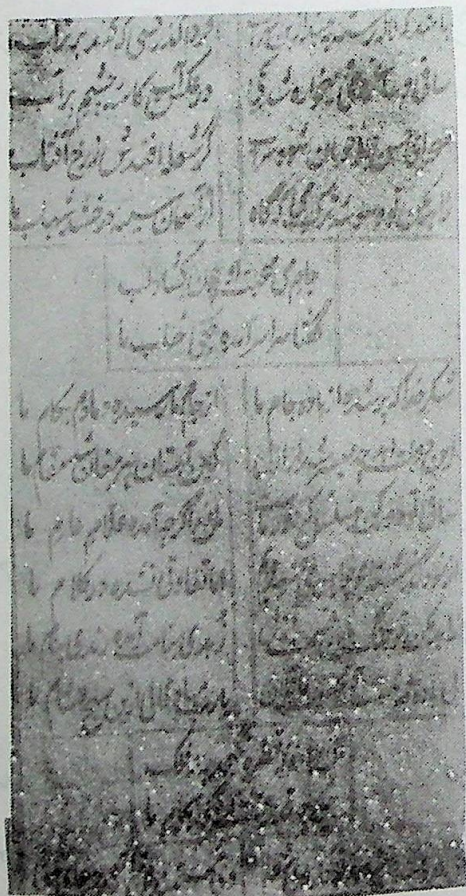
جداول کے مابین تحریر، خط نستعلیق متوسط، مکمل، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۱۱، سطور فی صفحہ
 ۱۵، پہلا آدھا صفحہ منقش، تقطیع ۲۲ × ۱۴ سنٹی میٹر۔

ابتداء: الحمد لله الذي ذكرى النفوس المومنين بتزكية الشريعة

العتراء وصفی قلوبہم بتصفیۃ الطریقة الھدی.

اختتام: والسلام علیٰ توابعہا والھلاک علیٰ اموانہا

ناقل کا اختتامیہ: حرر عبد الفقیر الحقیر میر یوسف نوشہری غفرلہ یوم الاثنين



فی تاریخ العشرین من شہر

ربیع الثانی فی سنۃ الف و

مائتین وثلاث وستمین من ہجرة

رسول رب العالمین صلی اللہ

علیہ وآلہ اجمعین فی کل وقت و

حین کتبت ولحب الاحب

المسمی احمد سلمہ اللہ الابد۔

دیوان حبیبی کے ساتھ

مجلد ہے۔ مخطوط کمیاب

اور نادر الوصول ہے۔ نیز غیر

مطبوعہ بھی۔

بہان فارسی رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ کے شجرہ نسب کی کُلمندی اور شرافت کا بیان

م۔ انڈیا سیر طریقت شریعہ یعقوب صنی کشمیری کے ساتھ ارتحال کا ذکر ہے جو ۱۲ ذی قعدہ

شب جمعرات ۳۰ جولائی ۱۵۹۵ء) کو پیش آیا۔ لفظ "چراغ" میں سچ ادرغ کے اعداد تاریخ ہیں۔

مضمون تصوف، زبان فارسی، مصنف خواجہ حبیب اللہ نوشہری، ناقل (میر یوسف نوشہری) جہاد ل کے مابین تحریر، خط نستعلیق متوسط، ناقص الآخر، کاغذ کشمیری، صفحات ۶، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۱۲ × ۲۲ سنٹی میٹر۔

ابتداء: ایزد کہ کشاد در گنجینہ نور در بارغ عدم کاشته چوں تخم وجود

آخری صفحہ کا آخری بیت:

بہر تاریخ نقل او کتبى اول و آخر چراغ بر بین

$\frac{۱۰۰۳}{۶۱۵۹۵} = ۱۰۰۰ \frac{۳}{۵}$

دیوان کتبى کے ساتھ مجلد ہے اور نایاب ہے۔

122.

347

دیوان حسن

حسن بن علی سنجرى دہلوی ملقب بہ نجم الدین معروف بہ خواجہ حسن دہلوی کا منظوم فارسی دیوان ہے۔ حسن دہلوی آٹھویں صدی ہجری (چودھویں صدی عیسوی) کے عرفاء و شعراء سے تھے۔ ابتداء میں نانبائی کا کام کرتے تھے، بالآخر امیر خسرو کے اشارہ سے سلوک اختیار کیا۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی سے بھی فیض حاصل تھا۔ حسن کی غزلیات میں متعدد اشعار سلطان علاء الدین محمد خلجی کی تعریف میں ملتے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بادشاہ کا معاصر تھا۔ حسن شعراء میں سعدی شیرازی سے خاص طور پر متاثر تھا اور اس سلسلے میں متعدد اشعار اس پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً:

حسن لکھی ز گلستانِ سعدی آورد است کہ اہل معنی کل چین این گلستانند
گر خوشی دردی خم خانہ دردای حسن داد معنی شیوہ سعدی شیرازی دہی
یہ امر کہ حسن ہندی ہے اس شعر سے معلوم ہوتا ہے :

بر حسن رحم کہ او ہندوئے تست او نہ شاہ جملہ ہندستان ہم

دیوانِ حسن کی ترتیب مضامین یہ

ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ حمد و قصاید از فولیو ۱ تا

فولیو ۱۴ (الف)

۲۔ غزلیات بہ ترتیب

حروف تہجی (فولیو ۱۴ سے

فولیو ۱۸۰ الف تک)

۳۔ مثنوی از فولیو ۱۸۰ تا فولیو

۱۸۱ (ب)

۴۔ قطعات از فولیو ۱۸۱ (ب)

تا فولیو ۱۸۳ (الف)

۵۔ رباعیات از فولیو ۱۸۳ (الف) تا فولیو ۱۸۵ (الف)

حسن کی تاریخ وفات کی مصدقہ اطلاع نہیں ہے لیکن اس تاریخی شعر (فولیو اب)

سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷۰۳ھ (۱۳۰۳ء) کے بعد ہی فوت ہوا تھا شعر ہے :

انشاء میں قصیدہ کہ دالِ سعادت است در سالِ ذالِ بود بر فرود جیم = ۷۰۳ھ

مضمون شعر و سخن، زبان ذی شاعر خواجہ حسن دہلوی، تاریخ تصنیف چودھویں صدی عیسوی، ناقل و کاتب نامعلوم، البتہ تقریباً تین سو برس پرانا نسخہ، خط نستعلیق باریک کاغذ غیر کشمیری، تعداد صفحات ۳۶۹ (فولیو ۱۸۵)، سطور فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۰x۱۹ سنٹی میٹر۔

آغاز: اے حاکم جہاں و جہان داور حکیم محدث ہمہ بایع و تو مبدع حکیم
اختتام: بعزلت از ہزار پیروزہ ترا خواہیم بصد ہزار در یوزہ ترا
کُفتی، مہ روزہ است ازینھا کم گو یک بوسہ بدہ ثواب صد روزہ ترا

دیوان حسن غیر مطبوع ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ زیر نمبر ۱۹ کتاب خانہ مدرسہ سپہ سالار
تہران میں محفوظ ہے جس ۷۲۷ھ (۱۳۲۷ء) میں دیوگیری یا دولت آباد دکن میں فوت ہو گیا۔

156.

348

دیوان رضا

فارسی غزلیات و مثنویوں کا مجموعہ ہے جن میں بحیثیت مجموعی شاہ جیلان شیخ سید
عبدالقادر بیلانی رضی اللہ عنہ سے بے پناہ عقیدت اور مناقب کا بیان ہے۔ دیوان رضا
کے مصنف محمد رضا کشمیری ہیں جو مولّا ابوالوفا کشمیری متوفی ۱۹ محرم الحرام ۱۱۴۹ھ (جولائی
۹، منگل ۱۶۵۷ء) کے فرزند ارجمند تھے۔ خود محمد رضا کا سال وفات دریافت نہ ہو سکا۔ دیوان رضا
کی غزلیات عام طور سے دیوان حافظ کی غزلیات کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہیں اور انہیں کے اوزان
پر ہیں۔ مگر محمد رضا کا شمار کشمیر کے اچھے فارسی شعراء میں کیا جاتا ہے۔

مضمون شعر و شاعری، زبان فارسی نظم، شاعر قاضی محمد رضا کشمیری، سال تالیف ۱۱۴۹
صدی عیسوی کا نصف آخر، کاتب و ناقل قادریہ، سال نقل ذی الحجہ ۱۲۸۱ھ (اپریل ۱۸۶۵ء)
۱۸۶۵ء، خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، صفحات ۷۰، سطور فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۳x۱۱، سنٹی میٹر۔

آغاز :

الا اے انس و جان غمگین مسازید از بلاد لہا

جناب شاہ جیلان می نماید حل مشکلہا

اختتام : قادری ہستم و غوث الثقلین پیرست

سب آں شمیم و این سلسلہ زنجیرست

دیوان رضا کشمیری نایاب ہے۔ اس کا ایک نامکمل نسخہ محکمہ تحقیق و اشاعت میں

محفوظ ہے۔ یہ دیوان ابھی تک غیر مطبوع ہے۔

توبہ کی از دوری این کوہ شمشاد
 کوہ جلال جزا و جزا تو اندازد من
 من یکو یکم چون فغور و فاقا کو
 ای بند ای صفتی چون سب نام
 شاہ جیلان اگر ہم بارم و در
 پیکار است من همه سب کن کن
 تر و تر آب و ملک کہ بند را و شیر
 آورده روزی جناب می آید
 آما و حاکم سب یک کیب اکند
 از کو تو ای پیکار جری است
 داشت کہ سر و پیکار جیلان از پیکار
 بر تو و لب سب سب تو بری
 دست یک کو زنا کو در و در
 توبہ زدی جزا و جزا سب جزین
 آما کو کو شہ جزین سب اکند
 از کو تو ای پیکار جری است
 داشت کہ سر و پیکار جیلان از پیکار
 بر تو و لب سب سب تو بری
 دست یک کو زنا کو در و در

دیوان رضا کشمیری

بشکل غزلیات شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی مدح و ستائش میں ہے۔ یہ غزلیات حروف تہجی کی ترتیب کے اعتبار سے ہیں، ہر غزل شاعر کی بے پناہ محبت پیر دستگیر کی ترجمان ہے۔ غزلیات کے علاوہ ردیف "ی" میں منقبت شیخ عبد القادر قدس اللہ سرہ میں ایک طویل قصیدہ ہے (فولیو ۳۱-۳۳) جو درحقیقت منقبت کا دوسرا نام ہے۔

مضمون دواوین، زبان فارسی، شاعر ملا رضا کشمیری، زمانہ بارہویں صدی ہجری کا اختتام (اٹھارویں صدی کا اختتام اور انیسویں صدی کا آغاز)، نام ناقل غیر مذکور، تاریخ کتب ۵ ذی الحجہ ۱۲۰۹ ہجری (جمعات ۳۰ جون ۱۸۹۲ء)، خط نستعلیق معمولی، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۲۱، ابیات فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۰ x ۸.۲ انسٹی میٹر۔

ابتداء۔ بجان غمگین مسازید از بلاد لہا

جناب شاہ جیلان مینمایہ جل مشکلہا

اختتام: دارم ز ہجرای نازنین، دل خون و جان اندوہگین

ہر گاہ و گہ گویم ہمیں یا غوث الاعظم دستگیر

کاتب کا اختتامیہ:

"تمام شد دیوانی ملا رضا بابت تاریخ پنجم شہر ذی الحجہ سنہ ۱۲۰۹ ہجری

پنجشنبہ بوقت عصر اتمام یافت۔ امید آنکہ ہر گاہ درنوشتن سہو و خطا شدہ باشد قلم

اصلاح بران جاری دارند کہ سہو الکاتب از قدیم الامایام معاف داشتہ ہستند زیادہ والدعا۔

دیوان رضا کا ایک اور نسخہ اسی کتب خانے کے زیر اندراج نمبر ۵۶ ملاحظہ ہو۔

دیوانِ رفیع

ملا محمد طہر غنی کشمیری کے انداز میں رعایتِ لفظی و معنوی پر مبنی ملا محمد رفیع ماسجی کا فارسی دیوان شعر ہے۔ ملا محمد رفیع نے جوانی میں اکتسابِ شعر و سخن کیا تھا اور علامہ شہید سے علوم عربیہ سیکھے تھے۔ انہیں کے توسط سے اُمرا لامراء مصمصام الدولہ کے دربار سے تعلق ہو گیا تھا۔ اخیر عمر میں کشمیر آ کر افغان گورنر لالہ سکھ بیون کے زمرہ شعراء میں داخل ہو گیا تھا۔ سالِ وفات مشخص نہ ہو سکا۔

دیوانِ رفیع کا موجودہ نسخہ حروفِ تہجی پر مبنی صرف غزلیات سے متعلق ہے اور انتہائی بے ترتیب مجلہ ہے۔ پہلے تین صفحات ردیف الف کی غزلیات پر مشتمل ہیں۔ چوتھے صفحے سے ردیف دال کی غزلیات شروع ہو کر صفحہ ۱۱۳ تک جاری ہیں صفحہ ۱۱۴ سے ردیف دال شروع ہوتا ہے اور صرف ایک غزل کا حامل ہے۔ اسی صفحہ کے دامن سے ردیف "س" کا آغاز ہے اور صفحہ ۱۱۴ تک ہے صفحہ ۱۱۵ سے ردیف میم کی شروعات ہیں اور صفحہ ۵۶ وسط تک ہے۔ ردیف ن صفحہ ۵۶ سے صفحہ ۹۶ تک، ردیف الف (دوبارہ) صفحہ ۹۷ سے صفحہ ۱۵۴ تک، ردیف ب صفحہ ۱۵۵ سے صفحہ ۱۶۳ تک، ردیف ت صفحہ ۱۶۳ سے صفحہ ۲۹۸ تک۔ ردیف ث، ز، د، یں ج، ز، د، یں ح اور ردیف خ صفحہ ۲۹۸ سے صفحہ ۳۰۲ تک۔ ردیف دال (دوبارہ) صفحہ ۳۰۲ سے اخیر کتاب یعنی صفحہ ۴۱۶ تک۔

مضمون شعر و سخن (دواوین) زبان فارسی، شاعر ملا محمد رفیع ماسجی کشمیری، زمانہ تالیف اٹھارویں صدی عیسوی کا نصف آخر، ناقل و کاتب غیر مذکور، تاریخ کتابت غیر مذکور، خط نستعلیق، نسخی کاغذ کشمیری، صفحات ۴۱۶، اوسط سطور فی صفحہ ۱۶، تقطیع ۱۲ x ۲۱ سنٹی میٹر۔

ابتداء: ای نام تو از خوبی آرایش دیوانہا زیر نام بہر عنوان ظاہر شدہ فرمانہا

آخری بیت : صاحب دلی کہ یافتہ لذت ز سلح کل
برای خصم بوسہ دم خشک می زند

اس بیت کے نیچے "مگڈر" کی

رکاب ہے، اور اس کی غزل صفحہ نم

٤٠

دیوان رفیع کا موجودہ نسخہ

ماوجود بنے ترتیب جلد کے مکمل ہے

اور نایاب ہے۔ غالباً دیوان رفیع

۱۰ یہ پہلا نسخہ ہے جو مکمل حالت میں

صرف جموں و کشمیر کلچرل اکادمی، لالہ

منڈی 'سرمیگر کے قلمی کتب خانے

میں محفوظ ہے،

کسی اور جگہ اس کے نسخے

دستیاب نہیں ہے۔

نهيل کما و فوق من الخو کما و
 آن سیکلم فیست کر نیکست و
 بدراکند بقوت نیکی بولور و
 مانند آفتاب که در ملک میزند

را غم خنده باد و تنگ بزم
 با کافان شکستن زنجیر
 در زمان اگر چه عجب من گفتم
 گویا بروی الاطراف خود
 از غفلت در آید بجز کز این
 در وقت کشش زانگاه برآورد
 تا مگر حسن زانگاه برآورد
 در این عالم مل و دما نیست
 در این صفتی که گشت دوست و ناز
 که کوی کز خنده کوی کسک خیزد
 آن کجای غموز را تنگ بزم
 هر روز را حق آن خطه خیزد
 چرخ انستار و بر آستین
 شش بزم به جام اولی طربک خیزد
 هر طایفه گشت و در ملک خیزد
 قندیل کوی خیزد بر تنگ بزم
 رست طایفه کسک خیزد
 بر خاک نیز آید ز تنگ بزم

مناسبی که در وقت نماز

برای فصول و فصلک مبر:

دیوان شعر

اس کا دوسرا مشہور نام دیوان صائب بھی ہے، معرفت اور حقائق کا مخزن ہے۔ اس کی تشبیہات و استعارات انتہائی مرتب اور چالیس ہزار ابیات پر مشتمل ہے۔ دیوان صائب ہندوستان، بنگال اور استنبول میں چھپ چکا ہے۔ صائب کے اس مخطوط کی ترتیب حسب ذیل ہے :

۱. قصایہ از فولیو اول تا فولیو ۱۹. اخیر پر قیمت تمام شد قصایہ میرزا صاحب شیرازی درج ہے

اس میں صائب کی نسبت شیرازی کاتب کا سہو ہے۔

۲۔ غزلیات بہ ترتیب حروف تہجی (ف ۲۰ سے ف ۲۵۲)

۳۔ متفرقات (ف ۲۵۲ - ۴۰۰)

مضمون شعروشاعری (دواوین) زبان فارسی، شاعر میرزا محمد علی ولد میرزا عبدالرحیم تبریزی الاصل، اصفہانی المولد والمنشا والمدفن، متوفی ۱۰۸۱ھ = ۱۶۷۱/۱۶۷۰ء، کاتب شیخ عبدالعزیز۔ کاتب نے یہ مخطوط کسی شخص خواجہ محمد صدیق باندی کی حسب فرمائش قلمبند کیا ہے، تاریخ نقل روز دوشنبہ بتاریخ ۲۹ محرم الحرام ۱۱۴۳ھ ہجری (۳ اگست ۱۷۳۰ء)، خط نستعلیق باریک، چار کالموں میں تحریر، کاغذ کشمیری عمدہ باریک، فولیو ۴۰، اوسط ابیات فی صفحہ ۳۹، کل ابیات تخمیناً ۳۶ ہزار، تقطیع: ۱۹ x ۲۶، ۵ سنٹی میٹر۔

شروع: تا نگہ دید است خورشید قیامت آشکار

مشت آبی زن بروی خود ز چشم اشکبار

انیمہ: اے گل ز شوخ چشمی اغیار غافل از سادگی ز زخم خس و خوار غافل
 آئینہ، خمرا شکن پیش دست از اضطراب تشنہ دیدار غافل
 کاتب کا اختتامیہ: تمت الکتاب بعون ملک الوہاب و بموجب فرمائش.....
 خواجہ محمد صدیق باندی، از دست احقر الناس الضعف العباد، کاتب المذنب شیخ عبدالعزیز
 روز دوشنبہ بتاریخ بیست و نہم محرم الحرام سنہ ہزار و یکصد و چہل و سہ، شد۔
 مخطوط شاعر کی وفات کے ۶۲ برس بعد معربین تحریر میں آیا ہے۔

دیوان صائب

قصاید و غزلیات پر مبنی مجموعہ اشعار ہے۔ پیش نظر دیوان دو حصوں پر منقسم ہے۔ قسم اول قصاید اور قسم دوم غزلیات کا حامل ہے۔ یہ قصاید حضرت علیؑ اور شاہ عباس دوم بادشاہ ایران کی تعریف سے متعلق ہیں۔ قسم دوم میں غزلیات کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہے۔ دیوان صائب دراصل چالیس پچاس ہزار ابیات پر مشتمل ہے، لیکن زیر بحث مخطوط دس ہزار اشعار سے زیادہ نہیں رکھتا، اس بناء پر اسے انتخاب دیوان صائب کا نام دیا جانا زیادہ موزون ہوگا۔ دیوان صائب اور اس کے انتخابات تہران اور استنبول (ترکی) میں چھپ چکے ہیں۔ صائب کا دیوان کنجیہ عرفان و حکمت ہے اور قسم قسم کے انواع تشبیہات و استعارات کا حامل۔

مضمون شعروشعر (دیوان اشعار) زبان فارسی، شاعر میرزا محمد علی ولد میرزا عبد الرحیم اصفہانی متوفی ۱۰۸۱ھ (۱۶۷۱/۱۶۷۰ء)۔ جملہ صائب وفات یافت "مادہ تاریخ ہے۔ کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت جمعرات ۲۰، ۲۱، ۲۲ ربیع الثانی ۱۰۹۲ھ (۶ مئی ۱۶۸۱ء)۔

یاد رہے دیوان صائب کا یہ نسخہ انتہائی نایاب ہے اور مصنف کی وفات کے صرف گیارہ سال بعد کی تحریر ہے، خط نستعلیق خفی، لوح منقش، کاغذ غیر کشمیری، فولیو ۱۸۲ (۳۶۸ صفحات) ابیات فی صفحہ مختلف لیکن بالعموم ۱۵، تقطیع ۱۰ x ۱۰، اسٹیٹ میٹر۔

آغاز: نسرين قامت سويائے زمين مفر خاک از کجاست شيکن بارت نافچين

اختتام: دلفروز است جام خاموشي ماو عيش مدام خاموشي

بستی نطق می شود معلوم چون بر آئی بهام خاموشي

کاتب کا افتخامیہ: تم الکتاب در روز پنجشنبه بیست و ہفتم شہر ربیع الثانی

دیوان صائب

ترتیب حروف تہجی پر مبنی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ اشعار صرف ردیف میم تک کی بعض غزلیات تک ہے۔ ردیف 'نون'، 'واو'، 'ک' اور 'حی' نہ ہونے کے باعث نامکمل ہے۔ دیوان صائب غزنان و معانی کا گنجینہ اور انواع استعارات و تشبیہات کا مجموعہ ہے۔ مکمل دیوان چالیس ہزار سے پچاسی ہزار ابیات تک مشتمل ہے۔ بعض نے اس کے ابیات کی تعداد ایک لاکھ یا ایک لاکھ بیس ہزار ابیات تک قلمبند کی ہے۔ اس لحاظ سے دیوان صائب کا زیر بحث مخطوطہ اس کے ضمیمہ دیوان کا انتخاب ہے۔ دیوان صائب لکھنؤ، تہران اور استنبول میں چھپ چکا ہے۔ اس کے قلمی نسخے دنیا کی متعدد قلمی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔

مضمون شعر و سخن (دیوان) زبان فارسی، مصنف میرزا محمد علی پسر میرزا عبدالرحیم تبریزی الاصل، اصفہانی مولد و منشا و مدفن متوفی ۱۰۸۱ھ (۱۶۷۱/۱۶۷۰ء)، زمانہ تالیف گیارہویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی)، ناقل و تاریخ نقل نامعلوم، خط شکستہ استاد کاغذ کشمیری، فولیو ۲۰ (صفحات ۴۰۸)، سطور فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۲ x ۲۱،۲ سنٹی میٹر آغاز: اگر نہ مدد بسم بودی تاج عنوانہا نکشتی تاقیامت نو خط شیرازہ دیوانہا اختتام: من اک بے نیازم دریں بزم صائب خیال زدہا گدائی نہ دارم کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

صائب اگرچہ اصفہان میں پیدا ہوا تھا، لیکن ہندوستان اور ترکی میں اس کی شہرت اپنے وطن سے زیادہ ہوئی۔ چھ سال تک ہندوستان اور کابل میں قیام رہا۔ دربار شاہ جہانی میں اس کا

خاص تقرُّب حاصل تھا۔ اڈورڈ کے براؤن نے اپنی مشہور تصنیف ”اے لٹریچرری ہسٹری آف برٹشیا“ میں صائب کے کلام کا انتخاب سب سے زیادہ دیا ہے۔ صائب کی مٹا طہر غنی کا شمیمی سے ملاقات اور تبادلۂ سخن کی روایات بھی عام ہیں۔

393.

354

دیوان صائب

حروف تہجی پر مبنی ردیف دال (نامکمل) تک دیوان اشعار ہے۔ یہ دیوان دیوانِ صائب کے نام سے مشہور ہے۔ دیوانِ صائب درحقیقت گنجینہٴ عرفان اور مضمون شبیہات و استعارات ہے مکمل دیوان چالیس ہزار سے پچاسی ہزار یا بقول بعض ایک لاکھ بیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے دیوانِ صائب کے منتخبات تہران و استنبول میں چھپ چکے ہیں۔

مضمون شعر و ادب (دیوان غزلیات) زبان فارسی، شاہنشاہ میرزا محمد علی پسر میرزا عبدالرحیم تبریزی الاصل، اصفہانی لمحاظ پیدائش متوفی ۱۰۸۱ھ (۱۶۷۱/۱۶۷۰ء) زمانہ تالیف گیارہویں صدی ہجری (سترہویں صدی عیسوی)، اول و ناقص الآخر ہونے کے باعث کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق خفی، کاغذ غیر کشمیری، بعض غزلیات حواشی پر بھی شروع سے اخیر تک کرم خوردہ مگر متن محفوظ، کسی زمانہ میں کتب خانہ عرشی نامبلی حیدرآباد آندھرا پردیش (مہر فولیو ۲۷۹ پر) کی ملکیت رہ چکا ہے۔ تقریباً دو سو برس قدیم کا نسخہ، فولیو ۴۷۵، اوسط تعداد اشعار فی صفحہ ۱۹، تقطیع ۱۵ x ۲۴ سنٹی میٹر۔

آغاز (ورق ۱۱ سے)۔ یہ بھی اوپر کی جانب سے نصف پھٹا ہوا۔ اس ورق کی دوسری غزل کا پہلا شعر:

بزلطف مدد راہ دگر باد صبارا زین بیش ملرزان دل آسودہ مارا

مخطوط کا آخری شعر:

سادہ لوحانی کہ دل بر قصر دولت بستہ اند

دستِ خود چوں موجِ بردوشِ حبابِ افکندہ اند

355

45.

دیوانِ صائب

مرزا محمد علی صائب کا مجموعہ غزلیات ہے جسکی ترتیب حروف تہجی پر ہے۔ مرزا محمد علی کے مورث اعلیٰ تبریز کے رہنے والے تھے، مگر خود اُن کی پیدائش اصفہان میں ہوئی۔ صائب جہانگیر کے آخری عہد میں ہندوستان آیا۔ شاہ جہان نے قدر دانی کی۔ بڑے بڑے مناصب پیش کئے، مگر خرابیِ صحت کی بناء پر قبول نہ کر سکا۔ صائب کشمیر بھی آیا تھا اور یہاں کے گورنر ظفر خان احسن کا خصوصی مہمان تھا۔ صائب اپنے معاصر شاعر غنی کشمیری سے بیچو متاثر تھا اور اُس کا دارج بھی رہا ہے۔ شعرائے فارس میں یہ خصوصیت صرف صائب کو حاصل ہے کہ اپنے معاصر ہر شاعر کا دارج ہے۔ بعض و عناد جو دیگر شعراء کی خصوصیت ہے، صائب حیرت انگیز طور پر اُس سے پاک تھا۔ فارسی کا یہ نامور شاعر ۱۶۷۷ء میں اصفہان میں انتقال کر گیا۔

مخطوط کا آغاز اس بیت سے:

اگر نہ بِدِ بسم اللہ بودی تاجِ عنوانہا نگشتی تاقیامت نو خط شیراز دیوانہا

اور اختتام اس بیت پر ہوتا ہے:

جان رسیدہ است ز شوق تو بلبِ صائب را

بیچِ وقتی بہ ازیں نیست اگر می آئی

فولیو ۲۸۲، تقطیع ۱۲ x ۱۸ انسٹی میٹر، ناقص و تاریخ نقل نامعلوم، اندازاً

اواخر بارہویں صدی ہجری (اٹھارویں صدی عیسوی) کی نقل، کاغذ کشمیری ہشکستہ نستعلیق میں تحریر، فی صفحہ سطور، حالت درست، مجلد چہم۔

104.

356

دیوان طالب آملی

طالب آملی کے منظوم فارسی کلام کا مجموعہ ہے۔ طالب ایرانی شاعر تھا۔ آمل سے جو مازندران کا ایک شہر ہے تعلق رکھتا تھا۔ طالب ایران سے پہلے ترکستان اور وہاں سے ہندوستان آیا۔ احمد آباد گجرات میں پہلے عبداللہ خان فیروز جنگ کی سرکار سے متعلق ہوا اور بعد ازاں دیانت خاں کی سفارش سے جہانگیر بادشاہ کے دربار سے وابستہ ہو گیا۔ جہانگیر کی طرف سے اُسے ملک الشعرائی کا خطاب ہوا تھا۔ طالب ۳۵ سنہ ۱۶۲۵ء میں کشمیر فوت ہو گیا۔ اس کا دیوان چودہ ہزار ابیات پر مشتمل ہے۔

دیوان طالب کا زیر بحث دیوان بحیثیت ترتیب مندرجہ عنوانات پر مشتمل ہے:

۱۔ قصاید و مناقب (پہلے ۴۲ ورق)

۲۔ مثنویات (از ورق ۴۲ تا ورق ۸۸)

۳۔ غزلیات (از ورق ۸۸ تا ورق ۱۳۱)۔ غزلیات کا یہ حصہ ردیف الف سے ردیف

جیم تک ہے۔

۴۔ غزلیات از ردیف خ تا ردیف ی (از ورق ۱۳۲ تا ورق ۲۳۴)۔ ورق ۲۳۴ انتہائی

کرم خوردہ ہے جس سے اشعار کا بیشتر حصہ جاچکا ہے۔

۵۔ رباعیات از ورق ۲۳۵ (انتہائی کرم خوردہ) تا ورق ۲۹۸۔ یہ آخری ورق کرم خوردہ

ہونے کے ساتھ سفید کاغذ کے مکڑوں سے مرست شدہ ہے۔

مضمون، ادب و شعر، مصنف طالب آملی، تاریخ تالیف سولہویں صدی عیسوی

کا آخر اور مترھویں صدی عیسوی کا آغاز، نام کاتب جوہر امینا بادی، تاریخ کتابت ۲، صفر ۱۲۸۵ھ (۹ اکتوبر، روز ایتوار ۱۶۵۹ء)۔ اس لحاظ سے زیر بحث مخطوط شاعر کی وفات کے صرف پینتیس برس بعد تحریر ہوا ہے۔ اول سے نامکمل، لیکن اخیر پر مکمل۔ ورق ۷۸، ۷۹ اور ۲۳۴ اور ۲۳۵ انتہائی کرم خوردہ ہیں۔

تعداد اور اوراق ۲۹۸، خط نستعلیق باریک، مخطوط شروع سے لیکر اخیر تک کاتبانہ جدولوں کے مابین تحریر ہے۔ ورق ۳۱ نقاشی و تذهیب کاری کا حامل ہے۔ سطور فی صفحہ ۱۳ (اوسطاً) تقطیع ۹ $\frac{1}{4}$ x ۱۵ $\frac{1}{4}$ انسٹی میٹر، کاغذ غیر کشمیری۔

مخطوط کے اختتام پر کاتب کا نوٹ یوں طور ہے

”تمت الکتاب بعون الملک الوہاب بدست خط فقیر الحقیر جوہر امینا بادی بالتاریخ ۲ صفر ختم الشہد بالخیر والظفر ۱۲۸۵ (غالباً ۱۲۸۵ھ)“

اس مخطوط کے ورقِ اول کا پانچواں شعر جو کامل طور پر پڑھا جاسکتا ہے یہ ہے:

تمازہ گوشتِ اعرسیت چرب زبان سخنش در کمالِ شادابی
اور آخری بیت یہ ہے:

بایں لب شیرین ز کلام تو سپہر گفتار دہد روزہ امروز ترا

دیوان طالبِ اُمّلی کا اس قدر قدیم نسخہ انتہائی نایاب ہے۔ طالب اگرچہ ایرانی شاعر تھا، لیکن ہند اور کشمیر سے اُسے دالہانہ محبت تھی جس کا ثبوت اُس کی کشمیر میں وفات سے ہوتا ہے۔

دیوانِ ظہوری

ردیف دال تک ملاً نور الدین محمد ظہوری ترضیزی متوفی ۱۲۶ھ (۱۷۱۷ء) کی غزلیات کا فارسی دیوان ہے۔ ترتیب غزلیات حروف تہجی کے مطابق ہے۔ ظہوری شعرائے ایران سے تھا، لیکن وہاں سے ہجرت کر کے دکن میں ابراہیم عادل شاہ ثانی کے شعراء میں داخل ہو گیا تھا۔ ظہوری ابوالفیض فیضی برادر اکبر ابوالفضل کا معاصر تھا۔ خود فیضی ظہوری کے کمالات کا معترف تھا۔ اور بعض غزلیات کے جواب سے معذوری ظاہر کی ہے۔

مضمون شعر و ادب (غزلیات) زبان فارسی، مؤلف و ناظم ملاً نور الدین محمد ظہوری ترضیزی یا تربت خراسانی، ناقل نامعلوم، سال کتابت نامعلوم، لیکن مخطوط کے پہلے صفحہ کی دوہروں سے جن کا سال ۱۹۴۰ء بکرمی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مخطوط اسی یا اس کے نگ بھگ زمانے کی تحریر ہے۔ بہروں پر اس مصرع کے الفاظ کندہ ہیں۔

”دیائے رام بحال ممکنہ شامل باد“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً ممکنہ رام نامی کوئی شخص مخطوط کا کاتب اور ابستدائی مالک تھا۔ خط نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری، صفحات ۲۷۶، سطور فی صفحہ ۱۹، تقطیع: ۱۶ × ۲۴ سنٹی میٹر۔

آغاز: آنکہ خواہد داشت فردا رجمتش دیوان ما

گشتہ وصفش آفتاب مطلع دیوان ما

(اسی غزل کے شعر ۹، ۱۰، اور ۱۱ کے دوسرے مصرعے ورق پھٹ جانے کے باعث ناپید ہیں)

آخری شعر: دل می دہد فریبست، بازی مخور ظہوری

(اس شعر کا دوسرا مصرعہ آئندہ صفحہ پر ہذا جو نذر دہن ہے)
مصرعہ کی ابتداء ان الفاظ سے تھی: "بیگانہ پرور ما"

دیوان ظہوری کوئی نایاب مخطوط نہیں ہے۔ اس کے متعدد مکمل و نامکمل فارسی اور دنیا کی دیگر قلمی لائبریریوں میں بھی دستیاب ہیں۔ دیوان ظہوری متعدد بار ہندوستان چکا ہے اور قدیم زمانے میں فارسی زبان کے نصاب میں داخل رہا ہے۔

225.

358

دیوان علوی

قصائد و غزلیات اور رباعیات کا مجموعہ ہے۔ قصائد کا تعلق مدحتِ رسول اور اہل بیت سے ہے۔ غزلیات عاشقانہ اور صوفیانہ دونوں انداز کی ہیں۔ اور ان کی ترتیب بقاعدہ حروف تہجی ہے۔ رباعیات فولیو ۱۶۸ کے حاشیہ سے شروع ہو کر اخیر کتاب تک ممتد ہیں اور ان کا تعلق تصوف اور دیگر موضوعات سے ہے۔ ترتیب مضامین حسب ذیل ہے:

- ۱۔ قصائد فولیو ایک سے فولیو ۲۵ تک۔
 - ۲۔ ترکیب بند فولیو ۲۵ سے فولیو ۳۰ تک۔
 - ۳۔ قطعہ بند ف ۳۰ سے ف ۳۲ تک۔
 - ۴۔ ف ۳۲ سے ف ۳۳ تک۔
 - ۵۔ ترجیع بند ف ۳۲ سے ف ۳۹ تک۔
 - ۶۔ غزلیات ف ۳۹ سے اخیر کتاب تک۔
 - ۷۔ فولیو ۱۶۸ سے سلسلہ رباعیات جو ورق کے حاشیہ پر ہے، فولیو ۸۰ تک ممتد ہے۔
- مضمون شعر و ادب، زبان فارسی، نام شاعر علوی، زمانہ تنظیم نامعلوم، تاریخ کتابت

ونقل نامعلوم خط تعلیق خفی عمدہ استادانہ، کاغذ کشیری۔ فولیو ۱۸۲۔ اوسط سطوی فی صفحہ ۱۶، تقطیع ۵ × ۱۰، ۹ × ۲۱، سنٹی میٹر۔

آغاز : از ہر دو دیدہ مطلع دیوان حیرتم

بسم اللہ از نگاہ پریشان حیرتم

اختتام : چو علوی ناروا افتاد نقد اشک آگاہی

گہ از قلب شد کامل عیار گرئے مستی

359

174.

دیوان غنی

دیوان غنی کا انتہائی نادر اور قدیم ترین نسخہ جو اُس کی وفات کے صرف چار سال بعد تحریر کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ جگموج لال ایڈوکیٹ مائی تھان آگرہ (یو۔ پی) کی ملکیت میں رہ چکا ہے۔ غالباً محمد امین داراب نے ۱۹۶۲ء دیوان غنی (چھاپ کلچرل اکادمی لال منڈی سرسنگ کشمیر) کی تدوین کے دوران اسی نسخہ آگرہ کو براہ نظر رکھا ہے۔ فرق یہ ہے کہ انہوں نے اس نسخہ کی تاریخ کتابت ۱۰۸۹ھ (۱۶۹۶ء تا ۱۶۹۷ء) قلمبند کی ہے، جبکہ دیوان غنی کا زیر تبصرہ مخطوط جمعرات ۱۵ رمضان ۱۰۸۳ھ (دسمبر ۱۶۷۲ء تا ۱۶۷۳ء) کی تحریر ہے۔

غنی کشمیری کشمیر کے قبیلہ عشائی سے تھا۔ نام ملا محمد طاہر ہے۔ ملا محسن فانی سے تلمذ اختیار کیا۔ تخلص کے مطابق ۱۰۶۰ھ (۱۶۵۰ء) میں شعر کہنا شروع کیا۔ غنی ربیعان جوانی میں ۱۰۶۹ھ (۱۶۶۸ء) میں وفات پا گیا۔ مخطوط فولیو ۹ سے شروع ہے اور باقی آٹھ فولیوز غائب ہیں۔ ترتیب مضامین یوں ہے :

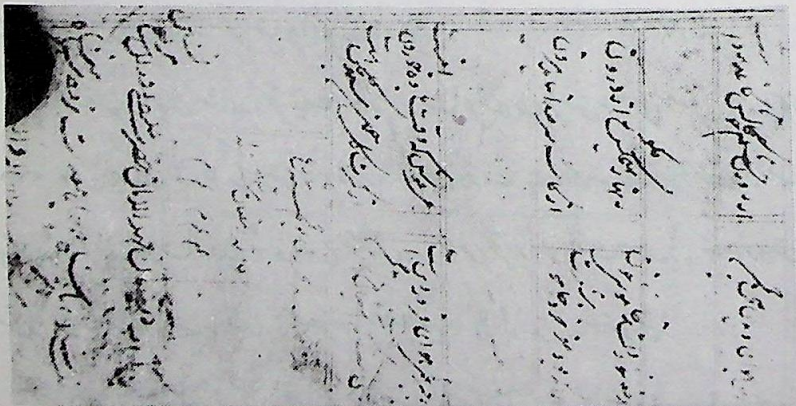
۱۔ مثنوی در مشقت زمستان اور تاریخ طالب ہمدانی فولیو ۹ و ۱۰

۲۔ غزلیات فارسی باعتبار حروف تہجی (ف ۱۰ سے ف ۷۷ تک)

۳۔ رباعیات از ف ۷۷ (ب) تا ف ۸۶ (ب)

مضمون شعر و ادب، غزلیات، رباعیات، شنوی اور قطعہ، تاریخی، زبان فارسی۔
مصحف ملاً محمد طاہر غنی کشمیری، زمانہ تصنیف سترھویں صدی عیسوی کا نصف آخر، ناقل
نامعلوم، تاریخ نقل ۱۵ ماہ رمضان، روز جمعرات ۱۰۸۳ھ (۲۶ دسمبر ۱۶۷۲ء)

(نوٹ) اس قدیم نسخہ کی موجودگی سے تذکرہ نگاروں کے اس قول کی نفی ہو جاتی ہے کہ سب سے
پہلے میرزا محمد علی ماہر اکبر آبادی نے غنی کی دفات کے بعد اُس کے دیوان کو مرتب کیا تھا۔ اور اگر یہ
بات درست ہے تو غالباً یہی نسخہ میرزا محمد علی ماہر کی تحریر ہے (کاغذ کشمیری، خط نستعلیق شکرہ
نوشت خطی کی جداول کے مابین تحریر، فوئیو ۷۶، سطوری صفحہ دس، تقطیع ۷۶ x ۱۵، اسٹیٹ پرنٹ



مخطوط انجیر پر ناقابل مطالعہ پانچ مہروں کا حامل ہے۔

آغاز: زبس حرف را نیست پروای آب کہ بندد کف بحر بالای آب

اختتام : بر نیز غنی ہوا می فرود دین است می نوش کہ وقت بادہ اینست

معنی است کہ آشیان مرغان چمن از کثرت گل چمن سبکچین است

کاتب کا اختتامیہ : این کتاب در زمان زمان ہمدالامان خلیفہ دوران مربع نشین مثلث

نشان پادشاہ جم جاہ معدلت پڑوہ شاہشاہ داراشکوہ سلطان البرو البیہر جلال الدین محمد اکبر۔

398.

360

دیوان غنی

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی مجموعہ اشعار و غزلیات ہے۔ یہ غزلیات عام ایرانی شعراء کے کلام کے برخلاف ایسے اشعار پر مشتمل ہیں جن میں صفت (نزاکت) دعویٰ و دلیل ملحوظ رکھی گئی ہے اور یہ ہندوستان کے خیال پسند شعراء کا عام رجحان تھا۔ کچھ غزلیات اساتذہ کی زمینوں میں ہیں، لیکن رفیع کی طرز میں تحریر غزل سے عاجزی کا شاعر کو وضع طور پر اعتراف ہے (ف ۳۵) کشمیر کے عام حسن میں صرف ایک شعر (ف ۱۸) وارد ہے۔

مضمون دیوان اشعار (غزلیات) فارسی، شاعر ملا طہر غنی عشائی، متوفی ۱۰۹۹ھ ہجری (۱۶۶۸ء) ”پنہان شدہ گنج ہنری زیر زمین“ تاریخ وفات ہے، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم لیکن اندازاً ایک سو اقدیم نسخہ، لوح منقش، دو کالمی تحریر، خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری، فولیو ۴۸، اوسط اشعار فی صفحہ ۱۳، تقطیع : ۲۰ x ۸ x ۱۱ سنٹی میٹر۔

آغاز : جنونی کو کہ از قیدِ خرد بیرون کنم پارا

کشم زنجیر پائی خویشتن دامان صحرا را

اختتام : سنگ در کوچہ و بازار کین کردہ غنی مہن مجنون چہ کنم گر نبود کوہکنی

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

دیوانِ قاسم انوار

حروفِ تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات کا مجموعہ اشعار ہے۔ مخطوط کے صفحہ اول پر "دیوانِ قاسم انوار" مذکور ہے، جو غالباً درست معلوم نہیں ہوتا۔ قاسم انوار کے علاوہ یہ کوئی اور قاسم ہے دیوان کا دوسرا نام دیوانِ قاسمی بھی ہے، کیونکہ شاعر قاسم اور قاسمی دونوں تخلص استعمال کرتا ہے۔ دیوان غالباً ناقص ہے اور ردیف میم کی غزلیات تک محدود ہے۔

مضمون شعر و سخن (دیوان)، زبان فارسی، شاعر قاسم یا قاسمی، زمانہ، تالیف نامعلوم، کاتب و سال کتابت نامعلوم، خط نستعلیق خفی، کاغذ غیر کشیری، اوراق ۱۲۳، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع: ۱۱ ۶ ۶ ۲۱ سنٹی میٹر۔

آغاز: من بیچارہ سودا از دہ سرگردانم کہ باوصاف خداوند

اختتام: فصیح حسنش مخط صد غبارست

من صفت آن خط غبار چہ گویم

بوج ناقص الآخر کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

دیوانِ محترم

حروفِ تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات کا مجموعہ ہے، لیکن یہ غزلیات صرف ردیف "ت" تک ہیں۔ ردیف دار غزلیات کی تعداد حسب ذیل ہے:

ردیف "الف" ۱۰ غزلیات۔

ردیف "ب" ۴ غزلیات

ردیف تہ ۹ غزلیات۔ اس ردیف کی غزلیات بالعموم عشق و عاشقی کے مضامین کی بجائے
مناقب و لغوت کا رنگ لئے ہوئے ہیں۔

کتاب کی اندرونی شہادتوں سے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ محرم محمد شاہ پادشاہ غازی
شہنشاہ ہند (۱۱۳۲ھ - ۱۱۶۱ھ = ۱۷۱۹ء - ۱۷۴۷ء) کے دور کا شاعر تھا، اور مذہباً اہل
سنت والجماعت سے تعلق رکھتا تھا، چنانچہ چار یار باصفائیں فضیلت ابو بکر صدیقؓ کا قائل تھا۔
مضمون شعر و سخن (دیوان غزلیات) زبان فارسی، شاعر محترم (غالباً کشمیری) زمانہ
تالیف بارہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کی نقل، خط نستعلیق شکستہ،
کاغذ بیسی (کشمیری)، فولیو ۱۳، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۱۸ x ۱۱ سنٹی میٹر۔

آغاز: در خدا گیرم کہ کردی محو کے کردی خدا کہ خدائی می شوی گرمی شوی از خود جدا
اختتام: ہی کشم رنج تو از گنجہم نمی کوئی خبر نیست از بالائے تو نفعی مرا غیر از بلا
مخطوط نایاب و غیر مطبوع ہے۔ کاتب کا اختتامیہ ندارد، اچانک ختم ہو گیا ہے۔

اس دیوان سے غالباً ایک نئے شاعر کی دریافت ہوتی ہے۔

تقطیع: ۲، ۱۵، ۸، ۲۲ سنی میٹر۔ مقام کتابت لودیانہ، پنجاب۔

ابتداء: نامہ صوفیاں صفا بارد بوسے از گلشن وفا آرد

اختتام: خالہ عامہ عافت ام کلام بردعا والسلام والاکرام

مصنف (جو خود کاتب بھی ہے) کا اختتامیہ:

”ناظمہ و کاتبہ الفقیر میر سیف الدین عفار یہ عنہ وعن والدہ بیت ربیع بیستم ربیع الاول

۱۲۴۲ ہجریہ برای تفریح مرشد زادہ رشہ و سادہ میر غیاث الدین صاحب در لودیانہ نوشت فقط۔“

میر سیف الدین نے کشمیری میں مرصع طرز میں ”ہی مال ناگراے“ اور ”وامتی عذرا“

نامی مثنویات بھی لکھی ہیں۔ جو شایع ہو چکی ہیں۔

256.

364

چائے نامہ منظوم

کشمیر میں ۱۲ ویں صدی ہجری کا اواخر اور تیسرے صدی ہجری کا آغاز (۸ ویں اور

۱۹ ویں صدی عیسوی) خطا (چین) سے براستہ لداخ مشروبات میں چائے کی درآمد کیلئے مشہور

ہے۔ یہ چائے خطا (موجودہ سنکیانگ، چین) کے سوداگروں کے ذریعہ گھوڑوں پر لاد کر کشمیر میں

لائی جاتی تھی۔ کشمیر میں اس نئے مشروب کا بے حد سواکت ہوا اور فی الفور تمام کشمیر میں بحیثیت

مشروب رائج ہو گئی۔ شعراء نے بڑھ چڑھ کر اس کی شان میں قصاید اور نظمیں لکھیں۔ زیر بحث

چائے نامہ بھی انہیں منظومات کا ایک حصہ ہے۔

چائے نامہ میں خدا کی تعریف بھی چائے کی تشبیہ سے شروع کی ہے۔ بعد ازاں چائے

کی خوبیوں پر ایک مکمل تبصرہ ہے، اسے نما کو (تمباکو) اور نسوار پشاور سے خوبی میں بڑھا دیا گیا

ہے۔ خطا کے سوداگر بوروں میں بھر کر اور گھوڑوں پر لاد کر اسے جب کشمیر لاتے ہیں، تو یہ بار نہایت

ہی مبارک اور ارزان ہوتا ہے۔ چائے کی درآمد سے ۱۸ویں اور ۱۹ویں صدی میں کشمیر کا سنٹرل ایشیا (وسط ایشیا) سے تجارتی تعلقات کا بھی علم ہوتا ہے۔ چائے نامہ کشمیر میں چائے کی تاریخ اور اور اُس کی درآمد پر قابل وثوق سند ہے۔ اس کے متعدد نسخے محکمہ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر سرینگر میں محفوظ ہیں۔

مضمون مشعر و سخن (مثنوی)، زبان فارسی، شاعر، ملا حمید اللہ ساکن نوبوگ نے پرگنہ، برنگ، کشمیر جنوبی، متوفی ۱۲۶۲ھ (۱۸۴۸ء بعد دوگرہ شاہی) فقہ "مخلد برین

شد حمید" تاریخ وفات ہے

۱۲۶۲ھ

کاتب بدرالدین، تاریخ کتابت ۱۲

محرم ۱۳۱۵ھ (اتوار، ۱۳ جون ۱۸۹۶ء)

تاریخ تصنیف چائے نامہ ۱۲۴۲ھ

(۱۸۲۶/۱۸۲۷ء بعد سکھا شاہی)

فقہ "بارغ ارم" تاریخ تصنیف ہے

جیسا کہ اس شعر سے مفہوم ہے:

بیدگو سرا فگندہ از تیغ غم

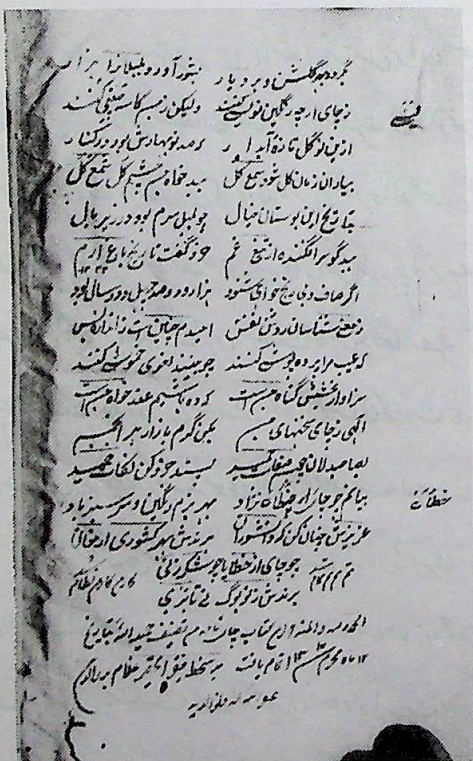
خرد گفت تاریخ "بارغ ارم"

اگر صاف بے رنج خواہی شوی

ہزار و دو صد چہل دو سال بود

خط نستعلیق مایل بر شکستہ

کاغذ کشمیری، لوح کا نصف صفحہ پیپر ماشی کی نقاشی کا حامل، فولیو ۱۰، سطوری صفحہ ۱۶،



تعداد ابیات ۲۹۵، تقطیع ۱۴ x ۲۴ سنٹی میٹر۔

آغاز : چہ بے رنگ شاہی کہ با این نکار زمین کردہ چوں چاہے سب از بہار
اختتام : چو چائے از خطایا چو شکری زنی برندش ز نو بوگ نے تا بری
کاتب کا اختتامیہ : الحمد للہ والمنہ کہ این کتاب چائے نامہ من تصنیف حمید اللہ
بتاریخ ۱۲ ماہ محرم ۱۳۱۵ھ اتمام یافت بدستخط فقیر الحقیر غلام بدر الدین۔

198.

365

خریطہ مشتمل بر منقبت جناب حضرت محبوب العالم

ایک سو سترو (۱۱۰) اشعار پر مشتمل بزبان کشمیری جن میں بعض فارسی اشعار کی بھی
ملاوٹ ہے، جناب سلطان العارفین حضرت مخدوم حمزہ کشمیری علیہ الرحمۃ کی منقبت میں ہے بحاجہ
و اوصاف کے درمیان ان کی والدہ مریم اور والد عثمان کا بیان بھی ہے۔ ان کے علاوہ شیخ کے
بھائی بابا علی ربینہ اور مہرہ چوپان کا خاص طور پر ذکر ہے۔ سلطان العارفین کے دیگر خلفاء اور مرید
بھی اس نظم میں جگہ پائے ہیں منقبت کا ہر چوتھا مصرع "مدد یا حضرت سلطان مدد کر" پر ختم ہوتا
ہے منقبت کے دوران سلطان العارفین کی کرامات کا خاص طور پر ذکر ہے۔ حضرت سلطان کے
مرید خاص میر حسید رتیلہ موتی اور بابا نصیب الدین غازی خاص طور پر مذکور ہوئے ہیں۔

مضمون شعر و ادب (منقبت) بزبان کشمیری، ناظم پیر احمد جو، تاریخ تصنیف ۲۹ ماہ
شوال ۱۳۰۴ھ (بدھ ۱۸ جون ۱۸۹۰ء) ناقل غلام احمد، سال نقل تقریباً متذکرہ صدر خط تعلیق
سادہ مائل بشکستہ، کاغذ کشمیری، تعداد ابیات ۱۲۳ (۱۱۰ اصل منقبت اور چھ اضافی کُل
تعداد ۱۲۳ ابیات) تقطیع ۱۵ x ۲۴ سنٹی میٹر۔

آغاز : سدا بوزم گدا دوسے بو بردر مدد یا حضرت سلطان مدد کر

اختتام: تڑیا محذومہ سے کُن نظر کر بگفتن چیم یہ نادانی سراسر
کاتب کا اختتامیہ: از پیر احد جو بہ تاریخ ۲۹ ماہ شوال ۱۳۷۷ھ تحریر یافت۔ اگر طے
خطا باشد بذیل کرم پیوستہ کہ در اضطراب نوشتہ شد۔

نوشتم من درین اوراق نامہ کہ ماند از من مسکین نشانہ
اگر گویند آن مسکین کج گرفت بگو بگرفت از دست زمانہ
کاتب کا نام غلام احمد خریطہ کے معیار اور اشعار کے درج ہے۔

366

170.

دو قطعے

آگے پیچھے ایک طویل ورق پر مشتمل دو قطعوں کا مجموعہ ہے۔ پہلی طرف کا قطعہ کسی
شخص "ہمایوں بخت" کی تعریف میں ہے۔ یہ پندرہ اشعار پر مشتمل ہے۔ اور قطعہ دوم جو ورق کی
دوسری جانب ہے، تہنیتِ عید الفطر پر مشتمل ہے۔ یہ تہنیت نواب لکھنؤ کو عید الفطر کے موقعہ
پر دی گئی ہے۔ دونوں قطععات کے ناظم امداد علی بھر، متوطن فیض آباد ہیں۔ تذکرہ محمد رضا خان
کے مطابق "امداد علی بھر متوطن فیض آباد امام بخش ولدہ حضرت احمد خاں ابن محمد یوسف خان جاگیردار
معمورہ ولدہ شیخ مراد والا شہی کے فرزند تھے۔ اکبر بادشاہ کی سرکار میں دور سالے تھے، ایک کا نام
والا شہی اور دوسرے کا اعلا شہی تھا۔ سید جلال اعلا شہی کا اور شیخ مراد والا شہی کا رسلہ
دار تھا۔"

مضمون: شعر و ادب زبان اردو، شاعر و ناظم شیخ امداد علی متخلص بھر، فیض آبادی
زمانہ و نظم انیسویں صدی عیسوی کا آغاز، کاتب و ناقل تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق
سادہ، دونوں قطععات کی تعداد اشعار ۲۹ (۱۵ اور ۱۴ بالترتیب) کاغذ کشمیری

تقطیع ۱۸ x ۳۹ سنٹی میٹر۔

قطوعہ اول کی ابتداء اور اختتام:

حائِمِ وقتِ رستم دورانِ ابنِ شاہِ شہانِ ہمایوں بخت
بحرِ الدُّنیا دِنِ پھرے تیرے ہیں بڑے ہی جوانِ ہمایوں بخت

قطوعہ دوم کی ابتداء اور انتہا!

قبولِ روزی (ے) ہوئے جشنِ عید ہے آغاز

اذانِ صبح میں ہے شادیاں کی آواز

نگاہِ لطف و کرم سوئے بحرِ لازم ہے

قبولِ نذر ہو یہ اے امیرِ بندہ نواز

قطعات مذکورے اُنیسویں اور اُس سے قبل کی صدیوں کی اُردو اِملانویسی کی تاریخ پر بہت اچھی روشنی ڈالتے ہیں۔ قدیم زمانے میں لمبی یہ اور گول "ی" دونوں گول "ی" سے لکھی جاتی تھیں اور ان قطعات کا اِملہ اس کا مستند ثبوت ہے۔

367

183.

دیوانِ آتش

حروفِ تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ اس سے اٹھارہ صدی عیسوی میں اردو کے مردِ رسم الخط پر روشنی پڑتی ہے۔ دیوانِ بلا کسی تمہید کے، رلیف الف کی غزل سے شروع ہو گیا ہے۔

مضمون شعرو سخن (دواوین) زبانِ اردو، شاعر خواجہ حیدر علی آتش فیض آبادی، زمانہ تالیف اٹھارہ صدی عیسوی، کاتب محمد علی بخت قادری چشتی۔ کاتب نے یہ دیوان مرزا غلام

عماد الدین عرف مرزا کاشو خلف الصدق مرزا علی بخش کی حسب فرمایش نقل کیا ہے۔ مخطوط شاعر
 کی زندگی میں منقول ہونے کے باعث معتبر اور بہت اہم ہے۔ تاریخ کتابت ۴۰ ماہ ربیع الثانی
 ۱۱۴۹ھ = اگست ۱۸۳۶ء۔ خط نستعلیق مایل پر شکستہ، دو کالی تحریر،

کاغذ دیسی (کشمیری)، اور اوق ۲۶۲، بیت

فی صفحہ ۱، تقطیع ۵ × ۲۰، ۳۰،

سنٹی میٹر۔

آغاز:

حساب آسائیں دم بھرتا ہوں تیری آشتی کا

نہایت غم ہے اس قطرہ کو دریا کی جھڑائی کا

اختتام:

قالب خاکی کو لو سستے ہیں آتش زیر خاک

کچھ نہیں معلوم ہم کو روح کس عالم میں ہے

کاتب کا اختتامیہ: تمام شد

دیوان خواجہ حیدر علی آتش بموجب

فرمایش مرزا غلام عماد الدین عرف

مقدّمی نے صافی ہوئی بارونہ تہ
 مرف سنیہ جو جوانی مریم نام میں ہے
 شہد و راقیہ سے ارہو بھائی دست
 بہتاشا ہی و نامکں جو عالم دم میں ہے
 لعل و شمع کے نہیں ہو میرے ذکا و آئیے
 روشتے اوس رحلی کو کہ میرے اوسم میں ہے
 نورانی کسل دست جنوں بجز رونق
 دیکھا تو میں نے کتنا اور زار میں ہے
 دشمنی جان سینے آبی ہر وقت کا مزہ
 چکے کے دیکھا تو خلوت بھلا اس میں ہے
 قالب خاکی کو لو سستے ہیں آتش زیر خاک
 کچھ نہیں معلوم ہم کو روح کس عالم میں ہے
 تمام شد دیوان خواجہ حیدر علی آتش بموجب فرمایش مرزا غلام عماد الدین
 عرف مرزا کاشو خلف الصدق مرزا علی بخش صاحب چہارم شہر ربیع الثانی
 ۱۱۴۹ھ بمطابق ۱۸۳۶ء غازی خلد اللہ ملکہ کاتب الدیوان
 فقیر حقیر محمد علی اکبرت قادر علی بخش حقیر اللہ عنہ روز دوشنبہ
 برکہ خواجہ د عالم دار
 کاتب کا نام

مرزا کاشو خلف الصدق مرزا علی بخش صاحب چہارم شہر ربیع الثانی ۱۱۴۹ھ جلوس محمد بہادر

شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ۔ کاتب الدیوان فقیر حقیر محمد علی بخش قادر علی چشتی

عفی اللہ عنہ بروز دوشنبہ۔

دیوان جامی

غزلیات و رباعیات کا مجموعہ ہے۔ غزلیات کی ترتیب رسم کے مطابق حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی ہے۔ غزلیات سے قبل چند حمد اور نعت ہیں۔ دیوان کے آغاز میں نو صفحات کا شعر میں مقدمہ ہے جس میں جامی کی جائے پیدائش اور شیخ الاسلام احمد جامی سے نسبت کا بیان ہے دیوان اشعار قصائد، غزلیات، قطعات و رباعیات پر مشتمل ہے۔ تمام ابیات کی تعداد تقریباً آٹھ ہزار سات سو پچاس (۸۷۵۰) ہے۔ اس کے دو عدد نسخے مدرسہ سپہ سالار تہران کی قلمی لائبریری میں زیر نمبر ۳۳۲ و ۳۳۳ محفوظ ہیں۔ دیوان جامی کا زیر بحث نسخہ خواجہ عبدالغفور نقشبندی کے ذریعہ جن کی چار عدد مہر ہیں دیوان کے آغاز سے قبل ساتویں صفحہ پر ثبت ہیں کسی شخص عبدالعزیز کی معرفت بارہ روپوں میں شہر کابل میں خرید کیا گیا ہے۔ تاریخ خرید، ذی الحجہ ۱۲۷۰ھ (جمعرات ۳۱ اگست ۱۸۵۲ء) ہے۔

مضمون شعر و ادب، زبان فارسی، شاعر نور الدین عبدالرحمان بن احمد بن محمد جامی متوفی ۱۰۷۱ھ محرم الحرام ۷۹۹ھ ہجری (۴ نومبر، جمعرات ۱۴۹۲ء)، تاریخ تالیف ۸۸۴ھ (۱۴۷۹ء) جیسا کہ جامی کے اس شعر سے مستفاد ہے:

از گوہر سال نظم این عقد دُر بر روئے صدف نہادہ یکداز گہر

”صدف“ کے منہ پر ایک نقطہ لگانے سے ”صدف“ ہو جاتا ہے اور یہی لفظ دیوان کی تاریخ

تالیف ہے۔ ناقل و تاریخ کتابت نامعلوم، کاغذ کشمیری، خط نستعلیق، مقدمہ کی صفحہ کی لوح پیپر ناشی کی نقاشی کی حامل، دو کالمی سطور کے مابین تحریر، فولیو ۴۰۲ (صفحات ۸۰۴)، سطور فی صفحہ

۱۲، تقطیع ۱۰ ۱/۲ x ۱۸، سنٹی میٹر۔

ابتداء: بسم اللہ الرحمن الرحیم ہست صلواتی خوان کریم

آخری ابیات:

اشرف تو کمیت نکتہ دانی رانی اصرار رموز جاودانی دانی
بنویس کہ مانند نداری در خط در شیوہ تصویر بمانی مانی
ناقل کا مخطوط کے اخیر پر نوٹ:

تمت تمام شد بتاریخ پانزدہم شہر صفر المظفر ۱۱۵۶ھ

184.

369

کلیاتِ انشاء

حسب ذیل مضامین کا مجموعہ ہے:

- ۱۔ قصاید از فولیو اول تا فولیو ۳۴۔
- ۲۔ غزلیات بترتیب حروف تہجی فولیو ۳۵ سے فولیو ۱۲۲ تک۔
- ۳۔ فردیات (۱۴۲ و ۱۴۳)
- ۴۔ رباعیات (۱۴۳ - ۱۴۴)
- ۵۔ قطعات در معرفت زبان پشتو (۱۸۲ - ۱۸۵)
- ۶۔ دیگر قطعات (۱۸۵ - ۱۹۲)
- ۷۔ چیستان و پھیلی (۱۹۲ - ۱۹۴)
- ۸۔ مثنوی فارسی (۱۹۵ - ۲۲۲)۔ تاریخ اتمام نغمہ آہنگ دل۔ (۱۲۰۶ھ = ۱۷۹۱ء)
- ۹۔ شرع مائتہ عامل (۲۲۳ - ۲۲۵) بزبان فارسی۔
- ۱۰۔ دیوان فارسی (۲۲۶ - ۲۴۷) ترتیب حروف تہجی۔
- ۱۱۔ مخمسات (۲۴۸ - ۲۵۹)

۱۲۔ مسدس (۲۵۹ - ۲۶۰)

۱۳۔ دیوان ہندی بے نقط (۲۶۱ - ۲۶۸)

۱۴۔ مثنوی بے نقط (۲۶۹ - ۲۷۲)

۱۵۔ شکارنامہ (۲۷۲ - ۲۷۶)

۱۶۔ متفرقات (۲۷۶ - ۳۳۸)

مضمون شعر و سخن (دواوین)، زبان اردو، فارسی، پشتو، ہندی۔ شاعر میرانشاہ اللہ خان مرحوم، زمانہ تالیف اٹھارویں صدی عیسوی کا آغاز، کاتب اللہ داد بیگ عرف محمدی بیگ ولد محمد امین بیگ، تاریخ کتابت پیر ۱۲ ربیع الاول ۱۲۳۲ھ (۹ جنوری ۱۸۱۹ء)، خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، اوراق ۳۳۸، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۲۰ x ۵، ۳۳ سنی میٹر۔

آغاز : اے خداوند مہر ثریا و شفق۔

اختتام : اور کارروائی وہ کر جائے سب کی۔

کاتب کا اختتامیہ : تمام شد دیوان میرانشاہ اللہ خان مرحوم از دست اللہ داد بیگ عرف محمدی بیگ ولد محمد امین بیگ در ماہ ربیع الاول بتاریخ دوازدہم بروز دوشنبہ ۱۲۳۲ ہجری۔

370

93.

مجموعہ دیوان ظہوری و رسائل طغرا

۱۔ ملا نور الدین محمد ظہوری کے دیوان شعر کا مجموعہ ہے۔ اس کی غزلیات کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے۔ ظہوری ایرانی شاعر تھا اور ترشیر یا تربت خراسان سے تعلق تھا۔ تکمیل مراتب کے بعد ہندوستان گیا اور والی دکن ابراہیم عادل شاہ ثانی کی خدمت میں داخل ہو گیا۔ دیوان ظہوری اگرچہ قصائد، غزلیات، رباعیات پر مشتمل ہے، مگر زیر بحث مخطوط صرف مجموعہ غزلیات

ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ مدرسہ سپہ سالار جدیدہ تہران میں زیر نمبر ۳۸۲ محفوظ ہے۔

مخطوط مختلف دستخطوں سے مختلف اوقات میں تحریر کیا گیا ہے۔ کہیں خوش خط، کہیں شکستہ اور کہیں خوش خطی کی جہدوں کے مابین تحریر ہے لیکن عموماً شکستہ خط میں ہے۔ جداول کے مابین ورق ۹، سے ورق ۱۰۹ تک اور ورق ۲۴۱ سے ورق ۲۸۸ تک تحریر ہے۔ کل اوراق ۳۱۶، سطور فی صفحہ ۱۲، خط نستعلیق شکستہ، کاغذ کشمیری، تاریخ نقل نامعلوم، ناقل نامعلوم، اخیر برقدے ناممکن حالت بحیثیت مجموعی اچھی۔ مضمون ادب و شعر تقریباً تین سو برس پرانا۔ تقطیع ۱۲ x ۱۱ ۱/۲ سنٹی میٹر۔ پہلے ورق کا پہلا شعر یہ ہے:

چہ قامت است کہ دادست مروناز مرا بجلوہ کند زین نخل برگ و ساز مرا
اور آخری ورق کا آخری شعر یہ ہے:

ز فیض مدحت دارائے عادل ظہوری را کند الہام کاری

۲۔ رسایل طغرا، طغرائے مشہدی کے حسب ذیل رسایل کا مجموعہ ہے۔ یہ رسایل پُر تکلف اور

محقق و مسجع نثر پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ بیچ بیچ میں اشعار کے بھی حامل ہیں۔ طغرائے مشہدی ایک خوش فکر شاعر تھا۔ زیادہ تر انشاء پر دازی میں خیال بندی کیا کرتا تھا۔ ایک شنوئی میں کشمیر کی تعریف کی ہے۔ شاہزادہ مراد بخش کے ملازموں اور حاشیہ برداروں سے تھا اور مدح میں قصیدے بھی لکھے ہیں۔ انیس عمر میں مرزا ابوالقاسم دیوان المعروف بہ قاضی زادہ کی تحریک پر کشمیر میں آکر محلہ نایہ مار سرینگر میں ایک دکان پر دیوانہ وار رہا کرتا تھا۔ انتقال پر مزارش اعلان در گنج سرینگر میں دفن ہوا۔ منشآت طغرا حسب ذیل ہیں:

۱۔ مشاہدات ربیع طغرا ورق ۳۱۴ سے ورق ۳۲۲ تک۔

۲۔ آہنگ بلبل ورق ۳۲۲ سے ورق ۳۲۸ تک۔

۳۔ مرآت الفتوح طغرا ورق ۳۳۰ سے ورق ۳۴۴ تک۔

۴۔ تاج المذراخ ورق ۳۴۶ سے ۳۶۳ تک۔

۵۔ فردوسیہ طغرا ورق ۳۶۳ سے ورق ۳۸۸ تک۔

۶۔ کنز المعانی طغرا ورق ۳۸۹ سے ورق ۳۹۵ تک۔

۷۔ تجلیات طغرا ورق ۳۹۶ سے ورق ۴۰۸ تک۔ طغراء کا یہ رسالہ کشمیر اور اس کی

خوبصورتیوں سے متعلق ہے۔ اس میں کشمیر

کی فصل بہار، چنار، بارغ فیض بخش

اور خشکی آب و ہوا اور تخیل وغیرہ کا مختصراً

ذکر ہے۔

اسی مجموعہ کے طبع ورق ۴۰۹ سے

ورق ۴۲۹ تک چالیس اور اق کسی

نامعلوم فارسی تاریخ کے ہیں۔ ان کا تعلق

ہندوستان پر بابر کے حملہ اور ابراہیم

لودھی کی جنگ اور ہمایوں کے حملہ

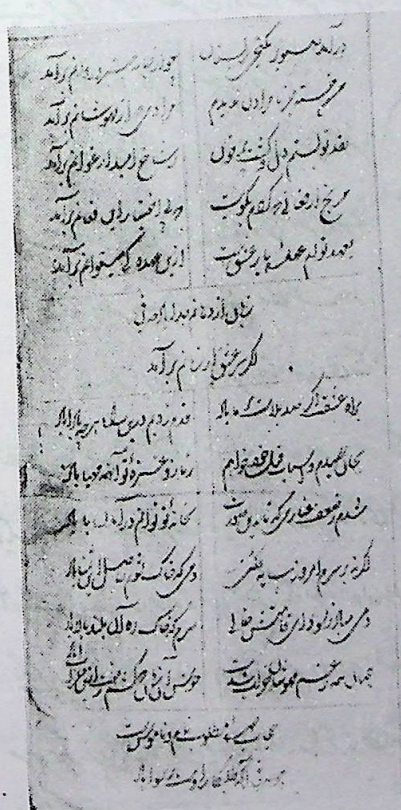
سیالکوٹ سے ہے۔ آخری ورق سے

سیاق کے دوران معلوم ہوتا ہے کہ ۹۳۵ھ

(۱۵۲۹ء) میں مورخ یہ تاریخ لکھ رہا تھا۔

ورق ۴۵۰ ادویہ سے متعلق ہے، اور ورق ۴۵۱ اور ۴۵۲ صرفی کی فارسی غزلیات سے متعلق

ہیں۔ یہ صرفی کشمیری ہے۔



خط نستعلیق سادہ، ماسوائے اول الذکر بقعہ مخطوطوں کے اور اوراق ۱۳۶، سطور فی صفحہ

۱۵، تقطیع ۱۲ x ۱۱ سنی میٹر، مضمون ادب و شعر، نام ناقل اور تاریخ کتابت نامعلوم،

تاہم تین سو برس قدیم۔ حالت بحیثیت مجموعی درست۔

220.

371

مجموعہ صوفیانہ مذاق

بشکل بیاض اقبال و ابیات اور اشعار کا مجموعہ ہے جن میں صوفیانہ مضامین ظہور

کئے گئے ہیں۔ یہ اقبال و ابیات مشہور بزرگوں اور صوفیان کرام کے ہیں جو وقتاً فوقتاً کہے گئے تھے۔

انتخاب اقبال و اشعار میں بیاض نگار نے اپنے ذوق ادب و شعر کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ اس سے مؤلف

کی طبع تصوف پسندی کا اندازہ ہوتا ہے۔

مضمون شعر و ادب بشکل بیاض، زبان زیادہ تر فارسی، اور کہیں کہیں اردو، بیاض نگار

عاصمی پرمعاصی غلام محمد نقشبندی، تاریخ کتابت ابتدائی شوال ۱۳۳۹ھ (بعد جون ۱۹۲۱ء)

بیاض نگار کا خود نگاشتہ، تاریخ اختتام نامعلوم، خط نستعلیق خوش خط، کاغذ مشینی (پل کا)

خبر برد فولیوز ۱۱، سطور فی صفحہ مختلف، تقطیع: ۱۰، ۳ x ۱۵، سنی میٹر۔

آغاز: کچھ ناپاکم ولیکن دل بیاکان بستہ ام

در بہارستان عالم، رشتہ نگارستان

اختتام: شجرہ طیبہ حضرت خواجہ بزرگ نقشبند مخاریؒ۔

حاصل بیاض کا اختتامیہ ندارد۔

مجموعہ منظومات فارسی

بیاض نما انداز کا فارسی منظومات کا مجموعہ ہے جس میں زیادہ تر نظمیں مٹلا توفیق کشمیری سے متعلق ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ مثنوی در تعریف کشمیر صفحوں اول و دوم۔

۲۔ محسن توفیق بر حافظ (صفحہ ۳ و ۴)، محسن توفیق بر غزل صائب (ص ص ۴۰-۴۱)

ایضاً محسن توفیق بر غزل صائب (۴-۵)، بر غزل کلیم (۵-۹)، بر غزل صائب (۹-۱۰)، بر غزل جامی (۱۰-۱۱)

بر غزل کلیم (۱۲-۱۳)، بر غزل جامی (۱۳-۱۴)، بر غزل صائب (۱۵-۱۶)

بر غزل جامی (۱۶-۱۸)، بر غزل صائب (۱۸-۱۹)

۳۔ رباعیات (۱۹-۲۱)

۴۔ منقبت شاہ نقشبند شکل کش (ص ص ۲۲-۲۴)

۵۔ منقبت حضرت محبوب العالم شیخ حمزہ (۲۴-۲۵)

مضمون شعرو ادب، زبان فارسی، نظم، شاعر زیادہ تر مٹلا توفیق کشمیری مثنوی ۱۱۹۷ھ

(۱۶۸۳ء) بوجہ ناقص اول و آخر کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق خفی مایل شکستہ

دو کالموں میں تحریر، کاغذ کشمیری، صفحات ۲۵، سطور فی صفحہ ۱۰، تقطیع ۱۰، ۳ × ۱۰، ۸، ۱/۲ انچی میٹر

ابتداء: کد و خوش بنزدیک نرگس بکار سفارش چہ حاجت توئی پیر کار

اختتام: یا حضرت محمد و م حاجات ماہمہ تراست معلوم

حاجت چو رواست پی شہا چیست حاجت بغرض ما

مخطوط کناروں پر سفید کاغذ سے مرتب شدہ ہے۔

مخزن الاسرار

نظامی گنجوی کی مثنویات پنج گانہ میں جو پنج گنج اور خمسہ نظامی کے نام سے بھی مشہور ہیں، مخزن اسرار اُس کی پہلی مثنوی ہے۔ یہ مثنوی دو ہزار دو سو دو (۲۲۰۲) ابیات پر مشتمل ہے نظامی نے اسے بہرام شاہ منجکی دلی، ارزخان کے لئے نظم کیا تھا، اور اس کے صلیے میں پانچ ہزار دینار مرخ (اشرفیاں) اور پانچ تیز رفتار چرخ حاصل کئے تھے۔ مخزن اسرار میں حمد و نعت کے بعد عارفانہ اسرار و برہنہ مختلف حکایات کے ذریعہ اُنبا کرکئے ہیں۔ ہر واقعہ اور عنوان کے اختتام پر نظامی نے اپنا نام ظاہر کر دیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے اپنی شاعرانہ عظمت کا خاص احساس تھا۔ مخزن اسرار ہمیشہ سے کشمیر اور بیرون کشمیر کے فارسی درسی نصاب میں شامل رہ چکی ہے۔

مضمون شعروادب (مثنویات)، زبان فارسی، ناظم و شاعر حکیم نظامی گنجوی متوفی (۱۲۱۴ھ) تاریخ تالیف ۲۴ ربیع الاول ۵۵۲ھ (پیر ۴ مئی ۱۵۱۵ء) جیسا کہ کتاب کے اخیر پر بخود کہتا ہے:

بود حقیقت ز شمار درست بیست و چہارم ز ربیع نخست

از کہ ہجرت شدہ تا این زمان پانصد و پنجاہ دو افزون بران

مثنوی کا نام مخزن اسرار اس بیت سے جو مثنوی کے آخری صفحہ پر ہے، عیاں ہے:

پائے زمر کرد و زلب در فشانہ مخزن اسرار بی پایانہ

کاتب و ناقل نامعلوم، تاریخ کتبت ۲۸ ذی الحجہ ۱۲۴۸ھ (جمعرات ۲۶ جون ۱۸۶۲ء)

خط نستعلیق باریک، سادہ، آخری صفحہ بطرز شکستہ، کاغذ کشمیری، فولیوز ۴۹، سطور فی صفحہ ۵۱ تقطیع ۱۱ ۱/۴ x ۱۸ سنٹی میٹر۔

آغاز: ہست کلید در گنج حکیم
سم الشارح جملن الرشید

آخری بیت : آنکہ کند رو بسوئے دامنم منت صد جان بودش بر تخم
کاتب کا اختتامیہ : تمام شد بیت و ہشتم شہر ذی الحجہ ۱۲۰۸ھ۔

374

7.

مخزن الاسرار

نظامی گنجوی کے خمس کی سب سے پہلی کتاب ہے۔ باقی چار یہ ہیں :

تہذیب
الاولیٰ
حساب
حساب الفہم
از بابا
نور چشمی
خواجه غلام محمد
بیدل
احقر میرزا حیدر علی

۱۔ خسرو شیریں

۲۔ لیلیٰ مجنون

۳۔ ہفت پیکر

۴۔ اسکندر نامہ

اسکندر نامہ ۲۵

مخزن الاسرار نظامی کا اکادمی کا زیر بحث محفوظ نسخہ انتہائی خوش خط ہے۔ باریک خط تعلیق میں ہے۔ نسخہ دوم ہری جہدوں کے مابین جو سنہری ہری نقل کیا گیا ہے۔ فی صفحہ ۹ سطور ہیں۔ فولیو اول اعلیٰ درجے کی نقاشی اور تہہ زیب کاری کا حامل ہے۔ جدیدین کا مابین پھولوں سے مزین ہے۔ تعداد فولیو ۱۳ (الف) ہے۔

مخزن الاسرار (اسرار کا خزانہ) فارسی کے مشہور شاعر شیخ ابو محمد الیاس نظامی گنجوی کی تصنیف ہے۔ اس کا موضوع جیسا کہ نام سے اظہار ہوتا ہے تصوف ہے۔ اس کے اپنے بیان کے مطابق نظامی نے مشنوی مخزن الاسرار ۲ ربیع الاول ۵۵۹ھ (جمرات ۲۰ فروری ۱۱۶۴ء) کو منظوم کی اور اس لحاظ سے خمسہ نظامی میں اسے پہلا درجہ حاصل ہے۔ اس سلسلے میں نظامی کا بیان یہ ہے :

پائے ز سر ساخت ز لب درفش اند مخزن الاسرار بی بیان رساند

بود حقیقت ز شمار درست بست و چہارم ز ربیع نخست

از کہ ہجرت شدہ تا این زمان پانصد و پنجاہ نہ افزون بران

۵۵۹ھ

نوادرخدا بخش اورینٹل پبلیک لائبریری پٹنہ مرتب سید احسن شیر، نمبر ۱۳، ص ۶ میں
مخزن اسرار کا سال تالیف ۱۴ رجب ۱۲۷۲ھ تحریر ہے جو مذکورہ اشعار کے مطابق درست نہیں ہے۔ مخزن
الاسرار کے اتباع میں فیضی (م ۱۰۰۲ھ = ۱۵۹۵/۹۶ء) نے مخزن الادوار اور عرفی (م ۱۵۹۱ء) نے اسی
نام کی مشنوی لکھی ہے۔ مخزن الاسرار کا پیش نظر مخطوط میرزا حمید روشن نویں کا ہے۔ یہ نسخہ اُس نے
حسب فرمایش خواجہ ریف الدین بابت نور چشمی خواجہ غلام محمد صاحب کیلئے لکھی ہے۔ تاریخ نقل جو مخطوط
کے آخری فوٹیو ۱۳۰ (الف) پر درج ہے ۱۳۱۲ھ (۱۸۹۴/۹۵ء) ہے مخطوط نہایت عمدہ اور مکمل حالت
میں ہے۔ اس کا آغاز ان ابیات سے :

ہست کلید در گنج حکیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاتحہ فکر تا و ختم سخن نام خدا یست برو ختم کن

پیش وجود ہمہ آیینہ گان پیش بقائے ہمہ پایندگان

اور اختتام ان ابیات پر ہوتا ہے :

دائکہ کند رو بسودائے منم منت حد جان بودش در تنم

زانکہ قبول و رد ہر کس ز غیب بخش خوانست کس از پر عیب

بار خدا یا ز کرم عفو کن جملہ گناہان تو ز صاحب سخن

انیم پر کاتب کی عبارت یہ ہے :

”حسب الفرمایش خواجہ ریف الدین صاحب دام اقبالہ از بابت نور چشمی خواجہ غلام محمد

صاحب بید احق میرزا احمد ۱۳۱۲ھ“

آخری بیت : آنکہ کند رو بسوئے دامنم منت صد جان بودش بر تنم

کاتب کا اختتامیہ : تمام شد بیست و ہشتم شہر ذی الحجہ ۱۲۰۶ھ۔

374

7.

مخزن اسرار

نظامی گنجوی کے خمسہ کی سب سے پہلی کتاب ہے۔ باقی چار یہ ہیں :

حساب الفرائض خواجہ سیف الدین
از بابت نور چشمی خواجہ غلام محمد
بیدل حرمی زاحید مستملک

۱۔ خسرو شیریں

۲۔ لیلیٰ مجنون

۳۔ ہفت پیکر

۴۔ اسکندر نامہ ۱

اسکندر نامہ ۲

مخزن اسرار نظامی کا اکادمی کا زیر بحث محفوظ نسخہ انتہائی خوش خط ہے۔ باریک خط تعلیق میں ہے۔ نسخہ دوم ہر جہدوں کے مابین جو سنہری ہر نقل کیا گیا ہے۔ فی صفحہ ۹ سطور ہیں۔ فولیو اول اعلیٰ درجے کی نقاشی اور تہہ ہیب کاری کا حامل ہے۔ جہدین کا مابین پھولوں سے مزین ہے۔ تعداد فولیو ۱۳۔ (الف) ہے۔

مخزن اسرار (اسرار کا خزانہ) فارسی کے مشہور شاعر شیخ ابو محمد الیاس نظامی گنجوی کی تصنیف ہے۔ اس کا موضوع جیسا کہ نام سے اظہار ہوتا ہے تصوف ہے۔ اُس کے اپنے بیان کے مطابق نظامی نے مشہور مخزن اسرار ۲ ربیع الاول ۵۵۹ھ (جمرات ۲۰، فروری ۱۱۶۴ء) کو منظوم کیا اور اس لحاظ سے خمسہ نظامی میں اسے پہلا درجہ حاصل ہے۔ اس سلسلے میں نظامی کا بیان یہ ہے :

پائے زمر ساخت زلب در فشانہ مخزن اسرار بی بیان رسانہ

بود حقیقت ز شمار درست بست و چہارم ز ربیع نخست

از کہ ہجرت شدہ تا این زمان پانصد و پنجاہ نہ افزون بران

۵۵۹ھ

نوادہ خدا بخش اور نیشنل پبلک لائبریری پٹنہ مرتب سید احسن شیر، نمبر ۱۳، ص ۶ میں

مخزن الاسرار کا سال تالیف ۱۴، جب ۱۶۷۵ء تحریر ہے جو مذکورہ اشعار کے مطابق درست نہیں ہے۔ مخزن

الاسرار کے اتباع میں فیضی (م ۱۰۰۲ھ = ۱۵۹۵/۹۶ء) نے مخزن الادوار اور غنی (م ۱۵۹۱ء) نے اسی

نام کی مشنوی لکھی ہے۔ مخزن الاسرار کا پیش نظر مخطوط میرزا حمید رخوش نویں کا ہے۔ یہ نسخہ اُس نے

حسب فرمایش خواجه سیف الدین بابت نور چشمی خواجہ غلام محمد صاحب کیلئے لکھی ہے۔ تاریخ نقل جو مخطوط

کے آخری فوٹیو ۱۳۰ (الف) پر درج ہے ۱۳۱۲ھ (۱۸۹۴/۹۵ء) ہے۔ مخطوط نہایت عمدہ اور مکمل حالت

میں ہے۔ اس کا آغاز ان ابیات سے:

ہست کلید در گنج حکیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاتحہ فکرت و ختم سخن نام خدا ایست برو ختم کن

پیش و جود ہمہ آیینہ گان پیش بقائے ہمہ پایندگان

اور اختتام ان ابیات پر ہوتا ہے:

دائکہ کند رو بسودائے منہم منت صد جان بودش در تنہم

زانکہ قبول و رد ہر کس زغیب بخش خوانست کسا ز ادیب

بار خدا یا ز کرم عفو کن جملہ گناہان تو ز صاحب سخن

انخیر پر کاتب کی عبارت یہ ہے:

”حسب فرمایش خواجہ سیف الدین صاحب دام اقبالہ از بابت نور چشمی خواجہ غلام محمد

صاحب سید امقر میرزا دہر ۱۳۱۲ھ“

قدیم زمانے میں نصاب فارسی میں داخل ہونے کے باعث اس کے نسخے کثیر اور بیرون کشمیر کے
 اُن گھرانوں میں محفوظ ہیں جن کا کسی وقت فارسی زبان و ادب سے تعلق تھا۔ مخزن الامرار کے متعدد نسخے
 محکمہ تحقیق و اشاعت سرینگر کشمیر کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ اور دو نسخے خمسہ نظامی کی شکل میں
 خدا بخش لائبریری پٹنہ میں زیر نمبر ۱۳ محفوظ ہیں۔

332.

375

نعت النبی منظوم

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں منظوم قصیدہ ہے تعداد
 ابیات جیسا کہ اس شعر سے مفہوم ہے ۱۸۰ ہیں :

فاء، وقاف فی العدد، ابیات مدح مستند

فی کل حول و اکمل، صلوا علیہ داء

اس قصیدہ کی تنظیم سے ناظم کا مقصد قاری کے ہول اور رنج و الم کو دور کرنا ہے۔

مضمون شعر و سخن (مدح)، زبان عربی، ناظم امام یاضی متونی ۵۵۰ھ ہجری (۱۱۵۲ء) کاتب
 و تاریخ کتابت غیر مذکور، لیکن اندازاً پچاس پہلے کی تحریر، خط نسخ سادہ و صاف، کاغذ کشمیری فولیو، اہلو
 فی صفحہ ۱۱۔

آغاز: طلع النبی المصطفیٰ، کالبدہ یطلع فی الدُّحیٰ

اختتام: من احمد ذوالحرمة، صلوا علیہ دائماً

اسی کے ساتھ ملحق ابو عبد اللہ شرف الدین بوسیری (۶۰۸ھ - ۶۹۴ھ = ۱۲۱۱ء -

۱۲۹۵ء) کا قصیدہ بُردہ ہے جو زمانہ میں ادباء کا مورد توجہ رہا ہے۔ کشمیر میں یہ قصیدہ بطور تبرک پڑھا
 جاتا تھا، اور اس لئے اس کے متعدد نسخے دستیاب ہیں۔ یہ قصیدہ بارہا ہندوستان اور ترکی میں شایع

ہو چکا ہے۔

مضمون شعرو سخن (مدح نبیؐ بطرز قصیدہ) زبان عربی، زمانہ نظم ساتویں صدی ہجری (تیرھویں صدی عیسوی)، تاریخ کتابت و کاتب غیر مذکور، اندازاً پچاس سال پُرانا، خط نسخ، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۵، سطور فی صفحہ ۱۱۔ تقطیع دونوں کی $۱۱\frac{1}{4} \times ۱۹\frac{1}{4}$ سنٹی میٹر۔

آغاز: امن تذکر جیران بذی سلم

اختتام: و اطرب العیسى حادى العیسى بالنعم۔

دونوں میں کاتب کا اختتامیہ ندارد، لیکن ایک ہی قلم کی تحریر۔

501.

376

نعت شریف

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰؐ کے محامد اور اوصاف حسنہ میں طویل نعت یا قصیدہ ہے۔ اس میں پیغمبر اسلامؐ سے شفاعت کی اُمید کے ساتھ ساتھ آپؐ کو بنی اسرائیل کے دیگر انبیاء علیہم السلام کے بالمقابل افضل و بہتر قرار دیا گیا ہے۔ عام شعراء فارسی و عربی کے مطابق قیصر و کسریٰ اور خاقان کو آپؐ کی درگاہ کے ادنیٰ ترین خدام سے بتایا گیا ہے۔ انیسویں آپؐ سے شاعر کی بخشش و عفو کی اُمید ہے۔

مضمون شعرو شاعری، زبان فارسی، شاعر غلام احمد فاضل، المتخلص بہ جیتہ برادر غلام حسن کھوپڑی، مصنف تاریخ حسن، امام مسجد آستان نقشبند صاحب 'سرتیگر' متوفی نگ بھگ ۱۳۲۰ ہجری = ۱۹۱۲ عیسوی، ناقل اور تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم مصنف کے عہد کا، خط نستعلیق مایل بر شکستہ، کاغذ دیسی (کشمیری) فولیو ۷ (صفحات)، ابیات نعت ۱۲، تقطیع $۹,۷ \times ۱۸,۲$ سنٹی میٹر۔

شروع :

مرحبا اے پیک باد صبحم
خوشخرامی، خوش خرام
اخیر کا بیت :

جیسے ابس کن تو از راہ ادب
طَلَّتْ فِي التَّكْلِيفِ الْمَعْرِضِ تَم
کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

غلام احمد جید فاضلی
کشمیری کی یہ جامع اوصاف
فارسی نعت نایاب ہے اس کا
نسخہ کشید کے کسی اور مجموعہ
مخطوطات میں محفوظ نہیں ہے۔

از پیک بختیش زلفا برکت علی بن ابی طالب
جید ابس کن تو از راہ ادب
طَلَّتْ فِي التَّكْلِيفِ الْمَعْرِضِ تَم

قصیدہ نعتیہ
از غلام احمد فاضلی
سرادعہ علی

377

465.

نقل خطِ منظوم فارسی

میرزا سعد الدین کے اس خط کا منظوم جواب ہے جو انہوں (مرزا سعد الدین) نے مدینہ منورہ سے لکھا تھا۔ جواب دینے والے سیف الدین صاحب درابو والد مرزا سعد الدین ہیں۔ مرزا سعد الدین نے مدینہ منورہ سے معمر حبشی، مجالس عروس میں شیر بن بکھیر نے اور قربانی کے گوشت کے دفن کرنے وغیرہ فروع کے متعلق دریافت کیا تھا۔ سیف الدین درابو نے اپنے منظوم جواب میں ان مسائل کی دریافت کو مسلمانوں کے حق میں غیر ضروری قرار دیتے ہوئے، محبت اولیاء و صالحیاء

پر زور دیا ہے۔ اس سے قبل دو منظوم صفحات کی شخص مخلص کے ہیں۔ اور مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات سے متعلق ہیں۔

مضمون شعر و ادب 'ربان فارسی (نظم)' شاعر سیف الدین درابو، زمانہ نظم چودھویں صدی ہجری (بیسویں صدی عیسوی) کا آغاز، ناقل سعید الدین، تاریخ نقل غیر مذکور، مقام نقل بندہ پور، کشمیر خط نستعلیق مایل بشکستہ، کاغذ دیسی (کشمیری)، صفحات ۷۷، تعداد آیات ۱۰۴، تقطیع ۱۳ x ۸ انسٹی میٹر۔

آغاز: شعلہ دروی بجان او فروخت یک جسمش پاک اذان آتش بسخت

اختتام: باہمہ انخوان و فرزندان و احیایش مدام

دار محفوظ از ہمہ شروفتن در ہر دو دار

کاتب کا اختتامیہ: نقل جواب خط میرزا سعد الدین از طرف جناب سیف الدین صاحب درابو از مدینہ منورہ زاد شرفنا کہ در ایام قضیہ معمریہ فرستادہ بودند۔ در مقام بندہ پور نقل گرفتہ شد۔ سعید الدین عفی عنہ۔

391.

378

وفات نامہ مولوی عزیز الدین

مولوی عزیز الدین مفتی اعظم کشمیر کا مرثیہ ہے جو ان کی وفات پر لکھا گیا ہے۔ یہ وفات

۱۳۲۹ ہجری مطابق ۱۹۱۱ء کو واقع ہوئی۔ صبح روز وفات پیر ۹ ربیع الثانی ۱۳۲۹ ہجری

(۱۰ اپریل ۱۹۱۱ء) ہے۔ مرثیہ مذکور میں مفتی اعظم کشمیر کو سایبان 'بلند مکان' عامل و عارف کامل

صاحب درع و تقویٰ، عابد و زاہد اور شکر و غیرہ کے اوصاف سے متصف قرار دیا گیا ہے تاہم

فات محساب حروف تہجیل اس شعر میں مذکور ہے:

از بکا مرثیہ بت تاریخ وفاتش گہڑگو و نان

کنز علم و حلم خاکس منزسپن ہے، ہے نہان

۱۳۲۹ ہجری

مضمون شعر و سخن (مرثیہ) زبان کشمیری، ناظم قمر الدین متخلص بنف کی، تاریخ مرثیہ ماہ

ربیع الثانی ۱۳۲۹ ہجری (اپریل ۱۹۱۱ء)، مصنف کا خود نکاشتہ نسخہ، خط نستعلیق عام تحریر

کا، کاغذ مشینی، صفحات ۴۹، اوسط اشعار فی صفحہ ۹، تقطیع ۲۰ x ۱۲، ۲۰ سنٹی میٹر۔

آغاز: آہ مرگن کو فرافکہ دشتہ سستی دل فکار

مائیکہ ایشہ سستی اچھ کرن چون پشتمہ سار

اختتام: چھ دغا پیشہ یہ دنیا دور گردون باز کار

گوم کوٹ مفتی زماہک تھوہ لہون موہ نار

مصنف کا جو اس مرثیہ کا کاتب بھی ہے، اختتامیہ:

الراقم ہوا ان ظم قمر الدین متخلص بنف کی غفی عنہ۔

التماس

راقم آٹم راد نظم اشعار کشمیری زبان بالکل محاورہ نیست۔ این چند ابیات کج کج حسب الحاح

بعضہ اصلاحی از قوافی نادرہ و عادی از مضامین و معانی و افزہ مرقوم شدہ نہ۔ ترقب و ترصد کہ بلا حظ

و مطالعہ صاحبان کیا ست و فراست خصوصاً بجاہران و واقفان این فن اصلاح پذیر خواہ شد۔

بمقتضای مضمون الانسان مرکب من الخطاء والنسيان زبان طعن و تغنت در حق

این ہیچمدان دراز نفرمانید۔

ہفت اورنگ منظوم

حسب ذیل سات منظویوں کا مجموعہ ہے۔ اس کا دوسرا نام سب سے جامی بھی ہے:

۱۔ سلسلۃ الذهب تین دفتر (دفتر اول ورق ۱ سے ۶۱ تک، دفتر دوم ورق ۶۲ سے

اور دفتر سوم ورق ۸۸ سے شروع ہے)

۲۔ سحبتہ الاسرار (ورق ۱۰۴ سے شروع)

۳۔ تحفۃ الاحرار (ورق ۱۵۴ سے شروع)

۴۔ مثنوی (ورق ۱۸۳ پر)

۵۔ مثنوی یوسف زلیخا (ورق ۲۰۱ پر)

۶۔ لیلیٰ مجنون (ورق ۲۶۳ پر)

۷۔ سکندر نامہ (ورق ۳۲۲ پر)

کل تعداد اوراق ۳۵۷۔

مضمون شعروادب (مثنویات) زبان فارسی، ناظم و شاعر مولانا نور الدین عبدالرحمان

جامی متوفی ۸۹۸ھ (مجموعات ۸ نومبر ۱۲۹۲ء) کاتب بیرعل جیو، ساکن بلبل لنڈ، تاریخ

کتابت ۲۳ شہر ربیع الاول ۱۲۸۱ھ (جمادی ۲۶ اگست ۱۸۶۶ء) خط نستعلیق خفی، خوشنویسی

کی جدولوں کے مابین چار خانوں میں تحریر، ہر مثنوی کے آغاز کا پہلا نصف صفحہ پیپر ماشی کی نقاشی

کا حامل، تعداد اوراق ۳۵۷، سطور فی صفحہ ۱۷، کاغذ کشمیری، تقطیع ۱۷ x ۱۲ ۱/۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: بِسْمِ اللّٰهِ الْحَمْدُ قَبْلَ كُلِّ كَلَامٍ بصفات الجلال والاكرام

اختتام: کہ تا پنبہ از خوش دل بر کشیم ہمہ خوش کر دیم و دم در کشیم

کاتب کا اختتامیہ سلسلۃ الذہب کے دفتر دوم کے اختتام پر اس طرح مندرج ہے
 بدست میرزا حبیب کاتب ساکن ببلال لنگر بیت تاریخ ۲۳ شہر ربیع الاول ۱۲۸۱ھ تحریر
 شد۔ ہفت اورنگ جامی کی جملہ کتب زمانہ بحال تک کثیر کے فارسی نصاب درسی میں داخل رہی
 ہیں اور اسی لئے اس کے متعدد نسخے دستیاب اور عام ہیں۔ ہفت اورنگ جامی متعدد بار ہندوستان
 ایران اور ترکی میں چھپ چکی ہے۔ اس کے متعدد نسخے مدرسہ اسپہسالار تہران میں محفوظ ہیں۔

بیاض

نتیجہ

بیاض

فارسی کی ایک منتشر کتاب جسے کیلاس پرنٹ مٹونے اپنے بھائی زندہ پرنٹ کیلئے جمع کیا ہے۔ تاریخ تالیف ۲۵ ماہ صفر المظفر ۱۱۵۸ھ = ۳ جون ۱۷۳۸ء ہے (ورق ۱۰۸)۔ بیاض مذکور مختلف شعراء کے نظم و نثر کلاموں پر مشتمل ہے، تاہم اس کے اہم مضامین یہ ہیں:

۱۔ مثنوی قضا و قدر (ورق ۳۷ سے ورق ۵۰ تک)

۲۔ اشغال اہل فرس مؤلف محمد علی میلہ رودی، تالیف سنہ ۱۰۴۹ھ = ۱۶۳۹ء

(ورق ۵۶ سے ورق ۸۶ تک)

۳۔ مناجات فارسی (ورق ۹۰ - ۹۱ تک)

۴۔ رسالہ الطوار در حال امرار در تجرید و کلمات شری بشت و شری رام چندر

ورق ۹۳ سے ورق ۱۰۶ تک)۔ ترجمہ فارسی از شری بشت (سنسکرت)

علاوہ ان مضامین شعری اور نثر کے اس بیاض میں جن شعراء کا کلام دستیاب ہے یہ ہیں:

ہشیار، حکایت زاہد طماع (منظوم) از جعفر، صائب، صیدی (منتخب از قیصہ)

محمد قلی سلیم، و ملا وحشی (واسوخت)

شاہ پور، رامب، منتخب از تحفۃ الملوک، رقعہ میر کمال الدین حسین بجا فظ داود،

ظہودی، والہ، حافظ شیرازی، مکالمہ اکبر شاہ و شیخ فیضی، آصف خان، یوسف خان،

صادق محمد خان، احمد بیگ خان، ناصر علی اور بابا ابراہیم، سوال و جواب عزیز و کامل (نثر) ورق

۱۲۳ سے ورق ۱۳۰ تک۔

آغاز: آں ماہ سیمیں برچہ گفت گفت باہجرم بساز و گفتش دیگرچہ گفت

اختتام: ہوا العزیز آنکہ اگر خواہش فقراء در خاطر است برادرم برائے افزونی عزت خود درویشان لباس حمی آیند۔

اوراق ۱۳۰، تقطیع ۳ × ۸، سنٹی میٹر، خط نستعلیق شکستہ، کاغذ کشمیری،
حالت اچھی، کشیر کا نام دو جگہوں پر دستیاب (ورق ۶، ۲۶۰)۔ مجلد، مگر شکستگی کے قریب۔

381

261.

بیاض

منتخب شعرائے فارسی کے اشعار کا مجموعہ ہے۔ یہ اشعار زیادہ تر ہم طرحی غزلیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ قصائد اور موعظہ و پسند کے اشعار بھی ہیں۔ وہ شعراء جن کے کلام پر یہ بیاض مشتمل ہے، حسب ذیل ہیں:

سعدی شیرازی (قصائد موعظہ و پسند (ورق اسے ورق ۱۳ تک) حافظ شیرازی، ہلالی
شاہی سبز واری، میرزا صاحب، میرزا طاہر، محمد توفیق، اعجاز، عبدالرحمان جامی، استاد فرد
ضمیری، سیفی، محتشم کاشانی، امیر خسرو، انصاری، محرومی ہراتی، عصمت، فانی، اہلی، عسادی،
آصفی، شرف الدین فخری، کمال الدین نجمہ، شایق، عاشق، شنوکت، جوہا، سعدی (غزل)،
آہی، اسیر، شیخ یعقوب صرفی (ورق ۳۱)، تحسین، کلیم، نور العین واقف، حبیبی، حضرت
احمد جام، استاد، مفتون، میرزا قلی میل، وصال، نعیمی، فیضی، شمس تبریز، ابن یمن،
حسامی، کوچکی، کاتبی، ریاضی، ظہیر الدین، فاریابی، نظری، میرضیاء الدین، خاقانی،
غنیمت گنجہای، آفرین، جعفر، سعدی (قصیدہ در مدح شمس الدین محمد ابن محمد) (ورق
۷۳ سے ورق ۷۹ تک) مافی، ناصر علی، میرزا جان سرور، رابع، نزاری، سید، محمود، مخلص،
اور شیخ عبدالحق دہلوی (انہر کے چار اوراق شیخ عبدالحق کے کلام پر مشتمل ہیں۔ مذکورہ شعراء میں

توفیق، شایق، جو یا، شیخ یعقوب مرینی، جُستی اور میر عنیاء الدین کشمیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ بیاض میں ورق ۸۱ پر کشمیر کے حسینوں کے متعلق سعدی شیرازی کا یہ شعر مذکور ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یا تو خود کشمیر آیا تھا یا کشمیر کے حُسن کے متعلق اپنے ہی وطن شیراز میں سُن رکھا تھا۔ پچھلے شعر کے ساتھ شعر یہ ہے:

اُس کیست کہ می رود برنجیر پای دل دوستان بزنجر
ہم شیر ہا دو ان بابل ہمسایہ لعبت ان کشمیر

مضمون ادب و شعر (بیاض) 'زبان فارسی، بیاض نگار نامعلوم، زمانہ بیاض نگاری نامعلوم، البتہ ورق ۳۱ پر "یا عمر" کی مہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۱۵ھ کے وقت کی تحریر شدہ بیاض ہے۔ خط نستعلیق خفی، کاغذ کشمیری، تعداد اوراق ۱۲۱، صفحہ پردو کالموں میں ترچھے انداز پر اشعار تحریر، اوسط اشعار فی صفحہ ۸، تقطیع ۱۰ x ۷، اسٹیٹ میٹر۔

ابتداء (دوسرا شعر): جائیکہ تیغ قہر بر آرد مہابت
ویران کند بسیل عدم لشکر فنا

اختتام: ورق ۳۱ کے پہلے صفحہ کا آخری شعر:

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما بلطف خود سرو سامان جمع پیش دیا کن

بیاض اشعار

مختلف شعراء کے فارسی کلام کا انتخاب ہے۔ یہ انتخاب زیادہ تر طرحی غزلیات کی صورت میں

ہے۔ وہ شعراء جن کے کلام پر یہ بیاض اشعار مشتمل ہے حسب ذیل ہے:

حافظ، جامی، سعدی، حکیم شیرازی، خواجہ غلام، مولانا عالم، سیفی، آوازی، ہلالی، آہسی

فیضی خسرو، سلمان ساوجی، کمال ثجندی، امیر سلطان ابراہیم حیدر، حالی، کامی، آصفی، فیاضی، مولانا حیدر بنائی، جلالی، حسن دہلوی، عبیدی، طوسی، مولانا داعی، ان کے علاوہ تین بحر طویل ہیں۔ ان میں دوسری بحر طویل محمد توفیق کشمیری کی ہے اور تیسری بابا نانک کی۔ پہلی بحر طویل ناقص ہے اور کسی نامعلوم شاعر کی ہے۔

علاوہ متذکرہ صدر شعراء کے کلام کے نثر میں لالہ کول کے صنعتِ تجنیس میں چند رقعات ہیں۔ صنعتِ تجنیس یہ ہے کہ دو الفاظ یا زیادہ کا اطلاق ایک ہی طرز کا ہو، مگر معنی مختلف ہوں جیسے عالم اور عالم۔ یہاں عالم اور عالم ایک ہی طرز پر لکھے جاتے ہیں۔ لیکن معنی دونوں کے مختلف ہیں۔ مضمون شعروادب، (بیاض اشعار) زبان فارسی، انداز بیان نظم و نثر، مصنفین مختلف اول و آخر سے ناقص ہونے کے باعث کاتب و تاریخ کتب نامعلوم، لیکن اغلباً کوئی کشمیری پڑت خط شکستہ استادانہ، کاغذ کشمیری، فولیو ۳۶، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۰،

تقطیع : ۸۶ x ۸۷ سنٹی میٹر۔

آغاز : (دوسرا شعر) :

در خلق گل دل خوش دوش بلبل
کات الصبوح هبوا یا ایہا السکاری

اختتام : آخر از کرم خوبی تفصیلات این بہار گلستان آرزوی ہر عرفان۔

۱۲۔ غزلیات و یک حکایت از محمود کامی (۲۶۵-۲۶۱)

۱۳۔ قہقہہ محمود غزنوی از محمود کامی (۲۶۱-۲۶۸)

۱۴۔ کلام متفرق از محمود کامی و مقبول کراہ واری (۲۶۹-۲۹۱) کاتب دوتاگ مشیو

تاریخ کتابت ۹۱۱ ہجری (۱۵۰۷ء و ۱۵۵۴ء)

۱۵۔ نیز کلام محمود گامی مقبول و فاخر (۲۹۱ - ۲۰۷)۔

۱۶۔ شودہ نامہ منظوم (۲۰۷ - ۳۱۱) شودہ تمباکو اور اُس کے پینے والوں کی مذمت

میں ہے۔ کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور مصنف ابن عطائی، جیسا کہ ان اشعار سے مفہوم ہے:

بگفت ابن عطائی این نصیحت بہ دنیا و بہ دین شودن فضیحت

دوئے اکھ نایکارن شودہ نامہ زھن شودن ز آتش نالو جامہ

۱۷۔ رسالہ در فن معنی منظوم (۳۱۱ - ۳۱۵)۔ مصنف و کاتب و تاریخ کتابت

نامعلوم۔

۱۸۔ نصاب و اصل کشمیری بزبان فارسی کشمیری (۳۱۶ - ۳۴۱)، کاتب و تاریخ کتابت

غیر مذکور۔

451.

384

بیاض اشعار

طرحی غزلیات، قصاید، مخمس، اور شلت پر مبنی ضخیم بیاض اشعار ہے۔ اس میں فارسی

کے بہت سے قدیم اور نامی گرامی شعراء کے کلام نے جگہ پائی ہے اور یہ شعراء مندرجہ ہیں:

توفیق کشمیری، محترم کاشی، جامی، سلمان ساوجی، سعدی شیرازی، محمد علی متین،

کشمیری (ص ۵۶ و ۵۷) مولانا علی شہاب تبریزی، امیر خسرو دہلوی، کمال، اہلی، نظر علی، عصمت

بخاری، عاشق، شاہی، رضا، وحشی، اوحدی، نور العین، واقف لاہوری، فصیحی، فغانی، جوہا

(ص ۵۳)، قبول، بلینگی، ہلالی، آصفی، بنیر، حافظ، فخری، صائب، ساطع (ص ۸۶)، امیر آصفی

مجلسی، حیدر، ساحری، استاد، میلی، صرفی کشمیری، نظیری نیشاپوری، میر عنایت اللہ، سامی (ص ۹۶)

میرضیاء الدین، شریف، مفتون (ص ۱۰۴)، ریاضی فصیحی، قدسی، حنین، ضیاء، بیدل، تائب،
امانی، خاقانی، آفرین، طغرا، کلیم، شمس تبریز، عراقی، ہاشم، حامی، حاجی، مشتاق، شامی، عرّنی،
کمال الدین، نجند، مولانا سہمی، میرنجات، علانی، حسن، مولانا رومی، حکیم نزاری، نزاری، نادری (۲۴۷)
نوری، نیازی، فخری، فایز، حکیم، تمکین، خزانی، ہمام الدین تبریزی، عبید، ظہوری، غنیمت گنجائی،
شیدای برہمن، نویدی، ابن یحییٰ،

مضمون، بیاض اشعار، زبان فارسی، مجموعہ غزلیات، قصائد، محسن، واسوخت، مشنوی،
وغیرہ، بیاض نگارنا معلوم، زمانہ، بیاض تیرھویں صدی، بحری (انیسویں صدی عیسوی) کا آغاز،
کاتب و زمانہ، کتابت غیر مذکور، تاہم مذکورہ بالا زمانہ، خط نستعلیق، کاغذ دیسی کثیری، صفحات
۳۴۰، اوسط اشعار فی صفحہ ۸، تقطیع : ۹.۵ x ۱۴.۸، اسٹیٹ میٹر۔

ابتداء : زاہدا کا کل شب

اختتام : مکو دیگر سخن ای طوطی شکر شکن باکس

چو غنچہ لب زہم بکشی در ہر انجن باکس

کاتب کا اختتامیہ غیر مذکور۔

463.

385

بیاض اشعار

ہم طرحی غزلیات میں شعرائے فارسی کے کلام کا مجموعہ ہے۔ وہ شعراء جن کے کلام

بلاغت نظام پر یہ بیاض مشتمل ہے، یہ ہیں :

کمال، طوسی، غزنی، جامی، فخری، شاہی، خواجہ عبدالرحیم قاضی، ابوظہر، باطائی،

دامی، حافظ، سیفی، حالی، نحوی، آگہی، عصمت، آذری، محمد توفیق کشمیری (قصیدہ)، صائب، نظامی

در تعریف لب و دہان و چشم۔

مضمون بیاض اشعار، زبان فارسی، بیاض نگار نامعلوم، زمانہ تیرھویں صدی ہجری
(اٹھارہویں صدی عیسوی)، کاتب و تاریخ کتبت نامعلوم، خط شکستہ استادانہ، کاغذ بیسی (کشمیری)
اوراق ۲۴، ابیات فی صفحہ ۱۰، تحریر آڑھی ترچھی، تقطیع ۱۹ x ۹، سنٹی میٹر۔

آغاز : گفتیم کہ لب و دندان چو یگر

دارم نگہش گفت نگہدار زبان را

اختتام : جاقی ز من لعل لب چاشنی یافت

در باخت بیخانه ہمہ دینی و عقبا

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

12. (S.A)

386

بیاض اشعار

غلطی سے کلام شیخ نور الدین لکھا گیا ہے، اور نہ در حقیقت بیاض اشعار ہے تفصیل

حسب ذیل ہے:

۱۔ غزل کشمیری از شیخ نور الدین (صفحہ اول)

۲۔ دعائے صبح عربی دو عدد۔ ان میں سے ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے اور دوسری

کسی نامعلوم شاعر کی (دو صفحات)

۳۔ شہادت اعضاء در روز محشر فارسی منظوم از نامعلوم شاعر، ایک صفحہ۔

۴۔ من کلام شیخ العالم بزبان کشمیری ایک صفحہ۔

۵۔ غزل کشمیری از محمد احسن ۳ صفحات۔

۶۔ ابیات و کلام شیخ العالم نور الدین دلی آٹھ صفحات۔

مضمون بیاض اشعار، زبان فارسی و کشمیری و عربی، مصنف مختلف جن کا تذکرہ اوپر
کر دیا گیا ہے، کاتب و سال کتابت نامعلوم۔ آغاز میں کسی شخص مخدوم غلام محمد صادق ^{۱۱۱۱} ہجری
کی ہجرت و شکتہ نستعلیق، اوراق ۸۔ ابیات فی صفحہ مختلف، تقطیع ۱۲، ۹ × ۱۵، انسٹیٹوٹ

شروع: بوکر پتہ میلہ کفن کاس

ختم: مسلمان روح نگیں

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

291.

387

بیاض فارسی

شعراے فارسی کی ہم طرحی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ ترتیب غزلیات حروف تہجی کی ترتیب
کے مطابق ہے۔ اکثر اوقات یہ غزلیات مکمل نہیں بلکہ ادھوری ہیں۔ ایک ہی زمین میں چند منتخب
اشعار حسب منشاءے بیاض نگار دیدئے گئے ہیں۔ علاوہ غزلیات کے یہ بیاض شعر و سخن کے جن
عنوانات پر مشتمل ہے یہ ہیں: فرد، قطعات، ترکیب بند از نور العین واقف لاہوری، ترجیع بند
از واقف لاہوری، واز بیدل، واسوخت ملا وحشی، مکتب بند غنیمت لاہوری، چراغان اشرف در
مدح زیب النساء، حکیم، قصیدہ مطرز، از قوامی مطرز، از مرزا حکیم انجلی، قصیدہ سلمان ساوجی
در مدح دلشاد میگم زن شاہ اویس، بیمار و طبیب شریف، املی، شہر آشوب نعمت خان عالی، مدح
شیخ امام الدین از مرزا اجرم و دیگر قصاید از مرزا اجرم کشمیری، قصیدہ حکیم انوری، ہجویات و تواریخ کوئی
صاحب مرزا اجرم، مناجات مولانا جلال الدین رومی، رباعیات خواجہ مشکلی گشا اور مناجات حضرت مولانا
عطار قدس اللہ مرہ۔

مضمون ادب و شعر، زبان فارسی، نظم، انتخاب شعراء، بیاض زنگار عطاؤ اللہ، تاریخ بیاض نگاری ۲۸ دسمبر ۱۹۰۲ء، خط نستعلیق عمدہ، لیکن کہیں کہیں استداد شکستہ، کاغذ کشمیری، تحریر شدہ اوراق ۲۰۶ (صفحات ۲۱۲) تقطیع ۱۳ ۱/۴ x ۲۱ سنٹی میٹر۔ لوح سنہری منقش ترجمہ تحریر تین کالموں میں۔

ابتداء : الایا ایما الساقی ادرکاساً و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکل ہا

اختتام : چو منصف بزرگان دین بودہ اند

کہ باز بدستان چنین کردہ اند

447.

388

بیاض فارسی

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی فارسی کے مختلف شعراء کی غزلیات اور دیگر اصناف سخن کا انتخاب ہے۔ کچھ غزلیات طرحی ہیں، یعنی شعر کی ایک ہی زمین میں مختلف شعراء کے نتیجہ فکر کا نتیجہ ہیں۔ یہ بیاض جن شعراء کے کلام پر مشتمل ہے، حسب ذیل ہیں:

واصل، قاسم، صائب، ناصر علی سرمندی، غنی کشمیری، لاریج، ترسا، مولانا غنیمت

کنجاہی، جامی، حیدر، صامت، حافظ، طوسی، مشتاق کشمیری، سعدی، اہلی، خسرو دہلوی، عالی (ورق ۱۹)، ہاتف، سلمان، مضمون، ہلالی خوانساری، تمیز، محتشم، مسکین، کمال، کاتبی، حسن،

شمس الدین، حزین، اشرف، اسیر، سخنور، محمود، قانع، آصفی، قدسی، کلیم، فانی، فخری، عرت، بلبل، عراقی، فارغ، طوفان، ظہیری، مخلص۔

علاوہ غزلیات کے یہ بیاض واسوخت از دہشتی بافتی (ورق ۷۳ سے ورق ۷۶ تک)

مثنوی از مجرم در تعریف کشمیر (ورق ۴۶ و ۴۷) اور غزلیات مجرم پر ورق ۴۴ سے ۸۹ مشتمل ہے۔

مضمون شعروادب (بیاض) زبان فارسی، بیاض نگار (مجرم کشمیری) زمانہ تالیف انیسویں صدی عیسوی کا آخر، کاتب غیر مذکور، اغلباً مرزا مہدی مجرم، تاریخ کتابت غیر مذکور، لیکن انیسویں صدی عیسوی کی تحریر بیاض اشعار، خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری) اور ورق ۸۹، اوسط ابیات فی صفحہ ۶، تقطیع ۱۴، ۲ × ۲۲، ۵ سنٹی میٹر۔

آغاز: در غم گل در گریبان کردن از ممکن روشن۔

اختتام: گفتم ای ماہ نام تعیین کن گفت مخدوم منعمت اسحاق (اختتام سے پہلا شعر)۔ کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

389

519.

بیاض کشمیری

بشکل کتاب یہ بیاض حسب ذیل منظوم مناقب و لغوت پر مشتمل ہے :

رباعی در نعت محمد، منقبت شریف در شان شاہ جیلان، منقبت دوم در شان شاہ جیلان از ثناء اللہ، کلام حضرت شیخ نور الدین کشمیری در شان خلفائے اربعہ، منقبت فارسی در شان امیر کبیر میر سید علی ہدائی، منقبت دوم (کشمیری) در شان میر سید علی ہمدانی، نعت شریف کشمیری از سید مصطفیٰ در فضایل شب معراج، نعت فارسی از قادری در شان پیغمبر، منقبت شریف شیخ مخدوم حمزہ کشمیری از قادری، منقبت بابا لطیف الدین ریشی، نعت شریف مشتمل بر درود و سلام از محمود کامی، منقبت شاہ جیلان، نعت شریف محمد مصطفیٰ، نعت دیگر در شان محمد مصطفیٰ، منقبت غوث اعظم از قادری، منقبت فارسی از جامی، منقبت محبوب العالم، منقبت فارسی سید علاؤ الدین بخاری، منقبت شریف حضرت امیر کبیر، نعت محمد مصطفیٰ، نعت دوم از مقبول در شان محمد مصطفیٰ۔

مضمون شعر و سخن (بیاض) زبان زیادہ ترکیب و اور خال خال فارسی، مرتب بیاض سید غلام مصطفیٰ، سال ترتیب تخمیناً چودھویں صدی ہجری (تیسویں صدی عیسوی کا وسط) کا نصف اول کاتب سید غلام مصطفیٰ مذکور، تاریخ غیر مذکور، تعلیق زشت خط، کاغذ مشینی، اوراق ۲۱ (صفحہ ۴۲) ابیات صفحہ مختلف، تقطیع: ۱۶ x ۲۱، سنٹی میٹر۔

شروع: شاہی کہ ز حال مفسان آگاہست ہرچند گناہ بود شفاعت خواست
توقیع شہادت است و کفی باللہ ہست یعنی کہ جناب محمد الرسول اللہ ہست
انہیر: داغ داری مدار بردل ما دلالہ و داغ مرتضائی تو
کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

426.

390

بیاض متین

شعراء فارسی کے بے ترتیب اور حسب انتخاب بیاض نگار اشعار کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے بیشتر کا تعلق ہندوستان اور ایران کے فارسی شعراء سے ہے۔

مضمون شعر و ادب (بیاض اشعار) زبان فارسی، بیاض نگار محمد علی خان متین فرزند عہدام الدین خان متوفی ۱۱۶۲ھ ہجری (۱۷۴۹/۱۷۴۸ء) شاگرد عبد الغنی قبول کشمیری متوفی ۱۱۷۹ھ (۱۷۶۵ء) مدفون مزار حضرت گنج بخش سرینگر کشمیر خود نوشت زمانہ کتابت ۱۱۶۲ھ ہجری سے ۱۱۶۳ھ (۱۷۴۹ء) سے ۱۷۵۱ء تک کا زمانہ خط تعلیق شکستہ، کاغذ کشمیری، اوراق ۱۱۳
اوسط تعداد ابیات فی صفحہ ۲۴، تقطیع: ۱۷ x ۲۳، سنٹی میٹر۔

آغاز: تاریخ مہ و سال وفاتش جستند گفتم دوم از مہ ربیع الثانی
۹۷۷ھ

اختتام: نجف قلی خان:

پیرا ہن گل ریزہ مقراض قباست مگر روز ازل برقد حسن تو بُریدند

کاتب کا اختتامیہ نہ ارد :

محمد علی خان مستیق کے اپنے

قلم کی تحریر کردہ یہ بیاض انتہائی

نادر و نایاب ہے۔ محمد علی خان ممیتن

فرزند عصام الدین خان مستوفی

۱۱۶۲ هجری (۱۷۷۹ء) نایب

صوبہ کشمیر تھا۔ عجب الغنی قبول

اور قاسم خاں سے تلمذ لیا۔ اُن

سات شعراء میں پہلا شاعر تھا

جنہیں راجہ سوکھ جیون حاکم

شمیر نے منظوم تاریخ کشمیر

لکھنے کے لئے منتخب کیا تھا۔

نسخه زینت الجمال

محبوب کے سراپا کے متعلق مختلف شعرائے فارسی سے مانوڑ مجموعہ اشعار ہے۔ اس میں جلال نام

لئے تقریباً ہر اُس شاعر کا کلام مندرج ہے جو مولف کو معلوم تھا۔ محبوب کے سراپا کے متعلق جن چیزوں

کا بیان ہے، حسب ذیل ہیں:

وصف کامل، وصف ثناء، وزلف، وصف پیشانی، وصف حسن بانزاکت، تعریف

قد قامت، وصف خرامش و تمکین، در وصف ابرو، در وصف چشم، در وصف نگاه و سر و غیرہ
 وحیا، در وصف غمزہ، در وصف زسارہ و عرق، در صفت گوش، باب دوازدهم در صفت
 خال، در تعریف خط، در وصف لب و بوسہ، در تعریف بوسہ و قلیان، در تعریف زبان و دہن،
 در وصف تبسم و خندہ، در تعریف دندان و مہشی، در تعریف چاہ و زرخ، در تعریف گردن، در تعریف
 آغوش، در تعریف دست و مٹا، در تعریف ساعد و بازو، در تعریف سینہ و پستان، در تعریف کمر
 در وصف شہرین، در وصف ران و ساق، در وصف خلیخال، در وصف پائے۔

مضمون بیاض اشعار، زبان فارسی، مؤلف مرزا محمد مهدی مجرم کشمیری، مقام تالیف
 دارالسلطنۃ لاہور، تاریخ تالیف ۱۱ دسمبر ۱۸۶۳ء، مؤلف کا خود نوشت، بجای کاٹ چھٹ

تسلیق زشت خط، کاغذ کشمیری
 فولیو ۴۸، اوسط تعداد اشعار فی صفحہ
 ۱۱، تقطیع ۱۰ ۳۸ ۱۰ سنٹی میٹر،

ابتداء:

چو بسم اللہ شدہ بر سورہ نور

بیاض گردنت زاید ز کاکل

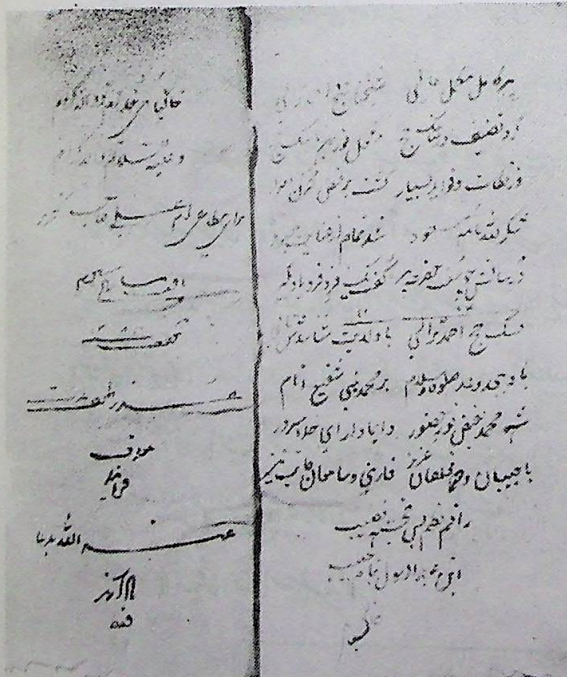
اختتام:

خاک پای او غبار چشم عاشق میرد

ہمچو خاکستر کہ نورانی کند آئینہ را

مؤلف کا اختتامیہ جو کاتب

بھی ہے:



دور دار السلطنۃ لاہور صورتِ اتمام پذیرفت، بتاریخ ۱۱ دسمبر ۱۸۶۴ء تمام شدہ مؤلف کے مطابق بیاض زینت الجہال کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تقریباً ہر شاعر کا ذکر آیا ہے۔ دنیا میں غالباً واحد نسخہ۔

392

443.

یازدہ ترجیع بندھا

بشکل بیاض یا انتخاب شیخ سید عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمۃ کی شان میں گیارہ ترجیع بندوں کا مجموعہ ہے۔ ترجیع بند شاعری کی وہ صنف ہے جس میں چند اشعار کے بعد بار بار ایک ہی شعر اس طرح دہرایا جاتا ہے کہ یہ شعر پہلے اشعار کا مضمون میں حصہ بن جاتا ہے۔ علاوہ یازدہ ترجیع بند کے یہ انتخاب شعرائے مختلف یعنی طیب، نیاز، سعدی، شایق، معالی، اعظم اور ابن یمن کی مناجات و مناقب پر بھی مشتمل ہے۔

مضمون شعرو سخن (مناقب و تعریفات) زبان فارسی، ترجیع بندوں کے مصنف

محمد جان بیگ سامی متوفی ۱۱۹۵ھ (۱۷۸۱ء) اور تائب دین۔ ناقل غیر مذکور، تاہم روایتاً غلام احمد بشید امام مسجد نقشبند صاحب خانوار، سرسید کشمیر سال نقل غیر مذکور، خط بالعموم تعلیق، کافہ دیسی (کشمیری)، تعداد اوراق ۵۱، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۱۲ x ۲۲، سنٹی میٹر۔

آغاز: الحمد للہ الحمد کہ اقبال پرستار من است
پاسبان درمن دولت حق یار من است
اقتسام: نجمی بیچارہ راورد باشد دنیا ابن است
از دل و جان چاکر مولائی
کاتب کا اختتامیہ غیر مذکور۔

مثنویات

(قصص و حکایات)

تاریخچه

(تاریخچه از صفر)

مہا بھارت

ہندوؤں کی مشہور اساطیری رزمیہ کتاب مہا بھارت کا پہلا کھنڈ ہے۔ اس کے مضامین

حسب ذیل ہیں:

جنگم جی کی چھایہ کی اور گورو سیوا کی مہما، گرڈ جی کی پیدائش، شیشہ ناگ کی کہانی، راج پیکھت کے مرنے کا سبب، ویاس جی کی کہانی، ڈوشنت اور شکنتلا کا بیاہ، راج سیانی کا بھوگ، راج رشی شاشنوکا گنگا کے ساتھ بیاہ، ستہ وتی وغیرہ کا مرنا اور دریودھن کا بھیم سین کو زہر پکھلانا۔ ویاس کے ذریعہ دروپتی سے پانڈوؤں کے بیاہ کا بیان۔

مضمون اساطیری قصے، زبان کشمیری، اصل زبان سنسکرت، اصل کا مصنف شری ویاس دیو، مترجم سونہ رام رینہ ولد دیارام رینہ ساکن موضع درسو تحصیل پلوامہ جو زمانہ حال کا شاعر ہے۔ تعلق زشت خط، تاریخ ترجمہ غیر مذکور۔ کاغذ مشینی۔ صفحات ۲۰۱۔

تقطیع: ۲۰.۵ x ۳۱.۵ سنی میٹر۔ بہ خط مصنف دنیا میں واحد نسخہ۔

شروع: یہ مہا بھارت چھٹس بہ بھگوان کرشن جی سنیز دھیا یہ سرتو بھگوان

سندھ بن پریمی۔

اخیر: تہ کیا ز دروپتی چھ پانچونی بھاین ہنہ رفا طری اوتہن گنیمتر۔

مہا بھارت

بھگوان دید ویاس کی مہا بھارت کا یہ حصہ پانڈوؤں کا دروپتی سے شروع ہو کریدھ شتر

اور ارجن دیو کی ادرشری درک بھگوتی کی کھتا پر ختم ہوتا ہے۔

مضمون اساطیری قصے، زبان کشمیری ترجمہ از مہا بھارت بزبان سنسکرت، مترجم مسافر
سونہ رام ربینہ ولد پنڈت دیارام ربینہ، ساکن موضع دُرسو تحصیل پلوامہ، کشمیر، مترجم کا خود نوشت
زشت خط نستعلیق، کاغذ میل کا، تحریر شدہ اوراق ۲۱۴، سطور فی صفحہ ۲۳،
تقطیع: ۲۰.۵ x ۳۱.۵ سنٹی میٹر۔

شروع: پانڈون درویتی سیتو وواہ سپدن۔
اخیر: پیتھ پائٹھ پیٹھ دھرم چیم، تثنی چیم سریکشن۔
اخیر پر مترجم کا جو کاتب بھی ہے، نام اور ولایت اور سکونت درج ہے۔

361.

395

مہا بھارت

مہا بھارت کا یہ حصہ دوستوں کی فوجوں کا آپس میں لڑنے سے شروع ہو کر درون چارہ
کے ذریعہ وستاسن کے ترسکار کے مضامین پر مشتمل ہے۔

مضمون اساطیری قصے، زبان کشمیری ترجمہ از مہا بھارت سنسکرت، مترجم سونہ رام ولد
پنڈت دیارام ساکن موضع دُرسو تحصیل پلوامہ کشمیر، مترجم کا خود نوشت، زشت خط، اوراق ۱۰۱،
(صفحات ۲۰۲) تقطیع: ۲۰.۵ x ۳۱.۵ سنٹی میٹر۔

شروع: دوستونی فوجن ہندین و پرمن چمنہ پانڈواؤ لڈن۔
اخیر: اوم نمو بھگوتی واسدیو، اوم نمہ ستواہ، اوم پستواہ۔

361.

396

مہا بھارت

۴، ۵، ۶، ۷، ۸ حسب ذیل الگ الگ جدولوں پر مشتمل ہے:

حصہ چہارم ۶۰ اوراق (صفحہ ۱۲۰)، مضمون اساطیری قصے، زبان کشمیری، مترجم

سونہ رام ولد پندت دیارام ساکن موضع در سو تحصیل پلوامہ کشمیر، ملازم محکمہ اگریکلچر

حصہ پنجم ۲۵ اوراق (صفحہ ۵۰)

حصہ ششم ۱۰۱ اوراق (صفحہ ۲۰۲)

حصہ ہفتم ۱۰۱ اوراق (صفحہ ۲۰۲)

حصہ ہشتم ۱۰۰ اوراق (صفحہ ۲۰۰)

زبان کشمیری، مترجم متذکرہ صدر۔ مترجم کا خود نوشت، زشت خط، تاریخ کتابت

غیر مذکور، مگر حال ہی کا۔

342.

397

اسکندر نامہ

ملک نصرت الدین بادشاہ آذر بایجان کے نام معنون ایک ضخیم کتاب ہے۔ اسکا دوسرا اور تیسرا نام بالترتیب شرفنامہ اور اقبال نامہ بھی ہے۔ اسکندر نامہ کبھی کبھی "خردنامہ" کے عنوان سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اس میں اسکندر مقدونی کے حالات و فتوحات کا جن میں اساطیر کا رنگ غالب ہے تفصیل بیان ہے۔ اسکندر نامہ کا موجودہ مخطوط حمد خدا سے شروع ہو کر محمد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حج اور اپنے فرزند کی نصیحت پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

• مضمون: قصص و حکایات، پیرایہ بیان نظم (مشوی)، زبان فارسی، ناظم حکیم نظامی، گنجوی متوفی ۶۰۷ھ (۱۲۱۱/۱۲۱۰ء)، سال تالیف ۴ محرم الحرام ۵۹۷ھ (۱۱۹۷ء)، اکتوبر ۱۲۰۷ھ، کاتب محمد صدیق اللہ ولد میر ہدایت اللہ، تاریخ کتابت جمادی الثانی ۱۲۳۲ھ، ۲۶ ربیع الاول ۱۲۳۲ھ، ۱۲ فروری ۱۸۱۷ء، تعلقین معمولی، کاغذ کشمیری، فوئیو ۲۴۴، سطوری صفحہ ۱۴۔

اس کے ساتھ مندرجہ ذیل مخطوطات بھی ملحق ہیں جو اسی کاتب کے قلم کے تحریر کردہ ہیں:

۱۔ نام حق منظوم جو مسایل دینیہ ضروریہ کے بیان میں ایک مختصر مشنوی ہے۔ اس کے مصنف شرف الدین بخاری ہیں جو بخاری مولد اور نسب تھے اور علوم دینیہ فراسان میں حاصل کئے تھے۔ نام حق ۱۷۰ ابیات ہیں اور دس ابواب پر مشتمل ہے۔ کاتب صدیق اللہ، تاریخ کتابت سلخ (آخری روز) ماہ ربیع الاول ۱۲۳۸ھ (اتوار، ۱۱ مارچ ۱۸۱۷ء)، فولیو ۲۵۵ سے ۲۶۹ تک۔

۲۔ کریم منظوم۔ اس کا دوسرا نام پسند نامہ بھی ہے۔ یہ ایک اخلاقی مشنوی ہے اور سعدی شیرازی کی جانب منسوب ہے۔ کاتب صدیق اللہ، تاریخ کتابت جمعرات ۳ ماہ ربیع الثانی ۱۲۳۲ھ (۲۰ فروری ۱۸۱۷ء)، فولیو ۲۵۰ سے ۲۵۷ تک۔

آغاز: خدایا جہان پادشاہی تراست زما خدمت آید خدائی تراست
اختتام: کہ ایں پسند نامہ شود چون تمام ز سعدی شیراز باد اسلام
کاتب کا اختتامیہ: فی التاريخ ۳۱ شہر ربیع الثانی بیوم پنجشنبہ ارقام یافت ۱۲۳۲ھ
یاد رہے متذکرہ صدرتینوں کتابیں گزشتہ زمانے میں ہندوستان و کشمیر میں نصاب کا لازمی حصہ تھیں اور تیس چالیس برس پہلے تک بھی رہی ہیں۔

398

515.

اعجاز قرآن منظوم

فضائل قرآن میں یہ تاریخی کتاب حسب ذیل مطالب و مضامین پر مشتمل ہے:

- ۱۔ گفتار در بیان الہی روزگار و فضائل و دلائل بے شمار کلام کردگار کہ قرآن مجید است۔
- ۲۔ در بیان فضیلت کلام باری عز اسمہ۔
- ۳۔ از مشنوی مولوی مسنوی قدس سرہ العزیز۔

۴۔ گفتار در بیان محافظت باری بکلام قدیم خود کہ قرآن شریف است و بی ادبی نمودن بعضی از کفار نسبت بآن کلام کردگار۔

۵۔ پیشینی نمودن مسلمانان در عدالت و شہادت گذرانیدن شان و مثل خارج نمودن بتحریک حکامان کفرہ کہ الکفر ملئت واحدة۔

۶۔ منقبت بانی مسلمان میرسید علی ہمدانی۔

۷۔ در بیان اجتماع خواص اہل اسلام در خانقاہ معلیٰ در بارہ طلبیدن بیر شتر از ہندوستان و عرضی دادن بر ریز پیٹ بہادر۔

۸۔ حکم دادن بر ریز پیٹ صاحب در اخراج کردن ہرہ کوپال نوکلی بد لگام و برادروی جانکی ناخۃ بحضور چہاراج صاحب ذوالاحتشام۔

۹۔ تاریخ اخراج ہرہ کوپال و جانکی بد خصال از کشمیر جنت نظیر۔

۱۰۔ تتمہ داستان از زبان مصنف و ترغیب و انگیز نمودن بعضی دوستان دینی

در بارہ نظم این قصہ۔

۱۱۔ تتمہ داستان۔

مضمون داستان تاریخی بشکل مشنوی، زبان مشنوی، نگار مہدی تزاری، تاریخ نظم

۱۳۱۴ھ (۱۸۹۹/۶۱۸۹۸) فقرہ ”وہمہ ون ہرس بد گوہرس کو قہر قرآن“ مادہ تاریخ ہے، مصنف

کا خود نوشت، تاریخ کتابت ۲۸ شوال ۱۳۱۴ ہجری (جمعرات ۲۹ فروری ۱۹۰۶ء) خط

تعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری)، فو لیو ۱۶، تعداد ابیات ۳۵۰،

تقطیع: ۴ x ۱۵، ۵۲ سنی میٹر۔

شروع: سزا چھے محمد، سجد تس بہر دم کړن پیٹو از عدم ایباد عالم

انیر: فراغت نامنی لب خامہ زار قام ز مہدی حقو زہتس نر آغاز و انجام
کاتب کا اختتامیہ: کاتبہ و مالکہ مہدی تزاری عفی اللہ عنہ و لوالدیہ و لاسنادہ الی
لقاء و مدت، حیاتہ آمین یا رب العالمین۔ ۲۸ شوال ۱۳۱۲ھ ہجری۔

416.

399

اکبرنامہ منظوم

شاہ افغانستان اکبر شاہ کی اُن مہمات اور لڑائیوں کا بیان ہے جو اُسے حکام
ہند انگریزوں کے ساتھ اُنیسویں صدی عیسوی کے نصف اول میں پیش آئی تھیں۔ مؤلف کے مطلق
اکبرنامہ کا سبب تالیف وہ غیرت دہانی ہے جو کسی روشن نہاد بزرگ نے یہ کہہ کر اُبھاری تھی کہ اصلی
شعراء مرچکے ہیں اور اُن کے چور یا فضلہ خوار باقی رہ گئے ہیں۔ آج کسی میں طاقت نہیں ہے کہ رزم
یا بزم کا نقشہ منظوم انداز میں پیش کر سکے۔ مثنوی اکبرنامہ اُسی غیرت کے جواب میں معرض وجود
میں آئی ہے۔ اصل مطلب پر آنے سے قبل کے مطالب یہ ہیں:

حمد و ثنائے جناب باری تعالیٰ، تعریف محمد مصطفیٰ ص، صفیت معراج، تعریف شیخ
محمی الدین حاکم کشمیر، ملازم مہاراج رنجیت سنگھ کو یہ کہ در عدل و انصاف شہرہ آفاق بود، در
بیان مطبوعہ کتاب۔ اس کے بعد سے آغاز داستان ہوتی ہے۔

اکبرنامہ سے مصنف کی چار اور تصانیف پر روشنی پڑتی ہے، وہ ہیں: دل در ردِ شیعہ
۲، مدح چاہے دل گلستان دہلی، شکرستان جیسا کہ ان اشعار سے مفہوم ہے:

چو بلبل بیا در گلستانِ من چو طوطی بخوان شکرستانِ من

نگر در دوشم ز سرتا بپای دگر در ردِ شیعہ و مدح چاہے

مصنوع رزم، بطرز مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگار مآ، حمید اللہ متوفی ۱۲۶۲ھ ہجری

(۱۸۴۸ / ۱۸۴۷ء) - ملا حمید اللہ پرگنہ برنگ میں سکونت پذیر تھا۔ اخیر عمر میں اسلام آباد آگیا تھا تمام عمر درس و تدریس میں بسر کی طبع عالی کے باعث اشعار آبدار کہا کرتا تھا۔ ۱۲۶۴ھ (۱۸۴۸ء) ۱۸۴۷ء میں فوت ہو گیا۔ خود تاریخ وفات اس شعر میں بھی تھی۔

عزیز از من کر کسی پرست بگویش "بجلد بریں شد حمید"

۱۲ ۶ ۴

کاتب و تاریخ کتب نامعلوم، ناقص الآخر، خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری
فولیو ۱۱۵، ابیات فی صفحہ ۲۵، تقطیع: ۹، ۹ x ۲۱، ۳ سنٹی میٹر۔ ناقص الآخر۔
آغاز: خدایا جہاندار اکبر توئی کرم گستر و بندہ پرور توئی
اختتام: ہمانا کہ ترسید باز از نفاق کز آتش فتاد ایں چنین اتفاق
بوجہ ناقص آخر کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

116.

400

انوار اختری المعروف بہ چمنستان حسرت

مختلف موضوعات پر اردو اور فارسی زبانوں کی مثنوی ہے۔ اودھ کے آخری بادشاہ سلطان واجد علی شاہ المتخلص بہ اختر اس کے مصنف ہیں۔ ترتیب مضامین یوں ہے:

۱۔ حمد و ثنای باری تعالیٰ از صفحہ ۱ تا صفحہ ۵۔

۲۔ تشریح ۱۰ کلمات تورات از ص ۵ تا ص ۱۱۔

۳۔ بیان نعت حضرت ختم المرسلین از ص ۱۱ تا ص ۱۳۔

۴۔ بیان داستان اعجاز و کرامات ص ص (۱۳-۲۱)

۵۔ بیان داستان مدح و ثنائے بیشتر بزرگان و بیان اعجاز و کرامات (ص ص ۲۱-۲۹)

مثنوی کا یہ حصہ فارسی میں ہے۔

۶۔ بیان علم و کمال و زہد و اتقا مولوی فدا حسین (۲۹-۳۱)

۷۔ بیان جاہ و جلال منشی میر مظفر علی ص ۳۱۔ صرف تین شعر درج ہیں۔ (بیان)

خطوط اچانک طور پر ختم ہے)

مضمون قصص و حکایت، زبان اردو و فارسی، قسم ادب نظم (مشنوی) مصنف

سلطان واجد علی شاہ اختر آخری تاجدار اودھ، سال تصنیف ۱۲۷۲ھ (۱۸۵۵/۵۶ء) چھپستان

حسرت مشنوی کا تاریخی نام ہے۔ عنوانات لال روشنائی سے، کاغذ کثیری، ناقل اور سائل نقل

نامعلوم، لیکن مصنف کے اپنے وقت کا، خط نستعلیق سادہ، بعض الفاظ قدیم اردو کے املا

میں تحریر مثلاً ہی (بجائے ہے) فی (بجائے نے) جسی (بجائے جس سے) وغیرہ۔ سطور

فی صفحہ ۱۱۳، اخیر سے نامکمل، کہیں کہیں مرمت شدہ، تقطیع: ۱۵ x ۲۳ سنٹی میٹر۔ تعداد

صفحات ۳۲۔

آغاز: بنام خالق ارض و سموات حکیم کامل (بالغ و واجبی) اموات

آخری صفحہ کا آخری شعر:

بگہدار ظہور بادشاہی مددگار امور بادشاہی

انیر پر لفظ "جلیل" کی رکاب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ صفحہ اس لفظ

سے شروع تھا۔

بہار دانش

بہار دانش کا دوسرا نسخہ ہے (پہلا ملاحظہ ہو زیر شمارہ ۱۲۶)

مضمون داستان، زبان فارسی، نشر، مصنف عنایت اللہ، سال آغاز ۱۰۶۱ ہجری

(۱۶۵۰ء) بعہد شاہ جہاں، ناقل نامعلوم، تاریخ کتاب ۵ ربیع الثانی ۱۰۹۲ھ بمطابق ۱۶۷۴ء
بعہد بہار جرنیر سنگھ آنجنہانی منوئی ۱۸۸۵ء، خط تعلیق سادہ، کاغذ کشمیری، تعداد
صفحات ۲۶۴، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع : ۱۵ × ۲۵ سنٹی میٹر۔ مخطوط صفحہ اول
کے بعد کچھ اوراق و صفحات سے نامکمل ہے۔ بہار دانش نایاب نہیں ہے اور اس کے متعدد نسخے
محکمہ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر کی قلمی لائبریری اور عالم کے دیگر مجموعہ مخطوطات
میں محفوظ ہیں۔

آغاز : فاتحہ کتاب مستطاب آفرینش پیرایہ صحیفہ دانش و بینش

اختتام : سید کاری مکن چون جامہء نویس

بشو از چشم ترخون از نامہء نویس

زبازرا گوشمال خاموشی دہ

کہ ہست از ہرچہ گویم خاموشی ؟

تمام شد

ناقل و کاتب کا اختتامیہ : "تحت الکتب المستطاب بہار دانش بتاریخ

۵ ربیع الثانی ۱۰۹۲ھ (بکرمی) در نوشتن بسبب کم اطلائی لغوی بظہور شدہ باشد قلم

اصلاح جاری دارند"

بہار دانش

عنایت اللہ نامی کسی شخص کی فارسی داستان ہے۔ یہ داستان بعہد شہاب الدین

محمد شاہ جہاں بادشاہ غازی تالیف ہوئی۔ اس امر کا تذکرہ مخطوط بہار دانش کے صفحہ ۹ پر

سطور ۱۵ و ۱۶ میں ملتا ہے۔ بہار دانش جہاندار سلطان اور بہرہ ور بانو کی داستان معاشقہ ہے
 جہاندار سلطان بہرہ ور بانو کو بڑی جان جو کھوں اور پا پڑھیلنے کے بعد حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے
 اس کے ضمن میں سات وزیر اور چار وزیروں کی داستانیں بھی بیان ہیں۔ بہار دانش کی اہم سرخطیاں
 یہ ہیں: مقدمہ، آغاز داستان کی پہلی اور دوسری سرخی ندارد، تبسم کردن طوطی بر ہرزہ درائی
 مہربانو، تعیین کردن جہاندار شاہ بے نظیر را بجہت آوردن شبیبہ مہرہ ور بانو، آمدن بے نظیر از شہر
 مینو سواد آوردن شبیبہ ماہ فریب بہرہ ور بانو، حکایت وزیر اول، حکایت وزیر دوم، حکایت
 ندیم سوم، حکایت ندیم چہارم، حکایت وزیر پنجم، حکایت وزیر ششم، حکایت وزیر ہفتم، قصہ بہمن
 سادہ لوح، خلوت زن اول، خلوت زن دوم و سوم و چہارم و پنجم، آراستن خیر سگان ہنگامہ،
 موعظت و مناصحت در پیش جہاندار شاہ، پڑو ہش نمودن شہنشاہ طریقہ سراخام، سواد نامہ
 والا، جواب مکتوب ہمایوں، رسیدن جہاندار شاہ بر لب آب ناپید اکند، دو چار شدن شاہزادہ
 با سیاح، تھکید قواعد سخن از زبان ندرت بیان شاکر، آمدن اس مرغ زیرک و رہبری نمودن
 بشاہزادہ را، رسیدن جہاندار بہار گاہ پدر بہرہ ور بانو، رسیدن ملک زادہ بوادی، ہولت اک
 رسیدن ملک زادہ بشہر نمودن باس، یافتن ملک زادہ خلخال بہرہ ور بانو، رونق ہنگامہ نشا طواریش
 بر جستن ہوشنگ از کمین و بلا بر رونق ملک زادہ کشتودن، آگاہ شدن ملک زادہ از اس، لبیک گفتن
 بادشاہ بہار جل اور آخری عنوان ہے لبس ریز شدن جام عمر جہاندار شاہ (ص ۵۹۲ تا آخر کتاب)
 مضمون قصص و حکایات، زبان فارسی، نشر، مصنف عنایت اللہ، سال ترتیب آغاز
 ۱۰۷۱ھ (۱۶۵۰ء) بعہد شاہ جہان، نام مخطوط صفحہ ۴ اور صفحہ ۵۹۸ پر درج ہے۔
 اول الذکر صفحہ پرتاریخ آغاز بھی مذکور ہے۔ ناقل نامعلوم، سال نقل (غالباً) ۱۱۸۵ھ (۱۷۷۱ء)
 خط تعلیق متوسط، مخطوط کا پہلا صفحہ غلطی سے بعد میں چسپان کر دیا گیا ہے۔ یہ صفحہ بطور نصف

پیرپاشی کی نقاشی کا حامل ہے۔ کاغذ کشمیری، صفحات ۵۹۹، سطور فی صفحہ ۱۱۶،

تقطیع: ۱۵ x ۲۴ سنٹی میٹر۔

آغاز: فاتحہ کتاب مستطاب آفرینش و پیرایہ دانش

اختتام: زبان را گو شمال خامشی ده کہ هست از ہرزہ گوی خاموشی بہ

نسخہ بہار دانش تمام شد۔

408.

403

تحفۃ العراقین

مختلف النوع مضامین پر مشتمل مجموعہ اشعار ہے۔ اس سے مصنف کی معاصر شخصیتوں کے احوال و کوائف، اوصاف مسننہ و قبیحہ سے بھی علمیت ہوتی ہے۔ شاعر نے تحفۃ العراقین سفر مکہ سے مراجعت کے وقت منظوم کی تھی۔ اس کی تالیف اُس وقت واقع ہوئی جب شاعر عراق عرب اور عراق عجم کو عبور کر چکا تھا۔ شمارہ ابیات تقریباً ۳۲۱ ہے تحفۃ العراقین ۱۸۵۵ء میں ہندوستان میں شایع ہو چکی ہے۔ اس کے چند قلمی نسخے زیر اندراج نمبر ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰ اور ۲۷۱ مکتبہ مدرسہ سپہسالار جدید تہران میں محفوظ ہیں تحفۃ العراقین اب سے کچھ عرصہ پہلے ایک کشمیر میں نصاب فارسی کا اہم جزرہ چکی ہے، اس لئے قدیم گھرانوں میں اس کے نسخے اکثر دستیاب ہیں۔

مضمون مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگار ابراہیم یا بدیل یا ابراہیم بدیل خا قانی متوفی ۵۹۵ھ (۱۱۹۹/۱۱۹۸ء) زمانہ تالیف چھٹی صدی ہجری (بارہویں صدی عیسوی) کاتب ملا طیب سکن موضع مورن، تاریخ کتابت یوم دوشنبہ ۱۰ رابع الاولی ۱۱۵۰ھ ہجری (۲۴ جون ۱۷۳۷ء) ناقص الاول، خط تعلیق باریک سادہ، کاغذ کشمیری، فولیو ۴۷، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۵، عنوانات لال روشنائی سے، تقطیع: ۱۲، ۸ x ۲۱ ۱/۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: دل آئینہ دو روی پاک است آن آئینہ را غلاف خاکست
 اختتام: این دعوت را بگاہ تہلیل آئین آئین کُند جبریل
 کاتب کا اختتامیہ: تمت الکتاب بعون ملک الوہاب از دست ملاطیب ساکن موضع مورن
 در تاریخ ۱۰ شہر ربیع الاول ۱۱۵۰ ہجری یوم دوشنبہ در ماہ مذکور۔

چار درویشی منظوم

پینڈت واسہ کول اوگرہ ٹبٹل خلف پینڈت ٹھا کر کول صاحب اوگرہ ساکن محلہ خانقاہ
 معلیٰ سرینگر کشمیر کی منظوم تصنیف ہے۔ پینڈت واسہ کول ۱۸۵۷ء میں بمقام سرینگر کشمیر پیدا ہوئے
 اور ۱۹۰۹ء میں سرگباش ہو گئے۔ آپ مہاراز نیر سنگھ آنجنانی کے درباری شاعر تھے۔ چار درویشی
 نظم کا مضمون قصص و حکایات ہے۔ یہ فارسی کی ایک طویل مشنوی ہے۔ چار درویشی جیسا کہ
 مصنف کے اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے ۱۹۳۷ء بمصر (۱۸۸۰ء) میں بعد مہاراجہ نیر سنگھ منظوم
 ہوئی۔ فہرست مضامین حسب ذیل ہے:

- ۱۔ حمد و مناجات از ص ۱ تا ص ۵۔
- ۲۔ در تعریف بادشاہ و دعا و تعریف استاد (۵-۱۶)
- ۳۔ در مذمت دنیا (۱۶-۱۸)
- ۴۔ آغاز داستان چار درویشی در تعریف آزاد بخت بادشاہ روم (ص ۱۸ تا ص ۲۱)
- ۵۔ داستان آزاد بخت بادشاہ روم (ص ۲۸-۳۳)
- ۶۔ آغاز قصہ چہار درویش (از ص ۳۳ تا ص ۵۹۲)
- ۷۔ مناجات بدرگاہ قاہنی الحاجات، اختتام کتاب چار درویشی، نصیحت در حق

فرزند، مدح دیوان انتت رام، مدح مہاراجہ رنبیر سنگھ از صفحہ ۵۹۲ تا اختتام کتاب
(ص ۶۱۰)

سنہ کتابت ۱۲۰۵ ہجری

۱۹۴۲ء بکرمی (۶۱۹۱۵)، کاتب

پیشادکول، کاغذ مشینی، تعداد

اوراق ۳۵، فی ورق ۱۸ اشعار،

تقطیع ۲۰ x ۳۳ سنٹی میٹر

غیر مطبوعہ، دنیا کی کسی

اور لایبیری میں موجود نہیں

ہے، مخطوط فارسی کے قصہ چہار

درویش کا منظوم فارسی ترجمہ

ہے۔ اور اس سلسلے میں کشمیر کے

کسی فارسی شاعر کی سب سے پہلی

کوشش ہے۔ خط تعلیق سادہ۔

349.

405

چار درویشی منظوم

شاہ ربیع سنگھ (مہاراجہ رنبیر سنگھ) والی کشمیر کے نام معنون چار بے نوا درویشوں

کی منظوم داستان ہے۔ آغاز داستان سے قبل مضامین کی ترتیب یوں ہے:

۱۔ حمد خدا و مناجات بدرگاہ باری تعالیٰ۔

۲۔ در تعریف بادشاہ (رنبیل سنگھ) می گوید۔ اس ضمن میں مہاراجہ رنبیر سنگھ کے عدل و احسان کی تعریف کی گئی ہے۔ بعد ازاں بادشاہ کے حق میں دُعا ہے۔

۳۔ در تعریف اُستاد می گوید (استاد کا نام مذکور نہیں، صرف اُس کے علم و فضل کی مبہم تعریف کی گئی ہے جو ہر شخص پر حاوی ہو سکتی ہے)۔

۴۔ در تعریف باغ و بہار و در مذمت دُنیا۔ اس کے فوراً بعد ہی قصہ چہار درویش کی داستان کا آغاز ہے اور سب سے پہلے آزاد بخت شاہ روم کی داستان ہے۔

اختتام کے مضامین حسب ذیل ہیں :

۱۔ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ۲۔ اختتام کتاب چار درویشی ۳۔ بیان نصیحت در حق فرزند لبند ۴۔ مدح دیوان انت رام ۵۔ مدح شہر یا تصنیف تخم مہاراج رنبیل سنگھ والی کشمیر و دعائے بادشاہ رنبیر سنگھ۔

یہ منظوم داستان اُس وقت کی تصنیف ہے جب شاعر کی عمر ۳۴ برس کی تھی۔ فرزند کی نصیحت میں لکھتا ہے :

حال من شد فروں زسی پچہار ہست حایت ہنوز در گہوار

مصنف کے مطابق کتاب مذکور اگرچہ چار درویش بے نوا کا منظوم قصہ ہے، تاہم پنج داستانوں کا حامل ہونے کے باعث نظم کی پہنچ گنج کی داستان کی یاد دلاتا ہے۔ اس خرمیہ گنج کے لئے اُس نے بہت ہی رنج برداشت کیا ہے۔

مضمون داستان (قصہ چہار درویش عرف باغ و بہار) بطر مشنوی، زبان فارسی شاعر مخمور کشمیری، سال تالیف ۱۹۳۷ء بمقام ۱۸۸۰ء۔ کاتب ملا ولی اللہ شہید رپوری تحصیل سری پرتاپ سنگھ پورہ، تاریخ کتابت جمعرات، ۲۹ مئی ۱۳۲۳ء مطابق ۲۹ مئی ۱۹۰۵ء

۱۹۶۲ ہجری = ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء۔ خط تطبیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیو ۳۰، سطوری صفحہ ۱۵
تقطیع: ۱۵.۲ x ۲۷.۳ سنٹی میٹر۔

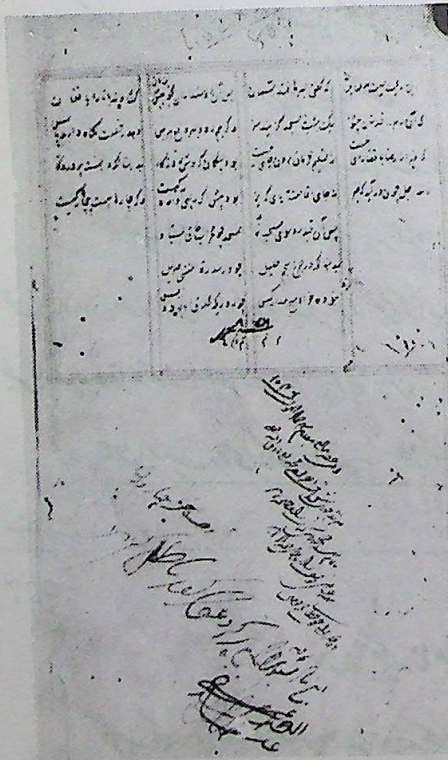
آغاز: ای جہاندار در زمان وزین آفرینندہ مکان و مکیں
اختتام: این دعا مستجاب باد ز حق بر تو خوشنود کرد کار تو باد

292.

406

حملہ حمیدری منظوم

یہ طویل داستان شاہ ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حالات و کوائف اور گفار
قریش سے آپ کے محاربات کے بیان میں ہے۔ اس کی تصنیف و تالیف کا سبب یہ تھا کہ بقول



مُصَنَّف اُس نے تمام عمر غزل گوئی میں
صرف کی تھی اور جس سے ماسوائے
دقتی واہ واہ کے کچھ بھی پلے نہ پڑا تھا
چنانچہ ایک روز خیال آیا کہ بجائے اس
عارضی کام کے کوئی مستقل اور دیرپا
کارنامہ انجام دیا جائے۔ یہی خیال
”حملہ حمیدری“ کی تصنیف و تالیف کا
باعث ہوا۔ کتاب کا نام ”حملہ حمیدری“ مقدمہ
(فولیو ۱، سطر ۳) کے اس شعر میں درج ہے:

بران ماہیا یافت بالاتری

شدش نام ازان ”حملہ حمیدری“

محاربات علیؑ کے سلسلے میں اس دور کی تمام تر تاریخ پیش نظر کر دی گئی ہے۔ کتاب چونکہ شیعہ نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے اس لئے مخالفین اہل بیت یا آپ سے بے مقابل ہونے والوں کی خوب خبر لی گئی ہے اور بہت سوں کو دارالبوار (ہلاکت کے گھر) بھیجا گیا ہے جن میں آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت، آپ کی تبلیغ اور خلافت و امامت کا قضیہ بھی بالتفصیل بیان ہو گیا ہے۔

مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان فارسی، مؤلف و شاعر باذل، زمانہ، تالیف نامعلوم، کاتب یوسف، تاریخ کتابت وقت عصر ۱۲ جمادی الاول ۱۲۷۶ھ (جمعہ ۱ اکتوبر ۱۸۶۰ء) کاغذ غیر کشمیری، خط نستعلیق خفی، چار چھوٹے کالموں میں تحریر، لوح بشکل مینار و گنبد منقش، فولیو ۲۰۲ (صفحہ ۸۰۲)، سطور فی صفحہ ۲۱، تقطیع: ۱۵.۲ x ۲۷.۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: بنام خداوند بسیار بخش خرد بخش و دین بخش و دینار بخش
اختتام: نبودہ جز او، میج بیدار کس چو روزیکہ مخلوق او بود و بس
کاتب کا اختتامیہ بخط شکستہ استادانہ :

”بوقت عصر ہزار ہفتم شہر جمادی الاول ۱۲۷۶ھ بروز چہل شش حسب الضرور
محمد تقی مادی اللہ علیٰ ہتمام رسید۔ ہر کہ این کتاب را مطالعہ نماید بندہ عاصی یوسف را بدعاے
خیر یاد نماید و فاتحہ برائے عفو خطاے جمیع مومنین“

حملہ حبیبی کی کتاب کا اہم نسخہ کسی اور مجموعہء مخطوطات میں محفوظ نہیں

۶۹۰

407

97.

حد تکبہ نامہ

نویسہ کی بیٹی ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیغمبر اسلام

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داستان ازدواج کا بیان ہے۔ شاعر نے آغاز داستان میں غولید کو بطور مبالغہ عرب کا بادشاہ لکھا ہے جسکی تاریخ سے شہادت نایاب ہے بھٹک کے مطابق خدیجہ نامہ کی داستان روہنتہ الاحباب مولفہ محدث جلال الدین اور مدارج النبوة پر مبنی ہے۔ اس امر کا مظاہرہ متن کے متعدد حوالوں سے ہوتا ہے۔

مولف خدیجہ نامہ کوئی شخص فیروز دین تخلص صدیق ہے۔ یہ تخلص کتاب کے متعدد مقامات پر موجود ہے، جبکہ نام صرف ایک جگہ پر مقدمہ میں آیا ہے۔ وہ شعر یہ ہیں:

دما اکھ دور ز ایمر دیند لبوز وئی فیروز دین سوزن ہندے سوز

نہ اٹھ سوزس چھہ ثانی بیا کھ سواہ نہ پچھہ کن بو منوی نہ بڑوت کن زاہ

خدیجہ نامہ فیروز دین صدیق نے محمود گامی کی "شیرین خسرو" کی داستان سے متاثر ہو کر منظوم کی ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہے:

چھہ نامہ او سمٹ محمود گامی و ن شیرینہ خسرو، کزنہ خامی

یہ امر کہ شاعر کا نام یا تخلص صدیق ہے، اور یہ کہ وہ اس داستان کا ناظم ہے، مقدمہ کے اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے:

صدیقو کر خدیجہ نامہ مرقوم نظر بر صفحہ دل کر ثرا معلوم

داستان کے ضمن میں متعدد مقامات پر غزلیات، نعت اور دیگر قصص و حکایات

کا بھی بیان ہے۔ داستان کے اخیر میں فارسی کے تین اشعار چائے کی تعریف میں ہیں۔ اختتام پر داستان کی قبولیت کی استدعا خدا تعالیٰ سے ان الفاظ میں کی ہے:

قبول کرن خدایا تا ختامہ صدیقن و نہ وئی معراج نامہ

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدیجہ نامہ کے بعد شاعر "معراج نامہ" کا بھی ناظم ہے

لیکن مخطوط کے اخیر میں اس کے صرف تین اشعار دستیاب ہیں جو اس کے عدم تکمیل کی علامت ہیں، البتہ خدیجہ نامہ ماسوائے ابتدائی تین صفحات کے مکمل ہے۔ یہ تین صفحات اصل داستان پر کوئی اثر انداز نہیں ہیں۔

مضمون: داستان، شاعر: فیروز دین صدیق، زبان: کشمیری، پیرایہ بیان: شعر و سخن
نام کاتب: نامعلوم، تاریخ کتابت: نامعلوم، کیفیت: ابتداء میں تین صفحات سے نامکمل، لیکن اخیر میں معراج نامہ کے صرف تین ابیات دستیاب۔

خط: ابتدائی بھدانتعلیق، خالص کشمیری قلم سے، کاغذ کشمیری، سطور فی صفحہ ۱۴، تقطیع: ۱۳ ۱/۲ x ۲۲ x ۲۲ سنی میٹر، ورق ۱۲۰ (الف) پر خواجہ عزیز اللہ نام کی ایک مہر۔
موجودہ مخطوط کا پہلا شعر:

وسام درستم و کاؤس و دارا فریدون و ہم دقیا نوس و حبارا
آخری شعر:

مول موج وند تہس قید کوفنے حضرت سوئے سالس دواو

خریطہ مشتمل بر قصہٴ ایوب صابریا ایوب نامہ

دوسو اڑسٹھ (۲۶۸) اشعار پر مشتمل زبان کشمیری بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر حضرت ایوب علیہ السلام کی دکھ درد کی داستان پر مشتمل ایک طویل قصہ ہے۔ شاعر نے اس کی بنیاد قصص انبیاء پر رکھی ہے جو عواظ اور شعراء کا مآخذ ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایوب صابر کس طرح باوجود شیطان کے ورغلانے کے خدا کی آزمائش میں پورے اترے۔ جسم میں ایک ایک بالشت کے کیڑے پڑ گئے تھے، مگر پھر بھی حمد خدا سے زبان رطب اللسان تھتی۔ قصہٴ ایوب صابر کے ناظم مقبول شاہ کرادوار

ہیں جو کشمیر کے پیرزادوں میں سے تھے۔ وفات کے بعد موضع کراہ داری پر گئے، اچھے میں آسودہ ہیں، اور اسی مناسبت سے کراہ داری کہلاتے ہیں۔

مضمون قصص و حکایات بطرز اشعار، زبان کشمیری، ناظم پیر مقبول شاہ کراہ داری، زمانہ تصنیف ۱۸۶۵ء (۱۸۶۹ / ۱۸۶۸ء) جیسا کہ اس شعر سے مفہوم ہے :

سنہ اوس باہ شتھ بیہ پانژ شتھ سال

تبیہ دوئم این قصہ شیرین مقال

کاتب و ناقل نامعلوم۔

خط نستعلیق معمولی۔

کاغذ کشمیری۔

تعداد ابیات ۲۶۸۔

تقطیع : ۱۳۶ × ۹۶ سنٹی میٹر

آغاز :

الغرض بوز آو شیطان لعین

عرض کور تہو پیش رب العالمین

اختتام :

معفرت یے کرتہ از بہر رسول

یا قبولہ سند سون تھا وسہ قبول

کاتب کا اختتامیہ :

تم تم تمام شد۔

شاعر کی زندگی میں لکھا گیا اور شاید خود نوشت۔

خریطہ مشتمل بر قصہ یوسف زلیخا منظوم

مغرب زمین کے ایک بادشاہ طیموس کی بیٹی زلیخا اور حضرت یعقوب کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کی داستان معاشقہ کا بیان ہے۔ آغاز میں زلیخا کے ناک و نقشہ کی مفصل تصویر ہے، اس امر کا کہ زلفیں کیسی پیچ در پیچ تھیں۔ بعد ازاں حسن یوسف کا بیان ہے جو سمسار (دنیا) کے لئے باعث زینت و خوبصورتی تھے۔ ضمن میں اس امر کا بھی مفصل تذکرہ ہے کہ کس طرح یوسف بھائیوں کے ہاتھوں کنوئیں میں گر کر سودا گروں کے ذریعہ بحیثیت غلام مصر میں فروخت ہوئے اور کس طرح عزیز مصر (بادشاہ طیموس) کے محل خانے میں رسائی حاصل کی۔ داستان بڑی دلچسپ اور آب و تاب کے شاعرانہ رنگ و روغن کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ یہ خریطہ جو دونوں جانب تحریر ہے مصنف کی پوری منظوم کتاب ہے۔

مضمون قصہ داستان، پیرایہ بیان نظم، زبان کشمیری، شاعر محمود گامی، زمانہ نظم انیسویں صدی کا نصف آخر، کاتب لہ جو، ساکن سیرکانہ، پرگنہ کھارپارہ، تاریخ کتابت نامعلوم، لیکن مصنف کی معاصر، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، تعداد ابیات ۱۴، تقطیع: ۱۲ x ۲۱۶ سنٹی میٹر۔

آغاز: حمد بید نعت احمد ہر بحیفش ابستاء۔

اختتام: کرتہ محمود و زلیخا مختصر

کاتب کا اختتامیہ:

از دست خواجہ لہ جو ساکن سیرکانہ، پرگنہ کھارپارہ۔

۴۰ رام رام

نام بتاریخ

خریطہ مشتمل بر قصہ شیخ صنعان

یمن کے ایک بزرگ اور ولی شیخ صنعان کی داستان عشق کا بیان ہے۔ یہ بزرگ ایک عیسائی دوشیزہ کی محبت میں جو ملک روم کی رہنے والی تھی، اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھ گئے۔ یار و اصحاب نے بہنیزا سمجھا یا، مگر عشق کا تیر کچھ ایسا لگا تھا کہ ایک بھی نصیحت کا رگڑ نہ ہوئی۔ بالآخر بڑی خفت سے احباب واپس لوٹ آئے۔ ادھر شیخ صنعان جو پہلے ایک کامل بزرگ تھے، محبوبہ کی مرضی کے مطابق سوڑ چلتے رہے۔ محبت صادق تھی، اس لئے محبوبہ آخر ان کی ہو کر دین اسلام میں داخل ہو گئی۔ شیخ صنعان کی یہ داستان شیخ فرید الدین عطار کی منطق الطیر سے ماخوذ ہے جس میں یہ قصہ تقریباً تیرہ صفحات پر مفصل درج ہے۔ مسلمان اہل قلم میں شیخ صنعان کی داستان معاشقہ ہمیشہ موضوع بحث رہی ہے۔ چنانچہ یہ منظوم قصہ اس کی صدائے بازگشت ہے۔ یہ داستان دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں اس حکایت کا بیان ہے جس میں شیخ رومی دوشیزہ پر عاشق ہو کر اُسے مذہب اسلام میں لانے کا باعث ہوا تھا، اور دوسرا حصہ پیر کے فراق میں غزل پر مشتمل ہے۔

مضمون قصہ داستان، طرز بیان منظوم، زبان کشمیری، ناظم محمود کامی، زمانہ نظم

انیسویں صدی عیسوی کا نصف آخر، ناقل و کاتب نامعلوم، تاہم اندازہ سے مصنف کا معاصر

خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، تعداد ابیات ۱۵۶۔ تقطیع ۱۳ x ۱۲۸ سنٹی میٹر۔

آغاز کا شعر ندارد، تاہم دوسرے شعر کا کٹ ہوا مصرعہ : چمچے حمدہ پتہ۔

اختتام غزل در فراق پیرامی آرد۔

کاتب کا اختتامیہ : اللہم اغفر لکاتبہ۔

رسد بر عزیزان مصر کلام ازین رام رام جهان رام رام

کاتب کا اختتامیہ : اس کتاب رامین رام اس بقلم بندہ درگاہ آنست نام بتاریخ

۱۰۶۱ھ ۱۰۶۵ھ بکرمی یوم یکشنبہ اختتام یافت۔ ایات کل ۶۵۲۴۔

484.

412

رضانا مہ منظوم

داستانِ کربلا پر مشتمل یہ طویل منظومہ حسب ذیل سات دفاتر پر مشتمل ہے :

- ۱۔ دفتر اول در بیان چہار یار۔
- ۲۔ دفتر دوم در بیان خشم و مہر یزید۔
- ۳۔ دفتر سوم در بیان قتل امام مسلم در کوفہ۔
- ۴۔ دفتر چہارم در بیان قتل امام مسلم در کوفہ۔
- ۵۔ دفتر پنجم در بیان حادثہء کربلا۔
- ۶۔ دفتر ششم در بیان جنگ و پیکار۔
- ۷۔ در ہفتم در بیان روانگی سران و خواتین از کوفہ بسوی شام۔

ان کے علاوہ کتاب کے چند ابتدائی مضامین و مطالب یہ ہیں :

حمد خدا و مناجات باری تعالیٰ، نعت حضرت سید المرسلین، در بیان معراج
مدح غوث الاعظم محبوب العالم حضرت محمد و شیخ حمزہ، در کیفیت اظہار مطلب دل خود گوید،
در بیان سیر وجود پرورش احوال گوید، در مذمت نادانی کہ از سبب نادانی بر این کتاب بد گویند۔
حکایت مناقشہ صرّان بانو شیروان و بود در جہر از سبب چشم گوید۔

مضمون رزم (مثنوی) زبان فارسی، مثنوی نگار ملا محمد اشرف ساکن دیر، پر گنہ چھڑٹ

سال تصنیف ۱۱۶۹ھ (۱۷۵۶/۱۷۵۵ء) چنانچہ بقول شاعر:

چو تاریخ جستم دو گونه ز کہ بگفت ہزار و صد و شصت و نہ
ناقل محمد کبیر کن منزیکام پر گنہ مذکور، تاریخ نقل ۱۲۷۶ھ (۱۸۵۹/۱۸۶۰ء)
چار کالمی تحریر، خط نستعلیق باریک، کاغذ بیسی (کشتیری)، صفحات ۱۹۲، تعداد ابیات فی صفحہ
۵۴، مجموعی تعداد ابیات دس ہزار، تقطیع: ۱۷ x ۳۳، ۲ سنٹی میٹر

ابتداء: خدایا ہمیشہ بقای تراست بہر کار مشکل کثائی تراست
اختتام: چو ابیات این نامہ کردم شمار خرد گفت بامن بگو دہ ہزار
کاتب کا اختتامیہ: "تمت تمام شد کتاب رفعا نامہ من تصنیف ملا محمد اشرف ساکن دیر
پر گنہ چھراٹ از دست فقیر الحقیر کمترین اذ امت محمد کبیر کن منزیکام پر گنہ مذکور ۱۲۷۶ھ ہجری"
مخطوط غیر مطبوعہ اور انتہائی نادر و نایاب ہے۔

413

427.

منظوم

فردوسی طوسی کے شہنشاہ پر مبنی سامہ زیمیان کی داستان ہے۔ سامہ زیمیان ذابلسان
(موجودہ کابل) کا مشہور پہلوان تھا، اور بہادر ری و دلیری میں جنات اور دیوؤں کا مقابل
کھڑا یا جاسکتا تھا۔ ایران کے بادشاہ منوچہر کے دربار میں ملازمت تھی۔ اسی زیمیان کو خدا تعالیٰ
نے ایک فرزند عطا کیا تھا جس کا نام اپنے نام پر سامہ زیمیان نے سامہ رکھا تھا۔ سامہ نامہ اسی
رہ کے کی منظوم داستان ہے۔

مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان کشمیری مترجمہ از شاہ نامہ فارسی، ناظم لکھنؤ
کول بلیبل، تاریخ نظم ۱۲۸۲ھ (۱۸۶۶/۱۸۶۵ء) "بہارِ روغنہ و چین" تاریخ ہے، کاتب خضر شاہ

نامعلوم، ناقل و تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم ایک سو برس پہلی نقل، اخیر پر ریشہ کول نامی کسی کشمیری پنڈت کی ملکیت کی مہر جس کا سنہ بکری ۱۹۳۷ (مطابق ۱۸۸۰ء) عہد مہاراجہ رنجیت سنگھ ہے۔ خط نستعلیق متوسط، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۱۸۳، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۱، تقطیع: ۱۴، ۵ × ۲۳، ۵ سنٹی میٹر۔

آغاز: چنین گفت موبد بدین داستان کہ از دختر شاه ہندوستان
اختتام: ہر آن دین دری کو نہ بردین بود ز یزدان وز شاہ نصرین بود
کاتب کا اختتامیہ ندارد، البتہ اخیر پر ریشہ کول کی مہر ہے جو سال ۱۹۳۷ بکری کی
حاصل ہے۔ گمان غالب ہے کہ یہی شخص مخطوط سام نامہ کا مالک اور کاتب تھا۔

415

507.

سبعہ سیارہ یعنی مجموعہ مشنویات زلالی خوانساری

زلالی خوانساری کی حسب ذیل سات مشنویات کا مجموعہ ہے:

- ۱۔ مشنوی محمود و ایاز کشمیری (فولیو ۱ سے فولیو ۸۲ تک) 'سال تصنیف ۱۰۲۲-۱۰۲۳ ہجری = ۱۹۱۵ عیسوی۔ جملہ الہی عاقبت محمود باشد' مادہ تاریخ تمام ہے۔ مشنوی محمود و ایاز کی ابتداء سنہ ۱۵۹۳/۱۵۹۲ء): کی گئی تھی۔ تعداد ابیات ۲۰۲۴، مضمون داستان بطور مشنوی زبان فارسی۔ شاعر زلال خوانساری، سائل دفات نامعلوم، تاہم سنہ ۱۰۲۳ ہجری کے بعد۔

۲۔ شعلہ دیدار از شاعر متذکرہ صدر (فولیو ۸۴ سے فولیو ۹۳ تک)

۳۔ حسن نکلوسوز از زلالی خوانساری (۹۴-۱۰۳)

۴۔ آذر و سمندر از شاعر مذکور (۱۰۳-۱۱۰)

۵۔ مشنوی ذرہ و خورد شید (۱۱۰-۱۱۳)

۶۔ سلیمان نامہ (۱۱۳ - ۱۱۸)

۷۔ میخانہ (۱۱۸ - ۱۳۱)

اسوای مثنوی محمود وایاز کے ہر مثنوی کے آغاز میں شاعر کا ایک مختصر نثری مقدمہ ہے
مضمون داستان و تصوف، زبان فارسی، شاعر لالی خوانساری متوفی کیا رھویں صدی ہجری
کا وسط (سترھویں صدی عیسوی کا آغاز) ناقل غیر مذکور، تاریخ نقل غیر مذکور، تاہم کیا رھویں صدی
ہجری (سترھویں صدی عیسوی کے اخیر اور اٹھارویں صدی عیسوی کے آغاز) کی نقل، ڈبل تحریر
یعنی خواشی پر بھی، خط نستعلیق محض، کاغذ کشمیری، فو لیو ۱۳۱، تعداد ابیات فی صفحہ ۲۴،
متصل جامع مسجد ۱۲ رجب بروز جمعہ ۱۲۵۰ ہجری میں ابوالحسن خان کی پیشکارگی میں بعہد
شک جیون مل بابا خداداد کے ذریعہ خرید کی گئی۔ تقطیع ۱۳x۹، ۲۳ سنٹی میٹر۔

شروع: بنام آنکہ محمودش ایاز است غمش بتخانہ ناز و نیاز است

انیر: ذرہ تا بحر و بحر تا باصول ہر یکی آن خویش کردہ قبول

خاتمہ پر مخطوط کے قدیم مالک کے الفاظ جن میں سے بعض دانستہ مٹا دئے گئے 'ہیں'

این کتاب ذلالی از آن ملک..... خرید شد، در وقت صوبہ شک جیون مل بہ پیشکارہ کی ابوالحسن خان

یوم جمعہ بوقت چاشت متصل مسجد جامع بت ریح ۱۲ شہر رجب المرجب ۱۱۶۸ھ (۹)

142.

4/6

سکندر نامہ (یا نامہ خرد)

فارسی کی منظوم داستان بشکل مثنوی ہے۔ اس میں ایک اسطوری ہیرو (مشہور

شخصیت) کی مہمات اور کارناموں کا بیان ہے۔ سکندر نامہ کا بیان نیز شمارہ ۳۲۲ اور ۱۹۰ میں بھی
ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل عنوانات جو سرخی سے دئے گئے ہیں، یوں ہے:

حمد و نعت سید المرسلین کے بعد سبب نظم این کتاب، در حسب حال و اتمام روزگار
 عزیزانگیخن این کتاب، حکایت تمثیل، و نمودن این داستان، دُعا پادشاہ نصرۃ الدین
 فیروزی یافتن سکندر باشکر زنگیان، سکالیش کردن سکندر شاہ بر قہر دارا، گرفتار
 سکندر فال غالب و مغلوب، آئینہ ساختن حکیمان، خراج ساختن دارا از سکندر، ترتیب
 کردن سکندر بر حسرت دارا، داستان راے زدن دارا، نامہ فرستادن دارا، مصاف کردن سکندر
 عہد بستن سکندر، شکایت کردن حشم دارا، خراب کردن اسکندر آتشکدہ عجم را، رسیدن
 سکندر بملک صفایان، نشستن سکندر بر تخت کیان، رفتن سکندر بزیارت کعبہ، صفت بردن
 داستان کشادن سکندر در را، رفتن سکندر بقلعہ، رفتن سکندر بملک رے، رفتن بہمن دستا
 در آمدن سکندر از ہندوستان بملک چین، نامہ فرستادن سکندر بجانب خاقان چین و جواب نامہ
 سکندر، آمدن خاقان چین در بار گاہ سکندر، خبر یافتن سکندر از بیرون آمدن بملک روس
 آمدن سکندر بدشت قپچاق، مصاف نمودن سکندر باشکر روس، صفت آب حیوان رفتن
 سکندر در ظلمات، گفتار اندر بے مراد آمدن، گفتار اندر بازگشتن از فتح جہاں، حکایت
 سکندر فیلقوس، آغاز داستان ولادت اسکندر، دانش آموختن از لقوباحس پدارسطا
 طالب حکیم، نشستن سکندر بر تخت، مصاف سکندر باشکر زنگیان، ختم کتاب و دُعاے
 محمد محمود نمود گوید۔

مضمون داستان، زبان فارسی، مثنوی، ناظم نظامی گنجوی، تاریخ تالیف ہم محرم الحرام
 ۱۲۹۱ھ (جمعات ۳ اکتوبر ۱۲۹۱ء)، نقل پرثا دکول، سال نقل ۱۹۴۰ء بکرمی = ۱۳۵۳ء
 خط نستعلیق باریک، ہلکی جدولوں کے مابین تحریر، کاغذ کشمیری، صفحات ۳۶۴، سطور فی صفحہ ۱۶
 تقطیع: ۱۱.۰۶ x ۲۱.۶ سنٹی میٹر۔

ابتداء: خدایا جہاں بادشاہی تراست زما خدمت آیہ خدائی تراست
اختتام: تمام شد نسخہ اسکندرنامہ من تعنیف حضرت مولوی نظامی، رقمہ نیاز ۱۹۴۰۔

۱۹۵۰

۴۱۷

سکندر نامہ

سکندر نامہ نظامی کا ایک اور نسخہ ہے۔ اس کا دوسرا نام شرفنامہ خسرواں بھی ہے۔ جیسا کہ
اس شعر (۱۶ ص) سے مفہوم ہے۔

ازاں خسروی می کہ در جام اوست شرفنامہ خسرواں نام اوست
شاعر کا اس کتاب کی تالیف سے مقصود "تاریخ ہائے کہن" تازہ کرنا تھا۔ یہ پرانی تواریخ
تاریخ اسکندری کے نام سے تحریر کی گئی تھیں۔ سکندر نامہ میں حمد و خدا و نعتِ رسولِ مقبول کے
بعد فیلقوس کے بیٹے اسکندر کی داستان اور اُس کی ٹٹک گیری کا بیان ہے۔ نظامی کے مطابق فیلقوس
روم کا بادشاہ تھا جس کے حکم کے اطاعت گزار روم اور روس تھے۔ اختتام پر اپنے بادشاہ ملک نصرة
الدین جس کے نام پر کتاب معنون ہے "جو فریدون کمر" بلکہ خاقان کُلاہ ہے کی تعریف ہے۔ اُس کی
علم پروری اور حکومت کو سراہا گیا ہے جس کے فرمان پذیر فرنگِ فلسطین، رہبان اور روم ہیں۔
بالآخر بادشاہ کے شوق میں دعائے خیر اور تاریخ تالیف پر قصہ کا اتمام ہے۔

مضمون داستان بطرز مشوی، زبان فارسی، ناظم نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ، تاریخ
تالیف چار گھڑی بعد از چہار محرم ۹۹۵ھ (اتوار، ۱۵ اکتوبر ۱۲۱۲ء)، جیسا کہ خود کہتا ہے:

بتاریخ پانصد نود ہفت سال کہ خوانندہ ازو نگیرد ملال

بسالی چہارم محرم ہد است ز ساعت گذشتہ چہارم ہد است

ناقل احقر عبودیت پیوند، نانک چند، تاریخ نقل ۱۳ ماہ، بیشاک سموت ۱۹۱۲ء

۶۱۸۵۹- خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فو لیوز ۱۱۶، سطور فی صفحہ ۱۵، ہر سطر چوبیس

میں دی ہوئی دو ابیات پر مشتمل، تقطیع ۱۵ x ۲۴ سنٹی میٹر۔

ابتداء: خدایا جہاں پادشاہی تراست ز ما خدمت آید خدائی تراست

پناہ بلند دی و پستی توئی ہمہ نیستند آنچه ہستی توئی

اختتام: بیا ساقی از ختم دہقان پیر بمن دہ یکی ساغری دلپذیر

ازاں می کہ جاندار دی ہوش باد مرا شربت و شاہ را نوش باد

کاتب کا اختتامیہ: تمت الکتاب سکندر نامہ بید احقر عبودیت پیوند، نانک چنہ
بتاریخ موم ۵ ماہ بیشاک سموت ۱۹۱۲ ہنگام چاشت یوم یوم شنبہ ہجر باد۔

الہی ہر آنکسکہ این خط نوشت عفو کن گناہش عطا کن بہشت

540

418

سکندر نامہ بحری

سکندر ذوالقرنین کی ولادت اور فتوحات عالم کا تفصیلی بیان ہے۔ آغاز داستان سے قبل سکندر کے ذوالقرنین سے موسوم ہونے کی وجہ تسمیہ مفصل مذکور ہے۔ ابتداء میں خلافت محمد اور چار یار کی حمد و نعت اور مناقب ہیں۔ کتاب کا اخیر اپنے فرزند کو موعظہ و نصیحت پر مشتمل ہے۔ سکندر نامہ بحری بادشاہ وقت ملک نصرۃ الدین جس کا ذکر اخیر پر درج ہے بطور ہدیہ پیش کش کی گئی ہے۔

مضمون قصص و حکایات، زبان فارسی بطرز مشنوی، شاعر نظامی گنجوی، سال

تصنیف ۵۹۷ ہجری (۱۲۰۱/۱۲۰۰ء) ناقل غیر مذکور، تاریخ کتابت ۱۹۱۳ء ہجری (۶۱۸۵۶ء)

خط نستعلیق باریک، چار کالموں میں تحریر، کاغذ کشمیری، اوراق ۳۵ (صفحات ۷۰) ابیات

فی صفحہ ۸۲، تقطیع: ۱۵ x ۲۴ سنٹی میٹر۔

شروع: خرد ہر کجا گنجی آرد پدید بنام خدا سازد آزا کلید

ختم: نظامی کہ ہاں داروی ہوش باد

ہمیں شربت آں شاہ را نوش باد

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شد ۱۹۱۳ء بکرمی۔

اسی مخطوط کے ساتھ شروع میں مجلد مولانا عبد الرحمان جامی کی مطبوعہ منظوم شتوی

یوسف زلیخا ہے۔

4/9

267.

سوز و ساز

اس کا دوسرا نام محمود و ایاز بھی ہے۔ یہ طویل مثنوی جو تقریباً سات ہزار ابیات پر

مشمول ہے۔ محمود و ایاز کے خیالی معاشقہ پر مبنی ہے۔ مثنوی کی داستان یوں ہے کہ ایاز جو بادشاہ

کشمیر کا خوبصورت اور حسین و جمیل فرزند تھا، شکار کے دوران ایک بدخشانی ڈاکو کے بتیجے

میں پھنس جاتا ہے۔ ڈاکو اسے غزنین لے جا کر محمود غزنوی کے ماتھے فروخت کر دیتا ہے۔ ایاز کشمیر کے

روایتی سنسن کی طرح اتنا خوبصورت ہے کہ بادشاہ دیکھتے ہی ہزار جان سے ایاز کا والہ و شیدا

ہو جاتا ہے۔ بالآخر شہزادہ ایاز کسی طرح محمود کے ہتھکے سے چھوٹ کر اپنی خوبصورت سرزمین

میں دوبارہ لوٹ آتا ہے، ادھر یہاں باپ کی وفات پر شاہ مسعود کا خطاب اختیار کر کے حکمرانی

کرنے لگتا ہے۔ ادھر محمود نامہ، برپردہ کے ذریعہ ایاز کا پتہ نکال لیتا ہے۔ دونوں کے مابین جنگ

ہوتی ہے۔ مسعود گرفتار ہو کر دوبارہ غزنین پہنچا دیا جاتا ہے۔ اب طرفین کی جانب سے محبت شروع

ہو جاتی ہے۔ بالآخر محمود ایک معمولی سہی بیماری کے بعد داعی اجل کو لبیب کہہ جاتا ہے اور اس کے

دل آتش پرستانِ دل افروز نسیم غنچہ بے داغ مگر سوز
مخطوط کا آخری شعر:

شمارہ جیب و دامن پُر گہر داشت بھر گہوارہ از تنگ شکر داشت

420

506.

شیرین خسرو

نظامی گنجوی متوفی ۶۰۶ھ ہجری (۱۲۰۹ء) کی خسرو شیرین "پر مبنی ہے۔ خود مثنوی خسرو

شیرین ۲۱۹۱۲ ابیات ہے، لیکن یہ مثنوی انتہائی مختصر ہے اور صرف ۲۸۸ ابیات کی حامل ہے یہ امر کہ شیرین خسرو نظامی گنجوی کی مثنوی کا متبع ہے، ان اشعار سے مفہوم ہے:

ز بعد حمد و نعتس تھا و تم یاد ولی شیرین و خسرو عشق فریاد

چھ فرماؤں نظامی و اے مابین سہ خسرو چھ تیر نو شیرین

مضمون داستان بطر مثنوی، زبان کشمیری، مثنوی نگار محمود کامی متوفی ۱۲۷۱ھ =

۱۸۵۵ء، کاتب و ناقل خود مصنف، تاریخ کتابت ۹ ماہ مبارک ربیع، ۱۲۲۸ھ ہجری، ۷ اگست

روز یکشنبہ (اتوار)، ۱۸۳۲ء برائے رسول صوفی، نستعلیق زشت خط، کاغذ بیسی (کشمیری)

اور اوراق ۱۳ (صفحات ۲۶)، تعداد ابیات ۴۸۸، صفحہ ۱۲ پر "حامی شرع نبی ملا قمر الدین قاضی" کے

عنوان کی دو مدور مہر ہیں۔ تقطیع ۵ x ۱۰ x ۱۹.۲ سنٹی میٹر۔

شروع: اول حمداتس بیچو پاد کوہ جان زمین و آسمان و عشق و عرفان

خاتمہ: نہ خسرو نے سہ شیرین نے سہ فریاد مگر چھ عاشقن ہنزا کھ کھتا یاد

درد و رحمت حق بر نظامی غلامی در گہش محمود کامی

کاتب (مصنف) کا اختتامیہ: تم تم تم تمام شد

الہی بیامرز خوانندہ را عفو کن برحمت نویسنده را

الہی ہر آنکسکہ این خط نوشت عفو کن گناہش عطا کن بہشت

کتاب بشیرین خسرو بابت خواندن از دست خود تحریر یافت، ہر گاہ کسے دعویٰ باطل است۔ از مال رسول صوفی۔ مرقوم بتاریخ ۹ ماہ مبارک ربیع الثانی ۱۲۴۸ ہجری۔ شاید کشمیری زبان کے نامور شاعر محمود کامی کی اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی دنیا میں واحد موجود تحریر۔

534.

421.

قصص الانبیاء

حضرت آدم علیہ السلام کے احوال سے، فاروں اور اُس کی ہلاکت کے واقعات تک اول سے ناقص قصص الانبیاء کا مخطوط ہے۔ تاہم یہ نام بھی گمان غالب پر مبنی ہے قصص الانبیاء کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے واقعات آیات قرآنی سے موید ہیں۔ قصص الانبیاء بنی اسرائیل کے احوال و واقعات پر ایک مستند کوشش خیال کی جاتی ہے۔ یہ کتاب عامۃ الناس کے واعظوں کے لئے معلومات کا بہترین ذخیرہ ہے۔

مضمون قصص و حکایات اساطیری (Legendary) انداز کی، زبان فارسی

مصنف و تاریخ تصنیف نامعلوم، کاتب میرابراہیم ولد میر علی ابن میر حبیب ساکن کشمیر جنت

نظیر، تاریخ کتابت ۱۲ ربیع الآخر ۱۰۹۶ ہجری (ایت دار۔ ۸ مارچ ۱۶۸۵ء) خط نستعلیق

کاغذ کشمیری، اوراق ۱۴۴ (صفحات ۳۵۴)، سطور فی صفحہ ۲۰، تقطیع ۱۶ x ۲۳ سنٹی میٹر۔

شروع: پس بشیریل علیہ السلام را فرمان شد۔

اختتام: علماء گفتہ اند بیشتر اوراد ابو بکر رضی اللہ عنہ لا الہ الا اللہ بود و بیشتر

اوراد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اللہ اکبر بود و بیشتر اوراد عثمان رضی اللہ عنہ سبحان اللہ

بود و بیشتر اوراد علی کرم اللہ تعالیٰ الحمد للہ بود۔

کاتب کا اختتامیہ: تحت الکتاب بعون الملک الوہاب علیٰ ید خاکپای فضلہ و بلفاء
احقر عبد اللہ میرزا امیر ولد میر علی ابن میر حبیب ساکن کشمیر جنت نظیر پتہ تاریخ دوازدہم شہر ربیع الآخر
۱۰۹۶ھ ہجری۔ الہی بصدقہ جمیع پیغمبران و اولیاء و انبیاء کہ در یہ کتاب جمع اند حاجت این گناہگار
بر آری بخت و کرم نہ آمین یا رب العالمین۔

الہی ہر آنکسکہ این خط نوشت عفو کن گناہش عطا کن بہشت
قاریا بر ما مکن چندین عتاب گر خطائے رفتہ باشد در کتاب

404.

422

قصہ چہار درویش منظوم

چار درویشوں اور ایک بادشاہ آزاد بخت کی منظوم داستان ہے یہ سترہیں فارسی
کے اسی نام کے قصہ پر مبنی ہے۔ ترتیب مضامین حسب ذیل ہے:

- ۱۔ حمد خدا و مناجات بدرگاہ باری تعالیٰ ۲۔ تمہید در بیان عشق ۳۔ در تعریف
اوستاد ۴۔ آغاز حقیقت ۵۔ حسب حال درویش اول ۶۔ در اظہار سرگزشت درویش
دوم (فولیو ۷۶ سے فولیو ۱۴۵ تک) ۷۔ آغاز داستان سگ پرست (۱۴۵ - ۱۵۷) ۸۔ رسیدن
دختر وزیر پیش سگ پرست (۱۵۷ - ۱۷۴) ۹۔ حکایت از زبان سگ پرست (۱۷۴ - ۲۶۴)
۱۰۔ سرگزشت درویش سوم گوید (۲۶۴ - ۳۲۸) ۱۱۔ سرگزشت درویش چہارم (۳۲۸ - ۳۸۰)
مضمون داستان منظوم بطرز مثنوی، زبان فارسی، ناظم دیوہ رام تیکو پٹ متخلص
بر دریا کشمیری، سال تصنیف ۱۲۹۹ھ = ۱۸۸۲ء، فقرہ "ایں گلستہ ہوش" تاریخ
تالیف ہے اور تاریخ بکری "ایں روشن چراغی" ہے۔ اعداد ۱۸۸۱ باضافہ اعداد "ن" از لفظ نور۔

مصنف کا خود نوشت جیسا کہ جا بجا کانٹ چھانٹ سے مفہوم ہوتا ہے، خط نستعلیق باریک کاغذ کشیری، فولیو ۲۸۰۔ اشعار فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ سنٹی میٹر۔

ابتداء: خداوند اتوئی مرہم نہ ریش تومی سازی غنی مکین درویش

اختتام: سپند پیر کال سوختش ز مردم چشم بد بردوختش

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام آمد کار من بنظام۔ اس کتاب مسمی چار درویش بعون

عنایت خداوند آفریدگار شاہ و درویش منکلام دریا، بقلم بندہ عبودیت ارتسام دیوہ رام

پندت تیکو متخلص بدریا متوطن بلدہ کشمیر باختتام در پیوست۔ اکنون التجا از فضلاد بلیغ

زمان اندام کہ ہر گاہ جائے سہوی بودہ باشد بذیل کرم پیوستند، خامہ اصلاح بر آں حباری

دارند کہ انسان مشتق من السہو والنسیان۔

423

392.

قصہٴ حضرت تمیم انصار

حضرت تمیم انصار کی بیوی کی منظوم داستان ہے۔ یہ عورت حضرت عمرؓ کے

دور خلافت میں یہ شکایت لیکر آئی تھی کہ اُس کا خاوند تمیم انصار تیس برس سے غایب ہے۔

اُس کی زندگی اور حال و احوال کے متعلق مطلق خبر نہیں ہے، اس لئے دوسرے خاوند کی اجازت

دی جائے۔ یہ بات اُس نے رو کر حضرت عمرؓ کے روبرو بیان کی۔ حضرت عمرؓ نے مزید سات برس

کی مہلت چاہی، بالآخر اُس کا نکاح ایک جوان سے کر دیا گیا لیکن کچھ عرصہ بعد تمیم نمودار ہو جاتے

ہیں۔ آغازِ قصہ سے قبل حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ مرتضیٰ کے

فضائل کا بیان ہے۔

مضمون داستان بطرز مشنوی، زبان کشمیری، ناظم و کاتب بابا ثناء اللہ ولد بابا محمد ولد

بابا یحییٰ، تاریخ تصنیف و کتابت جمعرات ۲۳، رجب ۱۳۰۹ھ (۲۲ فروری ۱۸۹۲ء) خط نستعلیق

معمولی، کاغذ کشمیری، صفحات ۳۶، ابیات فی صفحہ مع حاشیہ ۲۰، کل تعداد ابیات ۷۰۰،

تقطیع : ۱۳ × ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز : دوسرا شعر :

حمد بیحد بدرگاہ الہی شہن پیچہ کنہ چہ تلمیذ بادشاہی

اختتام : یہ ہندی پاسہ دوہ فی بوزم خدا یا رُحجھون کاتب ز آفتہای دُنیا

کاتب کا اختتامیہ : "تمت تمام شد قصہ حضرت تمیم انصار بدستخط فقیر الحقیر بابا

ثناؤ اللہ ولد بابا محمد ولد بابا یحییٰ بتاریخ ۲۳ رجب المرجب بوقت پیشین یوم پنجشنبہ سنہ

۱۳۰۹ ہجری۔"

152.

424

قصہ حاتم طائی منظم

صیاء الدین بخشیش کے فارسی قصہ آرائش محفل المعروف بہ قصہ حاتم طائی پر مبنی

کشمیری کی منظوم داستان حاتم طائی ہے۔ قصہ حاتم طائی کے اصل مصنف کا نام سید صیاء الدین

ہ تھا جو ہندوستان کے شہر بایون کا رہنے والا تھا، لیکن اصل میں اہالی نخب سے تھا، جو

ترکستان کا ایک شہر ہے اور جیجھون اور سمرقند کے مابین واقع ہے۔ ہندوستان آکر بایون میں

گوشہ نشین ہو گیا تھا۔ اور شیخ نظام الدین اولیاء کے مریدوں میں سے تھا۔ بخشیش ۱۵۰۰ ہجری

(۱۴۰۹ء) میں فوت ہو گیا۔ قصہ حاتم طائی ہندوستان میں بہت مشہور ہے، اردو میں اس

کا ترجمہ آرائش محفل کے نام سے موسوم ہے اور اس کی دلچسپی اور دلکشی سے کشمیری زبان

بھی نہ بچ سکی۔

مضمون داستان، زبان کشمیری، پیرایہ بیان نظم (مثنوی)، کشمیری میں ناظم علی شاہ ولد محمد شاہ ساکن کرم شہر تحصیل زہ سنگھ پورہ، لیکن اصل وطن قصبہ چرار ہے جیسا کہ کتاب کے اخیر پر اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے:

وطن پرؤن در قصبہ چرار چیم علمدار مے شاہ سالار چیم

کاتب عبد العلی، تاریخ کتابت ۲۷ ماہ ذی قعدہ ۱۳۴۲ھ۔ کتاب طباعت کی غرض سے نقل کی گئی تھی۔ پہلے بارہ اوراق (صفحہ ۲۴) کے ماسوا، باقی محضوط کا تمام کاغذ کشمیری، زشت خط، تعداد صفحات ۲۵۲، سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع $۱۲\frac{1}{4} \times ۲۰\frac{1}{4}$ سنٹی میٹر تقسیم مہنا میں یہ ہے۔

۱۔ حمد و تمجید از صفحہ اول تا صفحہ ۳۰۔ ۲۔ بیان شرطِ اوّل (۳۰-۵۱)۔ شرط دوم (ص ۵۲-۸۲)۔ ۳۔ شرط سوم (۸۳-۱۵۰)۔ ۴۔ شرط چہارم (ص ۱۵۰-۱۸۲)۔ ۵۔ شرط پنجم (۱۸۳-۲۰۶)۔ ۶۔ شرط ششم (۲۰۷-۲۳۲)۔ ۷۔ شرط ہفتم (۲۳۳-۲۵۰) خاتمہ کتاب و مناجات ص ۲۵۱ و ۲۵۲

ابتداء: شناس یس چچہ برحق گلشنی حی

بھرنی چچہ نشندے یی کر تھ ط

اختتام: درد و تمسخری امید چیم زہندہ پاسہ سائیس پیچھ کر کرم مصنف عبد العلی یا علی شاہ نے یہ قصہ بائیس برس کی عمر میں منظوم کیا تھا۔

سال تصنیف ۱۳۳۷ھ = ۱۹۱۹ء

425

152.

قصہ شہزادی یمن و شاہ ولایت حضرت علیؑ

حضرت علی اور شہزادی یمن کی داستان عقد و نکاح ہے۔ اس کا مصنف بھی عبد العلی

(مصنف قصہ حاتم طائی) ہے۔ یہ قصہ اُس نے لوگوں کے اہلار پر اُس وقت لکھا جب انہوں نے ایک محفل میں مقبول شاہ کمالہ داری کی منظوم داستان نگریز سنی تھی اور عبد العلی سے بھی فرمائش کی تھی کہ وہ بھی ایک داستان قلمبند کرے، تب عبد العلی یا علی شاہ نے یہ داستان لکھی۔ عبد العلی کے مطابق قصہ شہزادی یمن و حضرت علیؑ مشہور محدث ابن حجر عسقلانی کی روایت پر مبنی ہے۔

مضمون داستان، زبان کشمیری نظم (مشنوی)، مؤلف عبد العلی۔ زمانہ نگاشت
۱۳۲۲ھ (۱۹۲۳ء)، ناقل و کاتب نامعلوم، خط تعلیق زشت، تعداد صفحات ۴۸، سطر
فی صفحہ ۱۳، کاغذ کشمیری، تقطیع ۱۲ ۱/۲ x ۲۱ ۱/۲ سنٹی میٹر۔

اجزاء: بون حمد ذاتس کئے دہمدم کزن یم نہ عالم وجود از عدم

اختتام: بقسمت یمت دور چھس زان مکان

بشان در کر مشور چھس این زمان

۱۹۴۰

۴۲۶

قصہ شاہ بہرام منظوم کشمیری

شاہ بہرام اور شہزادی گل اندام کی منظوم داستان ہے۔ اس میں دونوں کا معاشقہ بیان کیا گیا ہے تفصیل عنوانات یہ ہے:

حمد خدا و نعت رسول، ابتدائے داستان در بیان تو کہ شدن شاہ بہرام، در بیان رفتن بہرام ہنرمند بار اول بشکار، رفتن بہرام روز دیگر بشکار، داستان، نامہ نوشتن بہرام بہ گل اندام، بقیہ داستان، قصے کے ضمن میں حسب موقعہ غزلیات لطف سخن کے لئے مندرج ہیں مصمون قصہ و داستان، پیرایہ بیان مشنوی، زبان کشمیری، مصنف اسم اللہ متخلص بہ منصف جیسا کہ اس شعر سے مفہوم ہے:

بیان مصنف بیا آن مختصر کر ثر از غفلت برو و در یاد حق کر

ناقل و کاتب خود مصنف، تاریخ کتابت ۲۵، ۲۵ ربيع الاولی ۱۳۳۲ھ ہجری روز

سہ شنبہ (۱۲ مارچ ۱۹۱۲ء)، خط نستعلیق بحد، کاغذ کشمیری و غیر کشمیری (صفحہ ۳۴

تک غیر کشمیری) مل کا اور صفحہ ۳۸ سے اختتام تک کشمیری، ۹ صفحات ۵۶، سطور فی صفحہ اوسطاً

۹. تقطیع : ۱۴ ۱/۲ x ۱۹ سنٹی میٹر۔

ابتداء : پس از حمد خداوند الہی دوان چھس از دل و جان گواہی

اختتام : بیان مصنف بیا آن مختصر کر ثر از غفلت برو و در یاد حق کر

مصنف کا اختتامیہ : بیہ ضعیف الخیف بت تاریخ ۲۵، ۲۵ ربيع الاولی

۱۳۳۲ھ روز سہ شنبہ بوقت پیشین بزرگ :

من نوشتم آنچه دیدم در کتاب ختم کن واللہ اعلم بالصواب

مخطوط کے صفحہ ۱۵ کے دامن میں مصنف کی خود نگاشتہ یہ عبارت درج ہے :

۲۹ صفر ۱۳۳۲ھ روز جمعہ بود نوشتہ شد ۱۲ اسد اللہ عفی عنہ۔

427

149.

قصہ منصور حلاج منظوم کشمیری

مشہور عارف و صوفی منصور حلاج کی منظوم داستان جس میں اُس کے فنا فی اللہ

اور علمائے زمانہ کی مخالفت اور بقول اُن کے دین سے خارج ہونے کا بیان ہے۔ نام حسین، باپ

کا نام منصور تھا، اتفاق سے تاریخ میں بجائے نام کے باپ کے نام سے مشہور ہوا ہے۔ ابو نفیث

کنیت اور حلاج لقب تھا۔ شیراز کے قصبہ بیضا میں پیدا ہوا اور عراق میں نشو و نما پائی۔ اصل

میں "حلاج امرا" کہتے تھے، مگر بہت دیر حلاج کہا جانے لگا۔ ۳۰۹ھ یا ۳۰۹ھ (۹۱۸ء)

(۹۲۱ء) میں خلیفہ مقتدر کے وزیر حامد بن عباس کے حکم سے علمائے وقت کے فتوے سے قتل ہوا
قتل سے پہلے ہزار تازیانے مارے گئے، ماتحت پانوں کاٹ کر جلا دیا گیا اور راکھ دریائے دجلہ میں بہا
دی گئی۔

مضمون قصہ و داستان، پیرایہ بیان نظم، زبان کشمیری، شاعر و ناظم نامعلوم، تاریخ
کتابت غیر مندرج، کاتب و ناقل نامعلوم، تاریخ کتابت نامعلوم، لیکن لم و بیش ایک سو برس
پہلے کی نقل، خط نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری، تعداد ابیات ۷۳، تقطیع ۱۴×۶۶ سنٹی میٹر۔

آغاز: حمد تسبیح چچہ اللہ والحمد

لم یلد، لم یولد و کفواً احد

بعد حمد نعت و صلوٰۃ و سلام

بوز و وہ فی قصہ عالی مقام

اوس در بغداد منصور صلاح

عارفین بیہ عاشقین ہند اوس تاج

اختتام: شکل منصور آیت نشہ ظاہر سپین

و چھتہ کیٹھ دیوانہ کیٹھ و اصل سپین

کاتب کا اختتامیہ: تم تمام شد کار کار من نظام شد

406.

428

قصہ ورقہ و گل شاہ منظوم

یمن کے قبیلہ بنی شیبان کی داستان ہے۔ اسی قبیلہ کے دو بھائی ہلال اور محام

نامی تھے۔ ہلال کی ایک بیٹی تھی جس کا نام گل شاہ تھا اور محام کا بیٹا ورقہ نامی۔ دونوں بچپن سے

ایک ساتھ پلے بڑھے اور مکتب میں یکجا تعلیم حاصل کی۔ دونوں ایک دوسرے کے عاشق تھے۔ ورقہ اور گل شاہ انہی دو عاشق و معشوق کی داستان ہے۔ مطالب کتاب حسب ذیل ہیں:

- ۱۔ آغاز قصہ ۲۔ بدست آوردن ابن عمر لعین گل شاہ را برگردیدن ۳۔ مجلس دوم در گرفتار شدن ورقہ بدست اس کا فر گبر ۴۔ در بیان فرستادن ورقہ غلام خود را بطرف یمن نزد خالوئے خود سلیم شاہ ۵۔ در رخصت دادن گل شاہ ورقہ را بجانب یمن نزد سلیم شاہ ۶۔ مجلس سوم در بیان گرفتار شدن ملک عنطر بدست ورقہ گرد ۷۔ حیلہ کردن وزیر عنطر وقاصد را فرستادن نزد ورقہ ۸۔ در فرمودن ملک عنطر بکشتن ورقہ ۹۔ در بیان خلاص شدن ورقہ از بند کشتن او ملک عنطر را وظرف یافتن ۱۰۔ در گریختن لشکر عنطر ۱۱۔ در بیان شنیدن ملک محسن آوازہ حسن گلشاہ و عاشق شدن بروی ۱۲۔ مجلس چہارم در روانہ شدن ملک محسن بطلب معشوقہ ۱۳۔ در رسول فرستادن ملک محسن نزد ہلال ۱۴۔ در بیان خبر دادن خواہر خواندہ گل شاہ بہ گلشاہ کہ ترا بخواجه سپردند ۱۵۔ زاری و زوہر کردن گل شاہ در فراق ورقہ ۱۶۔ آمدن دختر کہ ہمراہ گل شاہ بود ۱۷۔ مجلس پنجم واقف شدن ورقہ و جنگ کردن ورقہ با چہل زنگی ۱۸۔ مجلس ششم در رخصت گرفتن ورقہ و بملک خود رفتن وی ۱۹۔ رسیدن سوار در شام و آگاہ ساختن گلشاہ را از وفات ورقہ ۲۰۔ ہلاک کردن گلشاہ خود را بر قبر ورقہ ۲۱۔ آمدن حضرت رسالت پناہ و علی ابن ابی طالب و ایشان را زندہ نمودن۔ مضمون داستان بطرز مثنوی زبان فارسی مثنوی نگار (مخلص) سال تقییف نامعلوم، کاتب عبد الکبیر عرف گنائی ولد خواجہ عبد العلی ساکن قصبہ ترال تحصیل اونی پورہ تاریخ کتابت ۲۰ ماہ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ (۹ جولائی روز جمعہ ۱۹۰۹ء) خط تعلیق معمولی کاغذ کشمیری اوراق ۳۸، ابیات فی صفحہ ۳۱۔ تقطیع: ۱۴ ۱/۲ x ۲۴ سنٹی میٹر۔

آغاز: شنیدم کاندرا ایام پیمبر یکی میلی بڈی باجواہ و بافر
 اختتام: غریق رحمت ایزد کسی باد کہ کاتب را بہ الحمدی کند یاد
 کاتب کا اختتامیہ: الحمد للہ رب العالمین کہ این کتاب با صواب یعنی قصہ ورق
 و گلشاہ بہ ستخط فقیر..... عبدالبکیر عرف گئی ولد خواجہ عبدالحی ساکن قصبہ ترال تحصیل
 اونٹنی پورہ۔ تحریر شدہ بتاریخ بیستم ماہ جمادی الثانی ۱۳۲۷ ہجری۔

432.

429

قضا و قدر

یہ مجموعہ بلحاظ مضمون و مطالب درج ذیل مضامین و عنوانات کا حامل ہے:

- ۱۔ آمدن جبرئیل علیہ السلام در خدمت شریف حضرت سلیمانؑ کہ ما مقدر فرمودیم کہ بادشاہ مشرق پسرو پادشاہ مغرب دختر درین وقت تولد شدند۔ ۲۔ داستان دوم در بیان احوال شہزادہ مشرق و نچر بازی اودر زحور برو شکستہ شدن جہازش بحکم قضا و قدر و خلاصی یافتن وی۔ ۳۔ داستان سیوم دیدن غلامی از غلامان سلیمان علیہ السلام آن شہزادہ را و شناختن و نواختنش۔ ۴۔ داستان چہارم رفتن شہزادہ ہمراہ وزیران در سفر برائے نفیص احوال آندہ رفتاں۔ ۵۔ داستان پنجم دیدن شاہزادہ و وزیران جوانی را کہ برادر آں دو پیر بود۔ ۶۔ داستان ششم قصہ برادران خود گفتن۔ ۷۔ داستان ہفتم پرسیدن پادشاہ زمان از مردمان کہ اگر آں دو شخص لاطیع را فرزند باشند با ہمہ گر خویشی کنند شاید کہ کسے اولاد آں ہر دو گنج را بردارد۔ ۸۔ تتمہ داستان نہم۔ ۱۰۔ حکایت جانبازی اہل ایقان۔ ۱۱۔ حکایت برسبیل تمثیل آں دو اہل یقین۔

مضمون قصص و حکایات بطرز مشنوی، زبان کشمیری، مشنوی نگار رحیم اللہ

(شاعر کا نام صفحہ ۵۲ کے آخری شعر میں درج ہے) تاریخ تصنیف ۳ شعبان ۱۳۰۱ ہجری سے
۲۷ شعبان ۱۳۰۱ ہجری (۳۰ مئی ۱۸۸۲ء سے ۲۲ جون ۱۸۸۲ء تک)۔

شاعر کے خود نوشت نسخہ پر مبنی

تاریخ کتابت ۴ ربیع الاولیٰ ۱۳۰۹

ہجری (اتوار، ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

خط نستعلیق روزمرہ کی تحریر کا

کاغذ کشمیری، صفحات ۵۴، تعداد

ابیات فی صفحہ ۱۱۳

تقطیع ۱۴ × ۲۳ سنٹی میٹر

ابتداء۔

یا الہی از منا ہی میون دل

پھر ترے کرتن یاد پہنے نے مشغل

اختتام:

ذکر حق چھٹے نام پیغمبرؐ پر

ای رحیم اللہ درودہ، غم مبر ————— کاتب کا اختتامیہ: تمام شدہ قصہ

قضا و قدر بزبان کشمیری من تصنیف رحیم اللہ سکنہ قصبہ پانیپور پر گنہ وہو، حال

ہراج بازار از دستخط مصنف ہم تمام یافتہ شد، حررہ فی التاریخ ہفتم ربیع الاولیٰ

۱۳۰۹ ہجری۔

ہر کہ خواند دعا طبع دارم زانکہ من بندہ گنہگارم

کبک نامہ منظوم

بطرز مشنوی یہ مختصر رسالہ حاکم کشمیر کے چکوروں کے شکار کے بیان میں ہے۔ یہ شکار کوہ سلیمان کی چڑھائی اور نشیب و فراز میں کیا گیا تھا۔ اس سے پہاڑ کی زمین چکوروں کے خون سے لالہ زار ہو گئی تھی۔ اس موقع پر عقابوں (گدھوں) نے شکار شدہ چکوروں پر ہل بول دیا تھا۔ لیکن کشمیر کے حاکم کے بارداروں نے کلائیوں سے باز چھوڑ کر فوراً اس کا تذکرہ کر دیا تھا۔ بھوکے بازوؤں نے جھپٹ کر گدھوں کی آنکھیں نکال دی تھیں۔ کبک نامہ اُسی واقعہ کی منظوم داستان ہے۔ یہ بیان اس لئے بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ شاعر اس موقع پر صوبیدار کشمیر کے ہمراہ تھا۔ نظم میں مقامی رنگ کے سلسلے میں کوہ ماران، شیرگڑ اور تخت سلیمان (کوہ سلیمان) وغیرہ کا ذکر ہے۔

مضمون داستان بطرز مشنوی، زبان فارسی، مشنوی نگار ٹیکارام جیو، زمانہ سکھ دور حکومت (۱۸۱۹ء سے ۱۸۴۶ء تک) کاتب ٹھاکر کاک جیو، تاریخ کتابت جمعرات ۱۹۰۱ء بکرمی (۱۸۴۴ء) خط نستعلیق صاف و خوانا، کاغذ بیسی (کشمیری) فولیو ۸۰ ابیات فی صفحہ ۱۳، کل تعداد ابیات ۲۰۱، صفحہ اول و دوم پر مخطوط کے قدیم مالک "درس سُمھا" تاریخ ۱۸۹۷ء بکرمی (۱۸۴۰ء) کی مہر، تقطیع : ۲۴ x ۱۳، ۷ سنٹی میٹر۔

آغاز : چوکبک صبح نورانی بصد ناز زکوہ چرخ کردہ خنجر آغاز

اختتام : عقاب حمید عدلش کن ہما یوں چوکبک از انقلابش دارامون

کاتب کا اختتامیہ : بروز پنجشنبہ در ساعت سعید تحریر یافت ۱۹۰۱ء

(بکرمی ۹) نہایت نایاب نسخہ۔

لیلیٰ المجنون منظوم

خمسہ صر فی کاتیسرا دفتر ہے جو نظامی گنجوی کے تتبع میں لکھا گیا ہے لیلیٰ المجنون عرب کے دو مشہور عاشقوں کی داستان ہے جسے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں نے موضوع بحث قرار دیا ہے۔ ترتیب مفناین حسب ذیل ہے:

حمد وثنا و نعت رسول مقبول^۱، مدح ابو بکر، عمر، عثمان، علی، سیدۃ النساء، فاطمہ الزہراء، امام حسن و امام حسین رضی، مدح امیر کبیر میر سید علی ہمدانی و شکایت بخت، نصیحت فرزند ارجمند خویش، بیان نظم کتاب، آغاز قصہ۔ یہاں سے دیگر عنوانات کے خانے کاتب نے خالی چھوڑ دئے ہیں۔

مضمون داستان بطور مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگار شیخ یعقوب صر فی ولدہ گنائی (۹۲۸ھ - ۱۰۰۳ھ = ۱۵۲۲ - ۱۵۹۵ء) تاریخ تالیف ۹۹۸ھ (۱۵۸۹/۱۵۹۰ء) جملہ "شرح عشقبازی" تاریخ ہے، کاتب سلطان، مقام کتابت موضع ویدر (کاتب نے یہ مثنوی اپنے (زند عبد الکبیر کی خاطر موضع ویدر میں لکھی ہے) تاریخ کتابت ۲۴ شعبان بوقت صبح ۱۲۴۳ھ (منگل وار ۱۱ مارچ ۱۸۲۸ء) مخطوط کا ابتدائی صفحہ اخیر پر، خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشیری)، صفحات ۷۸، چار کالمی تحریر، ابیات فی صفحہ ۳، تقطیع: ۱۶ x ۲۱، ۵ سٹی میٹر۔ آغاز (آخری صفحہ سے)

ای نام تو بہترین سراغ از
لی نام تو نامہ کے کسم باز
اختتام بھی آخری صفحہ پر:

در خاتمہ سخن طرازی
تاریخ تو "شرح عشقبازی"
۹۹۸ ہجری

وین نامہ کہ گشت روح از دشتاد مقبول ہمہ سخن در اں باد

کاتب کا اختتامیہ: "تمت الکتاب بید فقیر سلطان بجمہت فرزند دلبند عبد الکبیر در موضع ویزر بتاریخ بیست و چہارم ۲۴ شہر شعبان بوقت صبح تحریر یافت ۱۲۴۳ ہجری"۔
 مثنوی لیلیٰ مجنون کے متعدد نسخے محکمہ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر کے شعبہ مخطوطات میں محفوظ ہیں۔

۹۱.

۷۳۲

لیلیٰ مجنون

نظمی گنجوی کے تتبع میں فارسی کی منظوم مثنوی ہے۔ اس کے مؤلف و ناظم کشمیر کے مشہور عالم و شاعر شیخ یعقوب صر فی متوفی ۱۵۹۵ء) ہیں۔ لیلیٰ مجنون آپ کے مجموعہ خمسہ کا تیسرا حصہ ہے۔ مثنوی لیلیٰ مجنون کی داستان عرب روایت پر مبنی ہے۔ شیخ یعقوب صر فی نے اس کے بیان میں اسی روایت کا تتبع کیا ہے۔

جامع الکمالات شیخ یعقوب صر فی حسن کنی کے ساتویں فرزند تھے اور سب سے چھوٹے۔ ۱۵۲۲ء) میں پیدا ہوئے اور ۱۵۹۵ء) کو فوت ہو گئے۔ لیلیٰ مجنون کی فہرست مضامین یہ ہے:

مقدمہ در حمد و ثنائے حضرت ذوالجلال، نعت ختم الانبیاء، شب معراج، منقبت خلفائے اربعہ، منقبت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء، امام حسن و امام حسینؑ، منقبت قطب ربانی، علی ثانی امیر کبیر میر سید علی ہمدانی، نصیحت فرزند دل پسند، سبب تالیف کتاب، تولد مجنون، تولد لیلیٰ، حسن لیلیٰ و مجنون بمکتب، در افشائے سر عشق، چارہ سازی اُستاد محال مجنون، شرح حال کہ در کج خویش افادہ، رفتن مجنون بلباس کوران، در بقراری و اضطراب مجنون، در بازار

رفتن مجنوں لباس کوران، در طلب کردن پدر مجنوں مجنوں را، در مکالمات کردن عقد لیلی با مجنوں، در حرمان مجنوں از عقد لیلی، استمداد نمودن پدر مجنوں در دفع جنون، در بردن مجنوں پدرش بزیارت لعبه آوردن او از لامون، نامہ لیلی، بجانب مجنوں و جواب وی بہ لیلی، عقد کردن لیلی با پسر ابن سلام و دیگر واقعات، در ختم کتاب فیض مستطاب المستمعی بہ لیلی مجنوں خط تعلیق سادہ، مضمون قصص و حکایات بطرز مثنوی، زبان فارسی، کاغذ کشمیری، تعداد اوراق ۸۸، تعداد سطوح در فی صفحات، حالت درست، سال تصنیف ۹۸۵ھ (مطابق ۱۵۷۶ء) نام کاتب عبدالصمد میر المعروف بہ ستار، تاریخ کتابت ۱۴ ماہ ذی الحجۃ الحرام ۱۲۸۶ھ (۱۹ مارچ ۱۸۷۰ء)۔

آغاز: ای نظم مرا بنات آغاز نام تو کلید مخزن راز

اختتامیہ کاتب: این کتاب لیلی مجنوں از تصنیف حضرت شیخ یعقوب صرنی نور اللہ مرقدہ بید فقیر المحقیر سراپا تقصیر عبدالصمد میر المعروف بہ ستار غفر اللہ العفا ربنا رتخ ۱۹ ماہ ذی الحجۃ الحرام ۱۲۸۶ھ تحریر یافت۔

ہر کہ خواند دعا طبع دارم زانکہ من بندہ گنہ گارم

433

153

لیلی مجنوں

چار ہزار چار سو ابیات پر مشتمل نظامی گنجوی متوفی ۶۱۶ھ یا ۶۱۷ھ کی تیسری مثنوی ہے۔ اس میں عرب کے روایتی قصہ لیلی مجنوں کا بصوت شعر مفصل بیان ہے۔ مثنوی لیلی مجنوں گذشتہ زمانے میں ہندوستان و کشمیر میں فارسی زبان کے نصاب میں داخل رہی ہے اور اس کے مطالعہ کے بناء فارسی دان فارسی دان نہیں کہلاتا تھا۔ حسب دستور لیلی مجنوں کی ترتیب داستان یوں ہے:

حمد بادی تعالیٰ و نعت رسول، درود چار یار و معراج پیغمبر، در تفکر تصنیف

اس کتاب، مدح پادشاہ، در نصیحت فرزند خود، در وصف سخنوری، آغاز داستان لیلی و مجنون، اور در نصیحت پادشاہ خود۔ مثنوی لیلی مجنون نظامی کی دیگر چار مثنویوں کے ساتھ بلکہ پنج گنج (پانچ خزانے) یا خمسہ نظامی کہلاتی ہے۔ دیگر چار مثنویاں مخزن الاسرار، خسرو شیریں، ہفت پیکر اور اسکندر نامہ یا شرف نامہ یا اقبال نامہ ہیں۔

مضمون داستان، زبان فارسی نظم (مثنوی) مصنف نظامی گنجوی، سال تصنیف سلخ (آخری تاریخ) رجب ۵۸۴ھ = ۲۴ ستمبر سنچر ۱۱۸۸ء۔ مثنوی لیلی مجنون شاعر نے اپنے فرزند کے لئے لکھی تھی اور ابوالمظفر شاہ شروان شاہ کے نام سے معنون ہے۔ ناقل کشمیر کا مشہور فارسی شاعر ہشیار ہے جو ایک کشمیری پیڈت تھا۔ اخیر پر اُس کی طبع زاد دو نظمیں بھی ہیں جو ایک مثنوی اور دوسری غزل ہے۔ سال نقل ۱۹۱۱ء بمقامی = ۱۸۵۴ء، کاغذ کشمیری، صفحات ۲۲۲، سطور فی صفحہ ۱۴، خط نستعلیق معمولی، تقطیع ۱۱ x ۹ سنٹی میٹر۔ مخطوط کی سیاہی بیشتر مقامات پر سیلن کے باعث پھیل چکی ہے اور اکثر مقامات پر اوراق ایک دوسرے سے مجڑ کئے ہیں۔

ابتداء: اے نام تو بہترین سر آغاز

اختتام: این نامہ بنام وے باد

بر دولت وے خجستہ پاد

شعروادب

مثنوی کسی گنام مصنف کے بے نام فارسی مثنوی ہے جس کا موضوع بالعموم مایں تصوف مثلاً فقر و توکل، غنا اور دنیا کی بے ثباتی ہے اور جس کو قصص و حکایات میں پیش کیا گیا ہے۔ مثنوی اور مصنف کا نام اس لئے معلوم نہ ہو سکا کہ اس کے ابتدائی اوراق ناپید ہیں

مثنوی طویل ہے اور ۵۹ فولیوز پر مشتمل ہے مثنوی مذکور انتہائی عجبت اور بے خیالی کے ساتھ لکھی گئی ہے، کیونکہ فولیو ۱۵۴ سے فولیو ۱۵۶ تک کے اکثر اشعار کے مصرعے درج نہیں ہیں۔ فولیو ۵ اور فولیو ۹ کے صفحہ اول کے بعد رکاب نہ ملنے کے باعث تسلسل ٹوٹتا ہے۔ مثنوی کے آغاز سے قبل تین ورق کسی انشائے فارسی کے اور ایک نامکمل قصیدہ کسے شخص کا مکارخان کی کتختہ الی کے متعلق ہے۔ یہ قصیدہ اول سے لے کر اخیر تک مزاج کارنگ لے ہوئے ہے۔

مثنوی کا آغاز: گر نداری معرفت عابدنہ سوئے اصل خویش تن عابدنہ
 انجم: یعنی اینجا من عمل کردم بذات معتبر نبود تعد در صفات
 تاریخ کتابت سلخ صفر المظفر ۱۲۷۰ھ = یکم دسمبر ۱۸۵۳ء۔ کاتب نامعلوم
 تقطیع: ۲۰ x ۱۰ ۱/۲ سنٹی میٹر، فی صفحہ ۱۴ سطور، کاغذ کشمیری، حالت درست، مجلد
 تعلیق سادہ۔

مثنوی کے اخیر پر الگ ادراق پر سلمان ساوجی کا فارسی قصیدہ ہے جس کا مطلع ہے
 چوں شد بہ تخت عاج خزان خدیو روس
 افتادہ شاہ رنگ ز اورنگ آبنوس

مثنوی میر حسن

نواب آصف الدولہ والی اودھ کے عہد میں لکھی جانے والی اردو کی طویل مثنوی ہے۔ اس مثنوی کا ایک اور نام مثنوی سحر البیان بھی ہے مثنوی میں شہزادہ بے نظیر اور شہزادی بدر منیر کی خیالی داستان معاشقہ کا بیان ہے۔ اس کے مصنف میر غلام حسن دہلوی متوفی یکم محرم ۱۲۰۱ھ ہیں۔ حمد خدا و نعت پیغمبر اور منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد مصنف نواب

آصف الدولہ اور ان کے وزیر سعادت علی خان کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ بعد ازاں قصہ کا آغاز ہوتا ہے جو اخیر تک جاری ہے۔ اختتام پر بھی مصنف اپنے مدد و روح آصف الدولہ کو دعائے خیر دے بنا نہیں رہتا اور تان مشنوی کی تعریف اور اس کی تنظیم میں مشقت پر ٹوٹتی ہے مصنف نے فرط تعریف سے اسے ایک پھلجھڑی اور موتی کی مسلسل لڑی قرار دیا ہے مشنوی میر حسن کا موجودہ مخطوط جگمگہن لال ایڈوکیٹ مائی ٹھکان آگرہ، یوپی سے حاصل کیا گیا ہے۔ زیر بحث مخطوط تصنیف کے ۳ برس بعد نقل ہوا ہے جو اس کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

مضمون قصہ و داستان زبان

اردو، انداز بیان مشنوی مصنف یا ناظم

میر غلام حسن دہلوی، تاریخ تصنیف

۱۱۹۹ھ (۱۸۷۵ء) کاتب و ناقل

موتی رام قانون گو پالم، تاریخ کتابت

۲۷ شہر رمضان المبارک ۱۲۳۷ھ

مطابق شانہ جلوس محمد اکبر بادشاہ

ثانی (۱۷ جون، پیر ۱۸۲۲ء) خط

تعلیق معمولی، کاغذ اکبر آبادی

فولیوز ۸۰، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع

۱۵ x ۲۳ سنٹی میٹر

آغاز :

کروں پہلے توحید یزداں رقم جھکا جس کے سجدہ میں اول قلم

بر کیست بابت بزرگوں میں جو کیا
اکروا حق غور تک کیجئے
غسٹن سن نی او سکوتی کیا
حسن افروز مر سب سب
جو نصف حق کی کیا کہیں
نہ الباسا ہوا نہ ہو کیا
نقص اور طرز و بیان
مطابق شانہ جلوس محمد اکبر بادشاہ
پالم تحسیر یافت

اختتام: جو مصنف سنیں گے کہیں گے یہی نہ ایسا ہوا ہے نہ ہوگا کبھی
کاتب کا اختتامیہ: بفضلِ داورے ہمال مرقومہ بتاریخ بستہ مفتاح شہر رمضان المبارک
۱۲۳۷ھ ہجری مقدسہ مطابق ۱۷ جولائی ۱۸۲۱ء بمقام قاضی محمد اکبر بادشاہ ثانی بدست موتی رام قانگوائے قلم چکھ
پالم تحریر یافت۔

مثنوی میر حسن کے موجودہ نسخہ سے اردو کے قدیم اہلِ اہل پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

436

100.

مجموعہ اسکندر نامہ و ہفت پیکر

۱۔ نظمیں گنجوی مثنوی ۶۱۰ھ (۱۲۱۳ء) کی مثنویات پنج گنج یا خمسہ نظمیں کا پانچواں
اور چوتھا حصہ ہے۔ اسکندر نامہ کا دوسرا نام شرفنامہ اقبال نامہ اور خرد نامہ بھی ہے۔ نظمیں کا ایک اور کارنامہ
خرد نامہ بھی ہے اور وہ اسکندر نامہ کا تکملہ یا تنقیح ہے۔ اسکندر نامہ منظوم ہے اور بزبان فارسی ہے۔ حمد و
صلوٰۃ اور نعت رسول اور شب معراج کے بعد مثنوی کا کچھ حصہ مصنف کے اپنے حال اور کیفیت پر
مشتمل ہے۔ یہ امر کہ اسکندر نامہ کا دوسرا نام شرفنامہ بھی ہے، اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے جو مصنف نے
حسب حال کے بعد ایک عنوان سے کیا ہے۔ اسکندر نامہ اساطیری اسکندر کے احوال و کوائف کا بیان ہے
فہرست عنوانات یہ ہے:

گفتار اندر نصیحت کردن خضر علیہ السلام، در بیان ملک نصرت الدین شاہ، باز نمودن
داستان دلپذیر و ابیات بے نظیر، تعریف سکندر، در بیان آغاز داستان و ولادت اسکندر
و شرف او، گفتار اندر اسکندر کہ بہ تحقیق از فیلقوس بود، دانش آموختن سکندر از پدراستو
وفات فیلقوس و ولی عہد شدن اسکندر، برباد شدن ہشتین سکندر بعد از پدراستو، نظم نمودن
مصریان، مصاف اول سکندر بالشکر زنگیان، مصاف دوم بازنگیان، مصاف کردن سکندر

بازنگیاں روز سوم، فیروزی یافتہ سکندر بردار، عہد نمودن سکندر با ایرانیان، خراب کردن آتشکدہ
عجم از دست سکندر، رسیدن سکندر بمکہ سپاہان و خواستن روشک دختر دارا، نشستن سکندر
بر تخت کیان بدار الملک اصطرخ، گفتار در طالع سکندر، رفتن سکندر زیارت کعبہ، صفت بروغ
و نوشتاہ، رفتن سکندر پیش نوشتاہ، رفتن نوشتاہ بدرگاہ شاہ سکندر.....

۲۔ ہفت پیکر نظامی کی دوسری فارسی مثنوی ہے۔ یہ بہرام گور بادشاہ ایران کی بہادری
کی داستان ہے۔ اس کی تفصیل مضامین یہ ہے:

در بیان تاج برداشتن بہرام گور از میان دو شیر، نشستن بہرام بر تخت در ملک عجم،
بزم افروزی شاہ بہرام، خشک سال شدن در ملک بہرام، رفتن بہرام بمعہ کنیزک بشکار،
صلاح نمودن کنیزک با سرہنگ در مہانداری بہرام، آمدن بہرام گور بشکار، شناختن بہرام
کنیزک را، مصاف نمودن بہرام گور با خاقان، آوردن ہفت دختر از ہفت پادشاہ بنگاح خود،
در تعریف بزم بہرام گور در زمستان، بیان صفت ہفت گنبد، نشستن بہرام گور در گنبد سیاہ روز
شنبہ، رفتن بہرام شاہ روز یک شنبہ در گنبد زرد، رفتن بہرام شاہ روز دو شنبہ در گنبد سبز و حکایت
بانو پیش بہرام گور، رفتن بہرام روز سہ شنبہ در گنبد سرخ و حکایت بانو پیش بہرام گور، رفتن بہرام
گور روز چار شنبہ در گنبد فیروزہ گون و حکایت بانو پیش بہرام گور، رفتن بہرام گور روز پنج شنبہ
در گنبد صندل گون و حکایت گفتن بانو پیش بہرام گور، رفتن بہرام روز ادینہ در گنبد سپید و
حکایت گفتن بانو پیش بہرام گور، در بیان تعریف بہرام، در ناپیدا شدن بہرام و در بے دفائی دنیا۔
ان میں پہلا یعنی اسکندر نامہ انتہا سے نامکمل جبکہ دوسرا یعنی ہفت پیکر صرف ابتداء

سے نامکمل ہے۔ اسکندر نامہ کا دوسرا نام شرف نامہ اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے:

شرف نامہ را فرخ آوازہ کرد حدیث کہن را بدو نازہ کرد

خط نستعلیق سادہ باریک، فی صفحہ ۳۴ اشعار، تعداد سطروں فی صفحہ ۱۷، ہر سطر میں چار جدولوں کے مابین چار مصرعہ تحریر، مضمون داستان و قصہ بشکلِ مثنوی، زبان فارسی، تاریخ تصنیف بالترتیب ۹۹ھ (۱۲۰۱/۱۲۰۰ء) اور ۹۳ھ (۱۱۹۴ء) سالِ کتابت ۹۱ھ (غالباً بکرمی) نام کتاب نامعلوم، کاغذ کشمیری، تقطیع: ۱۶ ۱/۲ x ۲۷ سنٹی میٹر، حالت درست۔ مخطوطے بارہا یورپ، ہندوستان، استنبول، اور ایران وغیرہ ممالک میں چھپ چکے ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں کشمیر اور ہندوستان و پاکستان میں فارسی کے نصاب میں داخل رہ چکی ہیں۔

363

437

مجموعہ لیلیٰ و مجنون و قصہ زیب انکار

اول الذکر کتاب عرب کے مشہور عاشق و معشوق لیلیٰ و مجنون کی داستان پر مشتمل ہے۔ اس مخطوط کے مضامین جو سرخ روشنائی سے ہیں حسب ذیل ہیں :

غزل زاری کردن لیلیٰ در فراقِ مجنونِ محزون، آمدنِ مجنون بخانہ لیلیٰ، ملاقات کردن لیلیٰ و مجنون باہمدگر، داستانِ بند و بست کارخیزِ مجنون با لیلیٰ، داستانِ کنیزانِ لیلیٰ بہ مجنون، غزلِ فراقِ مجنون در ہجوئی لیلیٰ، وفات یافتنِ مادرِ مجنون در غمِ فراقِ مجنون، آمدنِ لیلیٰ نزدِ مجنون بتعزیرِ پرسی، آمدنِ لیلیٰ بر سرِ کوہِ نجد بدیدنِ مجنون، بکنارِ گرفتنِ لیلیٰ تربتِ مجنون و جان دادن۔

ثانی الذکر مخطوط قصہ زیب انکار ہے۔ یہ سندھ کے شہرِ حسن آباد کے ایک برہمنِ زیبا کی داستانِ معاشقہ ہے۔ زیبا کو ایک بادشاہِ ہزارے سے عشق ہو گیا تھا اور اُس کے غم میں رات دن کھلتی تھی۔ روتا کے مطابق زیب انکار کی داستان ابتداء میں رسول میر شاہ آبادی نے شروع کی تھی جسے شاید بے وقت موت کے باعث مکمل نہ کر پایا تھا۔ دوسری جانب خود عشق کے زور نے بھی تکمیل پر مجبور کیا۔ ”زیبا انکار“

در اصل لیلیٰ مجنون کی طرح زیبا اور نگار نامی دو عاشقوں کی مفصل کہانی ہے۔ ان میں زیبا عورت اور نگار مرد ہے۔ قصہ کے اہم عنوانات سرخ روشنائی سے ہیں۔ رضا نامی ایک شخص قصہ کاراوی ہے۔

مضمون داستان بطرز مشنوی، زبان کشمیری، لیلیٰ مجنون کا مصنف محمود گامی اور زیبا نگار کا غلام محی الدین مسکین، زمانہ تالیف انیسویں صدی عیسوی کا آخر، ناقل و تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم مولفین کے وقت کی، دستخط دونوں کا ایک ہی، خط نستعلیق معمولی خفی پہلا شروع سے ناقص اور دوسرا اخیر سے، کاغذ کشمیری، فولیو بالترتیب ۲۵ و ۱۰۴، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۹۰، ۶۲x اسٹی میٹر

ابتداء: زوہر دوت سوز نک درس خانس سہو پہچہ یار خدمتگار پانس

اختتام: مقابل بانگاہ چشم آہو کرس معنی عجب از سحر جادو

قصہ لیلیٰ مجنون کا اختتامیہ از کاتب:

تمام شد، حسن تحریر یافت قصہ عشق بازی لیلیٰ و مجنون کشمیری من کلام محمود گامی غفر اللہ

لہ صورت اتمام پذیرفت۔ سال ۱۲۷۵ (۶۴۵) بیت۔

مجموعہ مشنویات

دو فارسی مشنویوں کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے ایک سعیدائے اشرف کی مشنوی "قضا و قدر"

ہے اور دوسری اسی نام کی محمد قلی بیگ سلیم کرنا آبادی کی۔ پہلے ۲۸ صفحات سعیدائے اشرف کی

مشنوی کے اور باقی ۲۸ صفحات محمد بیگ سلیم کی مشنوی کے ہیں۔ دونوں مشنویاں قضا و قدر کے دو علیحدہ

واقعات پر مشتمل ہیں۔ پہلی مشنوی میں ایک سوداگر اور اس کے خوبصورت فرزند کا بیان ہے جو سفر ہند

سے سمندری جہاز سے واپسی کے موقع پر ایک زہریلے سانپ کے ڈسنے کی نذر ہو گیا۔ یہ سانپ ایک

جہاز کے تختے پر ایک پیل کی چونچ سے گرا، اور بیٹے کی ہلاکت کا باعث ہوا۔ محمد قلی بیگ سلیم کی مشنوی قصا و قدر کچھ اسی قسم کے واقعہ پر مشتمل ہے، اور وہ اس طرح کہ ایک فرقہ پوش درویش سفر پر روانہ ہوا۔ ابھی کشتی میں چند قدم ہی چلا تھا کہ دریا سے ایک بوڑھا انسان نمودار ہوا۔ وہ کشتی کی طرح پانی پر بے خوف و خطر چل رہا تھا۔ بوڑھا جب میرے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اپنی داستان سناؤ۔ سمندری بوڑھے نے اپنی کہانی یوں سنائی:

ایک روز کشتی میں بیٹھا سفر کر رہا تھا کہ دور سے سینہ ماہی جیسا ایک جسم نظر آیا۔ یہ مشکل دریا سے اُسے کشتی میں لایا گیا۔ یہ ایک نوجوان شخص تھا۔ اُس نے اپنی داستان اس طرح بیان کی کہ اس دریا سے پُر شور کے دامن میں ایک گاؤں آباد ہے۔ باپ نے اسے میرے لئے خرید کیا تھا۔ یہاں میرے غلام اور کنیز بن گئیں جو خدمت کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہتی تھیں۔ باپ کی طرف سے شادی بھی کر دی گئی تھی۔ ایک روز غسل کے لئے بربل دریا گیا۔ پانی میں داخل ہوتے ہی جھنور میں پھنس گیا۔ میری جان چھڑانے کے لئے خدا نے تجھے بھیجا یا ہے۔ اُدھر غلام فوراً ہی میرے ڈوبنے کی خبر والدین کے پاس لے گیا۔ باپ نے تو گریہ و زاری پر قناعت کی، لیکن والدہ اس صدمہء جانکام سے جانبر نہ ہو سکی اور جان، جان آفرین کے پیگرد کر گئی۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کی کوشش سے کچھ نہیں ہوتا۔ ہر چیز خدا کے ہاتھ میں ہے۔

تاریخ نقل و نام کاتب نامعلوم۔ البتہ بارہویں صدی ہجری (اٹھارویں صدی عیسوی) کی نقل ہے۔ یہ مجموعہ بیاض کی شکل میں ہے۔ اور ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سعید رائے اشرف اور محمد قلی بیگ سلیم دونوں عہد شاہ جہاں کے فارسی شاعر تھے۔ بیاض مذکور دونوں مشنویوں میں کشمیر کے لفظ کی حامل ہے، ایک صفحہ ۲۱ پر اور دوسرا صفحہ ۴۲ پر ہے۔

آغاز: شنیم روزی از روشن روانی چو گل ناز و گل خمیالی نکتہ دانی

اختتام: مکن کوشش کہ کاروبار ایام بسعی مانہی گردد سرانجام
تقطیع: ۱۱ x ۷ سنٹی میٹر، خط نستعلیق باریک، مرمت شدہ، مجلد فی صفحہ

ابیات۔

439

430.

مختصر در مدیحات رسول

در حقیقت یہ مختصر کتابچہ مشہور صحابی حضرت سلیمان فارسی کے قصہ قبول اسلام کے متعلق ہے جو تاریخ اسلام کا ایک مشہور باب ہے۔ اسی کے توسط سے آنحضرتؐ اور آپ کی تعریف بھی ہو جاتی ہے۔ کتاب کا نام اخیر پر اس شعر میں اس طرح دیا گیا ہے:

شکر حق کیس مختصر آمد بسر در مدیحات رسول نامور

مصنف نے یہ کتاب اپنے ہی قوم (خاندان غالباً بھائی) کے ایک شخص خضر بابا بن حضور اللہ کی خواہش اور التجا پر تصنیف کی ہے، چنانچہ:

خواہش بعضی شریف از قوم من خاطر من زد بنظم این سخن
بُدستہی خضر آن نیکو سیر پور پُر نور حضور باخبر

مصنف "مدیحات رسول" اس کتاب کے مضامین مجالس وعظ کے دوران عوام کو سنایا کرتے تھے۔ مضمون قصص و حکایات بطرز مشنوی، زبان فارسی، مشنوی نگار بابا خلیل بن حضور اللہ زمانہ تصنیف تیرھویں صدی ہجری کا وسط (اُنیسویں صدی کا درمیان) کاتب غیر مذکور تاہم اخیر پر مہر سے بابا خضر، تاریخ کتابت ۱۲۴۸ (۹۷۰ھ) (۱۸۳۲ء)، عام تحریر کا خط نستعلیق، کاغذ بیسی (کشمیری)، فولیو ۶، پہلا اور اخیر کے دو صفحات دو کالمی، باقی چار کالموں میں تحریر، تعداد ابیات ۲۸۸، تقطیع ۵ x ۱۳، ۲۲ سنٹی میٹر

آغاز : اسی نہالِ لطیف تو ہر دم بہار
خستہ را از تستِ نخلِ میوہ دار
اختتام : رحمت و رضوانِ پاکتِ دہم
بر پیچہ باد و بر آتشِ بہم
کاتب (مختصر بابا) کا اختتامیہ :

”اِس کتابِ بیاض و عطر از خلیل احمد بابا بن حضور اللہ برائے عزیز بابا تیار ساختم و
اِس بیج کسے شریک سوائے عزیز بابا نگذاشتہ است“
مثنوی ”مدیحاتِ رسول“ کا وزن مثنوی مولوی معنوی کے قبیح میں فاعلاتن فاعلاتن فاعل
علن
(بحرِ مدحل) ہے۔

431.

440

منظوماتِ طبیب

حسب ذیل نظموں پر مشتمل ہے :

۱۔ قصہٴ یوسف زلیخا۔ یہ قصہٴ مثلث یعنی تین تین مصرعوں میں ہے جن میں پہلا اور تیسرا
حرف ”ی“ پر اور بیچ کا ”ر“ پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں روایتی انداز میں حضرت یوسف کی قید اور زلیخا
کی محبت کی داستان کا بیان ہے صفحات ۱۴۔

۲۔ غزلیات اور ونڈون، ۷ صفحات۔ تفصیل ونڈون یہ ہے :

(۱) ونڈون در خانہٴ عروس شہ را گویند بشب (ب) ونڈون وقت آمدن مہرازہ در
خانہٴ عروس در شب گویند (ج) ونڈون وقت برآمدن عروس از خانہٴ پدر (د) ونڈون وقت
آریش دہم ونڈون وقت آریش کردن (و) وقت رسیدن عروس در خانہٴ شوہر (ز) وقت پارس
آخر (ح) وقت برآمدن عروس از خانہٴ پدر بطرف خانہٴ شوہر۔

مضمن داستان و سماج، زبان کشمیری، شاعر طبیب کشمیری، زمانہٴ تالیف اندازاً

بیسویں صدی عیسوی کا آغاز، کاتب و تاریخ نگار، خط نستعلیق روزمرہ کی تحریر کا نغہ کشیری، صفحات ۲۱، تحریر بے ترتیب، ٹیڑھی ترچھی۔ تقطیع ۱۶ × ۲۶، سنٹی میٹر۔

آغاز : (دوسرا شعر سے)

چھٹے شب و روز ڈونگل بہرِ عصیاں عفو کرتو غفران

اختتام : ڈولمن لعن جو لئے زلہ زلہ کر دیں گٹھ منزولے

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

128.

441

مہابھارت

شری ویدویاس کی سنسکرت مہابھارت کا فارسی ترجمہ ہے۔ مہابھارت جس کی بنیاد اٹھارہ پوران، سوت پورانک اور مارکانڈی پوران پر ہے سنسکرت میں شری کرشن جی اور کورؤں اور پانڈؤں کا رزمیہ ہے۔ مہابھارت اٹھارہ پُربوں (ابواب) کا مجموعہ ہے لیکن مہابھارت کا پیش نظر مخطوط چھٹا ادھیائے کے وسط سے شروع ہوتا ہے اور انیسرے بھی نامکمل اور اچانک طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ تل اور دیمنتی کی داستان جسے فیضی فیاضی نے جلال الدین محمد اکبر کے عہد میں فارسی نظم کے قالب میں ڈھالا تھا، اسی مہابھارت سے ہے۔ مہابھارت کا مترجم (مُلا احمد کشمیری) ہے جس نے سلطان زین العابدین کے ایماء اور اشارہ سے سنسکرت سے فارسی کا جامہ پہنایا تھا۔

مضمون رزمیہ، زبان فارسی، پیرایہ بیان نشر، اصل مصنف ویدویاس، مترجم (مُلا

احمد کشمیری) معاصر بڈشاہ (۱۵ویں صدی عیسوی) ناقل و کاتب، معلوم، تاریخ نقل نامعلوم لیکن انتہائی نازہ، خط نستعلیق شکستہ، اول اور آخر سے نامکمل، کاغذ کشمیری

صفحات ۸۳۲، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۱۱ x ۱۹ ۱/۲ انسٹی میٹر۔

موجودہ مخطوط اس عبارت سے شروع ہوتا ہے:

..... بشنیدہ عزتش در کار شد در آں ایام پنجسالہ بود بطلب شری ہماراج از خانہ

برآمد۔ اور اس عبارت پر ختم ہوتا ہے:

و از خدمت و عبادت خود غفلت نفرمایند سما و تری برہما شری بشن کہ یک وجود ہستند
در دل من اگلے صفحہ کی رکاب ہے جو غائب ہے۔

مہابھارت کا یہ فارسی نسخہ نایاب نہیں ہے۔ اس کی متعدد کاپیاں (نقول) محکمہ تحقیق و
اشاعت حکومت جوں و کشمیر سرینگر میں بصورت مکمل و ناقص محفوظ ہیں۔

مہابھارت

یہ نسخہ مہابھارت کے فن ششم تک جسے بیشم پرب بھی کہتے ہیں شتمل ہے۔ اس کے بعد

دور نہ پرب ہے جو یہاں مذکور نہیں ہے۔ مہابھارت کو روؤں اور پانڈوؤں کے مابین اٹھارہ دن کی
لڑائی کا احوال ہے، اور بیشم پرب تک یہ صرف دس دن ہوتے ہیں۔ مہابھارت دوا پر جوگ کے
آخر میں راجہ یدشتر کی جسے راجہ بھرت بھی کہتے ہیں داستان ہے۔ راجہ یدشتر یا راجہ بھرت قصبہ
ہستنا پور کا راجہ تھا۔ اُس کے سات فرزند یکے بعد دیگرے حکمران ہو کر عالم فانی کو سدھارتے ہوئے
ہے۔ انھوں میں پشت میں کور کھیترا نام کا ایک بیٹا ظہور میں آیا۔ کور کھیترا تھانی سراسی راجہ کے نام پر مشہور
ہے۔ اصلی نام کور کھ تھا۔ اسی کی اولاد کو کوروان کہتے ہیں۔ اسی کے بیٹوں کے چچہ واسطوں سے راجہ

دی چری نام کا ایک بڑا راجہ ہوا، اس کے دو بیٹے تھے، ایک دھرتراشت اور دوسرا پانڈو سور یہ درما کی بڑا تھا، مگر نابینا، اس لئے پانڈو باپ کا جانشین قرار پایا۔ مہابھارت کی ضخیم کتاب انہی دو کپیس ہے کی اولاد کی رزمیہ داستان کا بیان ہے۔ مہابھارت کا یہ ترجمہ جلال الدین محمد اکبر کے حکم سے سنسکرت کے عالموں کی مدد سے فارسی میں ہوا۔ اس پر اکبر کے وزیر اعظم ابوالفضل ابن المرثوم مغفور شیخ مبارک کا ایک طویل خطبہ ہے جو اس نے اکبر کے ایماء سے آغاز داستان سے قبل لکھا تھا۔

مضمون: کوروؤں اور پانڈوؤں کی جنگ (رزمیہ)، زبان فارسی مترجمہ از سنسکرت، اصل کا مصنف شری ویاس، مترجم مولا عبدالقادر بدایونی، زمانہ و ترجمہ دسویں و گیارھویں صدی ہجری (سولہویں و سترھویں صدی عیسوی)، اکبر نے یہ کتاب ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے ذہنی طور پر قریب لانے کے لئے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کروائی تھی، کاتب بھوانی داس، تاریخ کتابت چہار شنبہ (بدھ) ۲۰ ماہ بساکھ بوقت چاشت ۱۹۷۰ء بکرمی (اپریل۔ مئی ۱۹۵۳ء)، خط تعلیق، کاغذ کشمیری، فولیو ۴۱۱، سطور فی صفحہ ۲۱، تقطیع ۳۲x۱۸ سنٹی میٹر۔

آغاز: ای ہژدہ ہزار عالم از شوق تو مست

سر در رہ جست و جوی چوں جان بر کف دست

اختتام: ایں بود جنگ دہ روز بیشم پنامہ از ہژدہ روز از مہابھارت۔

مہابھارت کے دفتر دوم پر کاتب کا اختتامیہ: دفتر دوم از کتاب مہابھارت شری مہاراج از دست بندہ در گاہ بھوانیداس پنڈت ساکن محلہ کراہیہ عرف آخون روز سہ شنبہ در ماہ مگھر سیزدہم تاریخ ماہ صدر در سال ۱۹۳۹ سموت بکرماجیت با تمام رسید۔

مہاتم شری جھکوت گیتا مترجمہ فارسی

اُن قصص و حکایات کا مجموعہ ہے جو شری دشنو مہاراج نے ماتا پچھی کو سنانی تھیں

مہاتم شری جھکوت ۱۸ ادھیائے (اسباق) میں منقسم ہے۔ پہلا ادھیائے دکھن دیش کے ایک شاستر خوان برہمن کی کہانی ہے جو بڑے کاموں کی بدولت بہت سے جنموں کے بعد گدھے کے جنم میں چلا گیا تھا اور جانکنی کی نکالیف سے ایک بیسوا کی پھونک سے نجات پا گیا تھا۔ ادھیائے دوم میں شری مہادیو ماتا پاروتی کو دکھن دیش کے ایک شخص شرمادیوہ برہمن کی حکایت سناتے ہیں تیسرا مہاتم بھی دکھن دیش کے ایک چیترویدی (وہ شخص جس کو چاروں وید زبانی یاد ہوں) برہمن کی داستان میں ہے۔ چوتھا ادھیائے واراناشی یعنی کاشی پور کے بھرت نامی ایک برہمن کی داستان میں ہے۔ یہ برہمن ہمیشہ جھکوت گیتا کے ادھیائے چہارم کا پاٹھ (ورد) کیا کرتا تھا۔ پانچواں ادھیائے پنگل نامی اونچی ذات کے ایک برہمن کی داستان ہے جس نے تمام شاستر وید از برکے ہوئے تھے۔ ادھیائے ششم میں دریائے گوداوری کے کنارے پر واقع ہونے والے شہر پرشاسترگری کے راجہ کے بیان میں ہے۔ ساتواں ادھیائے دکھن دیش کے باوشرما برہمن کے ذکر میں ہے، نواں ادھیائے دریائے نربدا کے کنارے پر واقع مہاشمی شہر کے مادھونا نامی برہمن کی داستان میں۔ دسواں ادھیائے وارانسی یعنی شہر کاشی پور کے برہمن دیروی کا قصہ ہے جو چھ شاستر اور چار ویدوں میں ماہر تھا۔ گیارھویں ادھیائے میں سونندن نامی برہمن کا ذکر ہے جس کا تعلق دکھن دیش سے تھا۔ یہاں بیشمار شوالے تھے اور ہر ایک میں شولنگ بکرت موجود تھے۔ تیرھویں ادھیائے کا تعلق بھی دکھن دیش کے شہر پونکھ نڈا سے ہے۔ دراصل پونکھ نڈا ایک ندی تھی۔ اس میں دوراچاری ایک بدکار عورت کا بیان ہے جو برہمنہ خجبت نامی برہمن کی بیوی

تھی اور جنگل میں رہا کرتی تھی۔ چودھواں ادھیائے ہیمالی پر بت کے کاشمیر نگری کے سور یہ درما کی داستان میں ہے۔ پندرھواں ادھیائے گورڈیش (بنگالہ) کے راجہ کرماٹہ سنگھ کے ذکر میں ہے سولھواں پھر دکھن دیش کے راجہ کھدک باہو کے ذکر میں ہے، سترھواں ادھیائے دکھن کے راجہ پردمن سے متعلق ہے۔ اٹھارواں ادھیائے پندر راجہ اور میند رانی کے بیان میں ہے۔

مضمون قصص و حکایات (اساطیری Legend)، مصنف نامعلوم، لیکن کشمیری پنڈت، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، فولیو ۷۵، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۲۴ × ۱۶، ۲۴ سنٹی میٹر۔

ابتداء : آغاز ایٹ کہ روزی شری ماتا چمی دیوی۔

اختتام : درمیان میں ہیج شکی نیست و ندارد۔ تمام شدہ ماتا شری بھکوت گیتا۔

259.

444

میا بچی نامہ

میا بچی یعنی دلالہ عورت کے مکرو فریب کی داستان ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ سطرچ میا بچی کر عورتیں چکنی چپڑی باتوں سے طرفین کو پھنسا کر اور جبل دیکر خوبصورت کا بد صورت سے اور جوان مرد کا بوڑھی عورت سے عقد کرا دیتی ہیں۔ اور طرفین سے اٹو سیدھا کرتی ہیں ضمن میں شادی بیاہ کے موقع پر ان مراسیم کا بیان بھی ہے جو کشمیر میں برتی جاتی تھیں۔ یہ مختصر رسالہ حمد باری اور نعت رسول کے بعد حسب ذیل عنوانات پر جو سرخی سے تحریر ہیں مشتمل ہے:

تھید مکرو افسون میا بچی دلالہ، مشورت کردن جو انرد در باب تزویج و مستعد شدن بر تختہائی، اقرار نمودن جوان بر تختہائی ساختن حسب تقریر میا بچی پر تزویر آمدن میا بچی بخانہ صاحب دست و شرح دادن اوصاف جوان را، مثل زدن میا بچی در اثنا کے قصہ از معاملات سابقہ

تسلیم نمودن تاج کلام میاخی، ساختن انتظام شادی دختر تاجر با جوان اخلاص مند، اهتمام نمودن مرشادی با همه مکرو فریب، مُرتب شدن بزم نکاح و در آمدن شاه و دخترش خوردن بر نصیب خود، طرح دیگر از انواع مکریات میاخی بر سبیل استعفا ئے خود از جوانمرد، خاتمہ در بیان آنکه ازین داستان مقصود و حاصل عاقل کامل چیست۔

مضمون: داستان منظوم بطرز مثنوی، زبان فارسی، ناظم و شاعر خواجه امیرالدین پیکلیوال متوفی ۱۲۸۳ هجری (۱۸۶۴/۶۱۸۶۶) فقرہ "واصل یار شد امیر فقیر" تاریخ ہے کاتب سیف الدین، تاریخ کتابت ۱۲ ماہ ربیع الاول ۱۲۲۵ھ (سنچر، ۲۴ مئی ۱۹۰۷ء) خط نستعلیق مایل پر شکستہ استادانہ، کاغذ مشینی (برل کا)، فولیو ۱۳، اوسط سطور فی صفحہ ۱۳،

تقطیع ۱۲ x ۱۹.۲ انسٹی میٹر۔

آغاز:

پس از حمد باری و نعت رسول
نیوش ای برادر بگوش قبول
اختتام:

بگو اللہ و تم در ہم کنون
کہ باشند فی خواص ہم طبعون
کاتب کا اختتامیہ:

تمام شد نسخہ میاخی نامہ من
تصنیف خواجه امیرالدین پیکلیوال
علیہ الرحمۃ ربہ المتعال بت تاریخ

ببین تو آنکہ
بریت بگویم سیکہ ماہ
بہ ازہر بگذر
زیر شمشید ستمین رستا
کہ روز میاخی زنی چید
زبان خستہ چو بویہ تاز
فدای شخص و چو بخت
ندیم چو در چرخ نازین
بہ بندہ بگمبک و گمبند
خیم طرہ اش آفتہ جان
باویرہ گوش آفتہ جان
سر سرخ و سرخ آفتہ

۴۱ ماہ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ حسب فرمایش خواجہ حسن شاہ صاحب نقشبندی نوشتہ شد
بقلم سیف الدین۔

مخطوط غیر مطبوعہ اور نایاب ہے۔

445

259.

تحفۃ السالکین

غفلت و بیکاری اور محبت دُنیا کے برخلاف تنبیہ پر طویل قصیدہ ہے ترتیب
مہنایں حسب ذیل ہے :

- ۱۔ حمد باری و نعت رسول (فولیو ایک سے ۸ تک)
 - ۲۔ منقبت شریف حضرت غوث الاعظم جناب محی الدین عبد القادر جیلانی (۸-۹)
 - ۳۔ منقبت شریف حضرت معین الدین اجمیری (۹-۱۰)
 - ۴۔ منقبت حضرت سید میر علی ہمدانی (۱۰-۱۱)
 - ۵۔ منقبت شریف غوث اکبر حضرت خواجہ بزرگ نقشبندی (۱۱)۔
 - ۶۔ منقبت محبوب العالم حضرت سلطان شیخ حمزہ مخدوم کشمیری قدس اللہ
- تعالیٰ سرہ (۱۱-۲۱)

مضمون : تصوف و معرفت منظوم بطرز قصیدہ، زبان فارسی، ناظم و شاعر حاجی
قدرت اللہ کشمیری مرحوم، متوفی در بلدہ اجمیر، ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ (جمو، اگست ۱۹۰۰ء)
تاریخ تصنیف ۱۲۸۹ھ (۶۱۸، ۲) "تحفۃ السالکین" جو کتاب کا نام بھی ہے تاریخ ہے۔
کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم سیف الدین کا ذکر کتابت ۱۳۲۵ھ (۱۹۰۷ء) خط نستعلیق
شکستہ استادانہ، کاغذ مل کا، فولیو ۲۱، سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۲ x ۱۹.۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: یا الہی چہ اعظم الشانی ارحم الراحمین و رحمانی
 اختتام: گفت از روئے لطف خوان شمر تحفۃ السالکین حقانی
 کاتب کا اختتامیہ: تمت بالخیر
 رسالہ غیر مطبوعہ اور نایاب ہے۔

259.

446

فیض روح القدس

اس کا دوسرا، تیسرا اور چوتھا نام بالترتیب حال شیخ کامل و مردی، غنیچہ ارم اور
 امہ رعد بھی ہے۔ قصص و حکایات کی شکل میں مسایل تصوف و ترک دنیا کا بیان ہے۔ ترتیب
 مضامین یوں ہے:

- ۱۔ عشق اور اُس کی بوالعجبی کا احوال (فولیو ایک سے فولیو نم تک)
- ۲۔ اقتراح نامہ بنام رب احد نقل کردن صوفی، یمن حکایت زامہ یمن (۵-۷)
- ۳۔ تشریح حکایت آن زائد کہ از کمال بے نیازی بر قلہ کوہ عنقا وارانز و اگر زیدہ بود
- ۴۔ (۷-۱۶) مشرف شدن زائد از زیارت حضرت غوث الاعظم (۱۶-۱۷) التجارے راقم
 بجانب حضرت غوث الاعظم (۱۷)

۵۔ رجوع ببقیہ حال آن زائد بیمار (۱۷-۲۰)

۶۔ تمحید قصہ مرید کہ از پیر خود جدا افتادہ بود (۲۰-۲۶)

۷۔ در توصیف عشق حقیقی و استدعائے مدعائے ولی (۲۶-۳۱)

۸۔ تضرع نمودن مرید بدرگاہ قاضی الحاجات (۳۱-۳۲)

۹۔ دیدن مرید ہشیات ہمیب مارا، رفتن مار بسوئے غار، مناجات کردن

مرید بدرگاه مستجاب الدعوات، التفات شیخ بامرید، بیداری یافتن مرید باریوم از ارشاد پیر،
 رخصت یافتن مرید از مار و بیرون آمدن او از غار (۳۲ - ۳۸)، بیدار شدن جوان از خواب و
 فراموش کردن او خواب (۳۸ - ۴۰)

۱۰ - عاشق شدن جوان بر دختر هندو (۴۰ - ۴۴)

۱۱ - یاد آمدن افسون مار مرد مجنون را و خواندن او افسون، رسیدن مجنون و مار قریب
 شهر نگار، گزیدن مار پائے شوهر، آمدن مار و دختر و آوردن مار گزیده را مرده وار (۴۴ - ۴۹)
 ۱۲ - در بیان گمان به بُردن برخای صانع خدا و تنبیه یافتن از آواز غیب، زحمت بستن
 عاشق از دیار یار با مار و دلدار، این فسانه، و گفتار بفضل قادر کردگار جلّ عظمت و نشانه
 (۴۹ - ۵۴)

۱۳ - قطعه تاریخ از مصنف مشوی (۵۴)

مضمون تصوف (بطر مشوی) زبان فارسی، حاجی قدرت اللہ ٹوپی گرامتونی ۲۰ ر
 ربیع الثانی در بلده اجیر شریف (جمعہ ۱۹ اگست ۱۹۰۷ء) سال نظم ۱۲۹۹ هجری (۱۸۸۲/۱
 ۱۸۸۱ء) خط تعلیق شکسته استادانه، کاغذ مل کا، فولیوم ۵، سطوری صفحہ ۱۳، تقطیع
 ۱۲ x ۹.۲ انسٹی میٹر۔

آغاز: اسی ہوا میں عشق بے شکفتی چو گل جوششی افتاد در طبعم چو گل
 اختتام: ہم دو صفر افزای بر اعداد احد زان شمر سالش ہم از نامہ رع
 کاتب کا اختتامیہ: تمام شد فی ۲۵ شعبان ۱۳۲۵ھ بقلم محمد سیف الدین۔

نل دمن

سنسکرت کے مشہور قصہ نل دیننتی پر مبنی اردو کی مثنوی ہے۔ نل دمن اس سے قبل فارسی زبان میں ابوالفیض فیضی متوفی ۹۹۸ھ (۱۵۵۰ء) کے ذریعہ شہنشاہ ہند جلال الدین محمد اکبر کے دور حکومت میں منظوم ترجمہ ہو چکی تھی۔ موجودہ مثنوی نل دمن غالباً اسی کا اردو ترجمہ ہے جیسا کہ مقدمہ کے اس شعر سے مفہوم ہے :

اگرچہ فارسی میں سب بیان ہے مگر طول اوسکا ہر ایک داستان ہے
ناظم نے مثنوی نل دمن ہندی (اردو) میں اس لئے منتقل کی، کیونکہ اس کے بیان کے مطابق
”جکل ہندی (اردو) کا چرچا زوروں پر ہے اور ہر ایک دل اس کا مشتاق ہے۔ مثنوی نل دمن کی ترتیب
مضامین یہ ہے :

حمد خدا، سبب تالیف کتاب، در بیان توصیف ممالک ہندوستان، آغاز شورش جنوں
نل، فریفتہ شدن نل غائبانہ، مبتلا گشتن دمن در دام عشق، آگاہ شدن پدر دمن، بیان آشفتنی
نل، نالہ نل بادمین، نامہ دمن، دسانیدن مرغ نامہ نل بادمین، رفتن نل بشہر بندر، رسیدن
مرغ در شہر دمن، شورش جنوں نل، انداختن نل پیر ہن را بجائے دام، یافتن نل دو سیمگون ماہی،
گذاشتن نل دمن را در خواب اور در کشیدن مار دمن را۔

مضمون قصہ بطور مثنوی، زبان ہندی (مراد اردو)، ناظم و شاعر راحت، سال تصنیف
۱۲۲۹ھ = ۱۸۱۴ء، بہ داستان راحت افزا، تاریخ ہے جوش عمر کے دوست کالی پرشاد کی تخریج
کردہ ہے۔ کاتب و ناقل تجاور لعل شاہ آبادی، مقام نقل شاہجہانپور، سال کتابت ۱۲۳۳ھ عیسوی
خط نستعلیق، پختہ مایل بشکستہ، ایلا قدیم اردو کا، کاغذ غیر کشمیری، صفحات ۱۱۲ (فولیوز ۵۶)

سطور فی صفحہ ۱۵، اول سے اخیر تک دیک نوردد، تعداد ابیات مشنوی سولہ سو پچھتر (۱۶۷۵)۔
تقطیع: ۱۳ x ۲۴، ۲ سنٹی میٹر۔ مشنوی علاوہ نادر ہونے کے غیر مطبوع ہے اور اس لئے قابل
طباعت ہے۔

آغاز: کروں پہلے ادا حمد خدا کو بنایا جس نے اس ارض و سما کو
انجام: گئے ہیں نے جو بیتیں کہہ کے یکسر ہوئیں گئے میں سولہ سے پچھتر
کاتب کا اختتامیہ: تمت بالخیر والظفر نسخہ مشنوی تل دمن تصنیف راحت بیاس
خاطر بخوردار سعادت و اقبال آثار لالہ شیوہ لالہ مد عمرہ بخط شکستہ منخط بنہ قجادر لعل
شاہ آبادی مقام شاہجہانپور واقع نویس تاریخ ۱۸۴۳ء تحریر یافت۔ نوشتہ بمائے سیہ بر
سفید۔ نویسنہ رانیست فردا امید۔

نوٹ: مخطوط میں اخیر کا صفحہ ۶۴ کے بعد غلطی سے مجلہ کر دیا گیا ہے اور یہی ایک سو
بارھواں صفحہ ہے۔

447

445

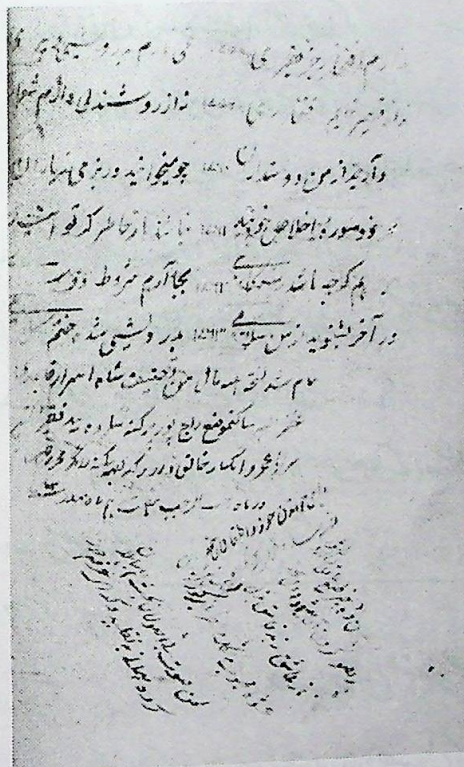
ہیہ مال منظوم

کشیر کے اساطیری قبضہ اردن و ہیہ مال کی داستان ہے۔ یہ داستان لوگ گیتوں
کی طرح کشیر میں زبان زد خاص و عام ہے۔ آغاز داستان سے قبل حمد خدا و نعت رسول کے بعد
راجہ رنجیت کی شکایت آمیز مدح ہے۔ شکایت میں اہل کشیر سے بلا سبب اظہار بیزاری کا بیان
ہے۔ ہیہ مال کی ترتیب مضامین یہ ہیں نوع ہے:

داستان پادشاہ مین در راہ، غسل کردن اردن بردیاسے زنبی آرہ و رنجور شدن
او، افسانہ گفتن خواہران بہ ہیہ مال، افسانہ گفتن ہیہ مال بخواہران، نوحہ و زاری کرکون مادر

آگاهند، رفتن شدند و شاهزاده اردن در بارگاه بلاویر شاه، مکتوب نوشتن اردن بنام
پسر در رازده و در چشمه انداختن شدند، مکتوب شاهزاده برای پدر خود، حکایت گفتن بلاویر
بشدانند از بازیکر هندوستان، لکن

بستن شاهزاده اردن با هییه مال
رفتن هییه مال برای وداع نزد مادر
خود، در کیفیت روز گذرانییدن
هییه مال با اردن، مضمون نامه و
جواب نامه، رفتن شاه پسر در رازده
در شبستان اردن، مشورت زنیای
شاهزاده اردن، حکایت زن دلدار و
سزادرون شاه ولایت آنرا، بازگشت
شاهزاده از شکار و جدال هییه مال
در حسب حال خود، حکایت فی نوازنده
افسانه گفتن در ویش به هییه مال



رفتن هییه مال همراه درویش بر سر چشمه و ملاقات کردن شاهزاده، رفتن سلطان اعظم شاه
برای شکار و آوردن هییه مال، بیدار شدن هییه مال و دور شدن سحر و جادو، بازگشت
شاهزاده از شکار و دیدن مهد هییه مال، حکایت و اختتام کتاب.

مضمون داستان (ما فوق الفطرت) بطرز مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگارش
امیر قادری، ساکن موضع راج پور، پرگنه مشکوه، مقام تصنیف باغ الک صاحب موضع و همکار

تاریخ تصنیف ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۳۶ ہجری (۱۶ جنوری روز منگل ۱۸۲۱ء) کاتب خالق ڈار پرگنہ
 اچھ ساکن رائگر، تاریخ کتابت ۱۴ رجب المرجب ۱۲۳۲ ہجری (۲۱ اپریل، روز بدھ ۱۸۸۶ء)
 خط نستعلیق، کاغذ دینی (کشمیری) صفحات ۱۲۸، تعداد ابیات ۱۷۶۳، اوسط ابیات
 فی صفحہ ۱۳، تقطیع: ۱۸ x ۲۳ سنٹی میٹر۔

آغاز: خداوند دریں دنیائے فانی نما از فضل راہ حب او دانی
 اختتام: در آخر بشنویہ از من سلامی بدرویشی شدہ ختم کلامی
 کاتب کا اختتامیہ: تمام شد نسخہ، صبیہ مال من تصنیف شاہ اسرار قادری
 غفر اللہ ساکن موضع راجپور پرگنہ شکر دہ بید فقیر الحقیر سراپا عجز و انکسار خالق ڈار پرگنہ
 اچھ سکنا رائگر تحریر یافت در ماہ رجب المرجب ہفتہ ہم در ماہ صدر ۱۳۰۳ھ برائے خواندن
 خود و اطفالان خود نوشتہ شد۔

دنیا میں اس مثنوی کا واحد نسخہ۔ یہ نسخہ کلچرل اکاڈمی کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔

448

310.

یوسف زلیخا

مشہور و معروف اسرائیلی قصہ یوسف زلیخا کی مختصر داستان ہے۔ لکھنے والا کشمیری
 کا مشہور شاعر محمود گامی ہے جو تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کے اواخر میں
 پرگنہ شاہ آباد کشمیر میں جہاں پیدا ہوا تھا، مدفون ہوا۔ یوسف زلیخا، یوسف و زلیخا نام مرد اور عورت
 کا داستانِ معاشقہ ہے۔ یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند اور زلیخا طیموس
 شاہ مصر کی دختر نیک اختر تھی۔ یوسف جب غلام بن کر مصر آئے اور شاہی محل میں ان کا سامنا
 زلیخا سے ہوا، تو وہ ان کی خوبصورتی سے اتنی متاثر ہوئی کہ دل قابو سے دے بیٹھی۔ موجودہ یوسف

زلیخا کا مخطوط انتہائی ناقص ہے۔ ترتیب مساجد میں یوں ہے:

۱۔ زلیخا کے سراپا کا بیان ۲۔ آغاز قصہ یوسف زلیخا ۳۔ غزلیات (یہ تعداد میں چھ)

محمود گامی کا قصہ یوسف زلیخا مولانا نور الدین جامی متوفی ۸۹۰ھ (۱۴۹۲ء) کی

منظوم فارسی داستان یوسف زلیخا پر مبنی ہے جیسا کہ گامی کے اس شعر سے مفہوم ہے:

در زلیخا انوی حضرت جابین دوئے کاشری پاٹھو محمود گامین

مضمون داستان، زبان کشمیری، پیرایہ بیان نظم (مثنوی)، ناظم محمود گامی شاہ آبادی

زمانہ تالیف تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کا اواخر، کاتب عزیز کھر و سبحان شان

تاریخ کتابت غیر مندرج، زشت خط، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۷، سطور فی صفحہ ۱۳،

تقطیع ۱۱ ۱/۲ x ۱۷ سنٹی میٹر

آغاز: تصنیفش ابتداء روز دما بوز ای مرد خدا

اختتام: ووت شاہس نشہ دوپنس ای ریان

کیا ہ زلے ڈیوشت خاب پنن کر بیان

قصہ ناتمام ہے۔ کاتب کا اختتامیہ غیر مندرج۔

فرهنگ دلغات

ات نظام کو

برہان قاطع

خلف تبریزی کے فرزند محمد حسین المتخلص بہ برہان کی تالیف ہے۔ اس میں لغات فارسی، پہلوی و دری، بعض لغات عربی، زند و پازند کے علاوہ دیگر لغات غریبہ اور اصلاحات متفرقہ کا بیان ہے۔ "برہان قاطع" فارسی میں مذکورہ زبانوں کی ایک مشہور اور مستند فرہنگ ہے۔ علاوہ لغات کے اس میں نکات مشککہ اور غیر مانوس محاورات کی نہایت عالمانہ صراحت ہے۔ مولف محمد حسین نے یہ کتاب مجموعہ "فرہنگ مجمع الفرس سروری، سرمد سلیمانی اور صحاح الادویہ" حسین الانصاری کو پیش نظر رکھ کر تالیف کی ہے۔ مؤلف کا تعلق چونکہ دکن کے مشہور علم دوست بادشاہ سلطان عبداللہ قطب شاہ بن قطب شاہ کے دربار سے تھا، اس لئے فرہنگ مذکور اُسی کے نام سے معنون ہے۔ "برہان قاطع" ۶۲۰ھ مطابق ۱۶۵۲ء میں تالیف کی گئی جیسا کہ اس تاریخی قطعہ سے مفہوم ہوتا ہے:

چو برہان از رہ توفیق یزدان مرایں مجموع را گردید جامع
پنی تاریخ اتمام قضا گفت کتاب نافع برہان قاطع

برہان قاطع حسب ذیل نو فواید اور ۲۹ گفتاروں پر مشتمل ہے جن سے مولف کی مؤلفانہ صلاحیت کا علم ہوتا ہے:

فائدہ اول۔ در بیان معرفت زبان دری و پہلوی و فارسی۔

فائدہ دوم۔ در بیان چگونگی زبان فارسی۔

فائدہ سوم۔ در بیان تعداد حروف تہجی و تفرقہ میان دال و ذال و صفتہا کہ در فارسی

مقرر است۔

فایده چهارم - در بیان تجویز تبدیل هر یک از حروف بیست و چهار گانه فارسی بحروف دیگر -

فایده پنجم - در بیان ضمائر و آن از چند حروف بهم میرسد -

فایده ششم - در بیان حروف مفرده که در اوایل و اواسط و اواخر کلمات بجهت دریافت معانی مقصوده میاورند -

فایده هفتم در ذکر حروف و کلماتی که بجهت حسن و زیبای کلام می آرند -

فایده هشتم در بیان معانی حروف و کلماتی که در آخر اسماء و افعال بجهت معانی گوناگون در آورند -

فایده نهم در بیان توصیف آنچه صاحبان املارا از دانستن آن گریز نیست -

اور ۲۹ گفتاریه های :

گفتار اول در حروف همزه با حروف تهجی مبتنی بر بیست و هفت بیان -

گفتار دوم در حرف باء ا بجد با حروف تهجی مبتنی بر بیست و پنج بیان -

گفتار سوم در حرف باء فارسی با حروف تهجی مبتنی بر بیست و یک بیان -

گفتار چهارم در حرف تاء قرشت با حروف تهجی مبتنی بر بیست و چهار بیان و یک انعام -
که آن محتولست بر چند لغت که اول آنها تاء مثلثه باشد -

گفتار پنجم در حرف جیم ا بجد با حروف تهجی مبتنی بر بیست بیان -

گفتار ششم در حرف جیم فارسی با حروف تهجی مبتنی بر بیست و دو بیان -

گفتار هفتم در حرف حاء خطی با حروف تهجی مبتنی بر سیزده بیان -

گفتار هشتم در حرف خاء ثخذه با حروف تهجی مبتنی بر بیست بیان -

گفتار نهم در حرف دال ایجد با حروف تهجی متبنی بر بیست و یک بیان و یک انخام که
آن محتویست بر چند لغت که اول آنها ذال نقطه دار باشد.

گفتار دهم در حرف راء قرشت با حروف تهجی متبنی بر بیست و سه بیان.

گفتار یازدهم در حرف زاء هوز با حروف تهجی متبنی بر هزده بیان.

گفتار دوازدهم در حرف زاء فارسی با حروف تهجی متبنی بر ده بیان.

گفتار سیزدهم در حرف سین بے نقطه با حروف تهجی متبنی بر بیست و چهار بیان.

گفتار چهاردهم در حرف شین نقطه دار با حروف تهجی متبنی بر بیست و سه بیان.

گفتار پانزدهم در حرف صاد بے نقطه با حروف تهجی متبنی بر ده بیان و یک انخام که آن
محتویست بر چند لغت که اول آنها طاء نقطه دار باشد.

گفتار شانزدهم در حرف عین بے نقطه با حروف تهجی متبنی بر نوزده بیان.

گفتار هفدهم در حرف غین نقطه دار با حروف تهجی متبنی بر هفده بیان.

گفتار هجدهم در حرف فاء معقص با حروف تهجی متبنی بر نوزده بیان.

گفتار بیستم در حرف قاف تازی با حروف تهجی متبنی بر نوزده بیان.

گفتار بیست و یکم در حرف کاف تازی با حروف تهجی متبنی بر بیست و سه بیان.

گفتار بیست و دوم در حرف کاف فارسی با حروف تهجی متبنی بر نوزده بیان.

گفتار بیست و سوم در حرف لام با حروف تهجی متبنی بر بیست و دو بیان.

گفتار بیست و چهارم در حرف میم با حروف تهجی متبنی بر بیست و هشت بیان.

گفتار بیست و پنجم در حرف نون با حروف تهجی متبنی بر بیست و چهار بیان.

گفتار بیست و ششم در حرف واو با حروف تهجی متبنی بر نوزده بیان.

گفتار بیست و ہفتم در حرف ہاے ہوز با حروف تہجی مستثنیٰ برہفہ بیان۔

گفتار بیست و ہشتم در حروف تہجی یائے حُطّیٰ مستثنیٰ بر نوزدہ بیان۔

گفتار بیست و نہم در لغات متفرقہ محتوی برہفہ لغت۔

”برہان قاطع“ کا زیر بحث مخطوط ۲۲ ماہ مبارک (غالباً رمضان شریف) ۱۲۶۳ھ

مطابق ۳ ستمبر، روز جمعہ ۱۸۷۴ء کی نقل ہے۔ نام ناقل نامعلوم۔

آغاز: اے راہنما بہر زبان در افواہ یزدان و کر سٹوسی و تنگزی والہ

اختتام: یعقوب بفتح یائے حُطّیٰ و سکون عین بے نقط و قاف بواو کشیدہ و بیائے

ابجد زدہ پیغمبری بود مشہور و نام مردی بودہ صاحب مذہب و مجتہد نصاریٰ و کبک نرا نیز

گویند کہ جفت کبک مادہ باشد واللہ اعلم بالصواب۔

ناقل کا اختتام یہ ہے:

بتاریخ بیست و دوم ماہ مبارک ۱۲۶۳ھ کتاب مستطاب برہان قاطع با تمام رسید

من نوشتم صرف کردم روزگار

من غنم این بماند یادگار

فولیو ۴۷، تقطیع ۲۳ x ۳۶ سنٹی میٹر، خط نستعلیق، صاف و خوشخط

صفحہ اول انتہائی منقش، دوہری جدول، معنی بیان کے گئے الفاظ لال روشنائی میں سٹو

فی صفحہ ۲۲، کاغذ و قلم کشمیری۔ مکمل۔ مجلہ چرمی قدیم۔

برہان قاطع پر شہرہ آفاق اردو شاعر مرزا اسد اللہ خان غالب نے اعتراض کرتے ہوئے

قاطع برہان نام کی کتاب لکھی تھی۔ جس میں اکثر اعتراضات اگرچہ صحیح نہیں تھے لیکن اس سے

برہان قاطع کا زبردست شہرہ ہوا۔

176.

تجنیس اللغات

املا میں ہم شکل لکھے جانے الفاظ کے معانی کے بیان میں ایک مختصر منظوم رسالہ ہے رسالہ کے ناظم مولانا عبد الرحمان جامی متوفی ۱۹۷۰ھ (۱۳۹۲/۹۳) ہیں۔ رسالہ کا نام تجنیس اللغات خود اس امر کی جانب اشارہ کر رہا ہے کہ اس میں املا میں ہم جنس الفاظ کے معانی کا بیان ہوگا۔

مضمون لغت عربی و فارسی، زبان فارسی، پیرایہ بیان نظم، مصنف عبد الرحمان جیسا کہ رسالہ کے اخیر پر اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے:

تا چند سخن باہل گوئی خندان خاموشی پیش گیر عبد الرحمان

رسالہ کا نام "تجنیس اللغات" آغاز کے اس تیسرے شعر میں یوں درج ہے:

کردہ این مجموعہ را در صنیع تجنیس اللغات تاہنیائے از لغات آن بہا دارد مگر
کاتب و ناقل و سال کتابت نامعلوم، خط نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری، فولیو
۱۰، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۱ × ۱۸ سنٹی میٹر۔

آغاز: بعد توحید و صفات خالق شام و سحر

و ز پس نعت و ثنائے خواجہ و غیر البشر

آخری شعر:

بس کن کہ ہمیں رسالہ کا فیست ترا زین ہمیش مکن درد سر خود بکسان

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شد نصاب تجنیس اللغات تصنیف مولانا عبد الرحمان

جامی قدس اللہ سرہ عخط عربی کہ نامش از حروف مفردہ واضح است، تمام شد۔

شرح وقائع نعمت خان عالی

وقائع نعمت خان عالی شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸ - ۱۱۱۸ ہجری = ۱۶۵۷-۱۷۰۷ عیسوی) بادشاہ ہند کی دکن میں فتوحات اور لڑائیوں کا بیان ہے۔ وقائع نعمت خان عالی کا یہ حصہ ۴۲ رجب ۳۵۰ سنہ جلوس عالمگیری (مارچ ۱۶۹۲ء) سے متعلق ہے۔ وقائع نعمت خان عالی باوجود تاریخ کے مشکل و غلط الفاظ سے بھرپور ہے، اس لئے پیش نظر نسخہ اُسی کی تشریح و توضیح ہے۔ اس میں لغات کا بیان بجائے حروف تہجی کے سنہ جلوس کے اعتبار سے ہے۔ مؤلف کے مطابق (مخطوط کا آخری لفظ ملاحظہ ہو) وقائع نعمت خان عالی کی لغت اور شرح کی تدوین میں ان کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ فُرح، جہانگیری، منتخب، قاموس، موبد الفضل، کشف اللغات، مصطلحات و ارستہ لاہوری، شرح تصنیف مولوی بدرالدین مطبوعہ کلکتہ، ملحقات، برہان اور لغت مقبول احمد۔ شرح کا مؤلف یہی آخری شخص مقبول احمد ہے بشرح تصنیف مولوی بدرالدین مطبوعہ کلکتہ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقبول احمد شاح وقائع نعمت خان عالی کا زمانہ انیسویں صدی کا آغاز ہو سکتا ہے۔

مضمون نعمت، زبان فارسی نشر، مؤلف مقبول احمد، زمانہ تالیف انیسویں صدی کا آغاز، غالباً مؤلف کا خود نوشت، کاغذ کشمیری، اوراق ۶۲، تعداد مسطور فی صفحہ ۱۵، خط نستعلیق معمولی باریک، تقطیع ۱۲½ x ۲۲½ سنٹی میٹر۔

آغاز: وقائع چہار دہم شہر رجب ۳۵۰ سنہ جلوس عالمگیری غازی باسمہ سبحانہ
رم بالفتح نقش و فریب و افسون و دقت است - غیر مطبوعہ اور نایاب۔

اختتام: حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس،

شکرستان

(چند ابتدائی اوراق)

گلستانِ سعدی کی منشور شرح ہے۔ یہ کتاب شارح نے بعض عزیزوں کی التماس و اقتراح سے قلمبند کی ہے۔ ایک اور سبب شرح کی تصنیف کا یہ بھی ہوا کہ گلستانِ سعدی رنگینی عبارت کے ساتھ ساتھ حکایات رنگین و شیریں کی حامل ہے۔ اختتام پر یہ فرہنگ "شکرستان" کے نام سے موسوم ہوئی ہے۔

مضمون فرہنگ گلستان، نشر، زبان فارسی، فرہنگ نگار محمد سعید، تاریخ نگارش: ۱۰۹۴ھ (۱۴۸۶/۱۴۸۵ء) جیسا کہ دیباچہ کے اس شعر سے مفہوم ہے:

در سال ہزار و نود و ہفت ز ہجرت من طرح چنین نسخہ فرخندہ نمود
بوج ناقص الآخر ناقل و تازخ نقل غیر مذکور (شکرستان کا یہ نسخہ علاوہ دیباچہ کے باب اول کی ابتدائی دو حکایات کی فرہنگ پر مشتمل ہے) خط نستعلیق خفی، کاغذ بیسی (کشمیری)، فولیو ۲۲، سطوری صفحہ ۱۴، تقطیع ۱۲ x ۳۷، سنٹی میٹر۔

شروع: ستایشِ فراواں و نیایشِ بے پایاں داوری را سزا است کہ گلستانِ جہاں
را بشمشاد قامتِ خوباں شوخ و شنگ دلالہ ردی محبوبان پر افسون و نیرنگ زیب آرایش
داد۔

خاتمہ: بر زبان می راند، بعد ازاں یونس را بیرون انداخت و دران موضع فی الحال

درخت رسیدہ و سایہ بر سرش۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

فرہنگ جہانگیری

حروف تہجی کے مطابق متذکرہ صدر کتاب چالیس ابواب پر مشتمل ہے، اور ہر باب متعدد فصول کا جن کی فہرست کتاب کے آغاز میں ہے، حاصل ہے۔ تاہم اصل کتاب شروع ہونے سے قبل بطور مقدمہ، فرہنگ جہانگیری بارہ آئین کی حامل ہے۔ یہ بارہ آئین ملک پارس کی تحقیق زبان پارسی کے بیان، تعداد حروف تہجی، ترتیب کتاب، حروف تہجی کے مابین امتیاز، ایک کا دوسرے حرف سے بدل جانا، بیان ضمائر حروف و کلمات، حروف مفردہ، اسماء و افعال، املا اور عقد انامل کے بیان میں ہے۔

مضمون لغت، زبان فارسی نثر، لغت نگار ابن فخر الدین حسن کمال الدین حسین انجو، زمانہ، تالیف ذی قعدہ ۸۶۲ھ ہجری سے جمعات ماہ جمادی الاول ۸۳۷ھ ہجری تک (جون ۱۵۹۸ء سے فروری ۱۶۲۵ء تک)، کتاب شہنشاہ نور الدین جہانگیر بادشاہ کے نام معنون ہے۔ مؤلف کے مطابق (ملاحظہ ہو دیباچہ) اس کتاب کی تحریر کی بنیاد اُس وقت ڈالی گئی، جب شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر ماہ ذی قعدہ میں شہر سرسنگر میں جو کشمیر کا دار الخلافہ ہے، بغرض سیر و تفریح وارد ہوا تھا۔ کتاب کی تکمیل عہد جہانگیری میں ہونے کے باعث فرہنگ جہانگیری کے نام سے موسوم ہوئی۔ کاتب احمد موصول، تاریخ نقل، ۲، رمضان ۸۳۸ھ ہجری (جمعہ ۱۰ مئی ۱۶۲۹ء) جابے کتبت بلدہ شہر برائپور۔ (نوٹ) مخطوط اپنی تصنیف و تالیف کے چار سال بعد کی نقل ہے، اور اس لحاظ سے یقیناً نادر و نایاب ہے۔ خط نستعلیق عمدہ، کاغذ غیر کشمیری، مخطوط کے ٹائٹل صفحہ پر چار مہر ہیں۔ ان میں سے دو مہر ہیں "مہر خادم شرع المتوکل علی اللہ حیات اللہ" ۱۱۸۵ھ ہجری کے عنوان کی ہیں۔ او۔ ایک مہر کتاب کے اختتام پر ہے۔ فروریو ۲۸۶ (صفحات ۲، ۵)

سطور فی صفحہ ۲۵، تقطیع: ۱۸، ۵ × ۳۲، ۵ سنی میٹر۔

شروع: فہرست ابواب جہانگیری، باب اول بر دوازده آیت۔

اختتام: وہر کہ دریں روز پیش از آنکہ سخن گوید ہی خورد و ترنج بجوید براو تمام

سال مسعود باشد۔

کاتب کا اختتامیہ:

در کتابت صرف کردم روزگار من نمانم این بماند یادگار
تمت تم تمام تم تم، کاتب المذنب فقیر الحقیر احمد موصول در بلدہ شہر برہانپور
فی التاریخ ۲۷ (۲۷) رمضان المبارک ۱۰۳۸ ھ ہجری۔

454

146

فہنگ جہانگیری

عربی و فارسی الفاظ پر مشتمل فارسی کی ضخیم لغت ہے جو اس سے قبل متعدد
لغات کو پیش نظر رکھ کر ترتیب دی گئی ہے اور جن کا مفصل بیان کتاب کے دیباچے میں
کر دیا گیا ہے۔ یہ فہنگ میں فہنگ ابو الحفص شافعی، فہنگ ابو المنصور علی بن احمد
طوسی، فہنگ ابراہیمی، فہنگ ادیب الفضل تصنیف قاضی خان بدر محمد دہلوی المعروف
بدر زوال، فہنگ استاد عبداللہ نیشاپوری، فہنگ تحفۃ الاحباب تصنیف طوسی،
فہنگ جامع اللغات منظوم نیاز حجازی، فہنگ حسین رازی، فہنگ حسنی، فہنگ حکیم
قطران، فہنگ دستور، فہنگ دستور الافاضل، فہنگ زفان گویا و جہان بویا مشہور
بہفت بخشی تصنیف بدرالدین، فہنگ شروری کاشفی، فہنگ شرفنامہ احمد میری مشہور
ابراہیم فاروقی، فہنگ سعید بن نصر بن طاہر بن تمیم الغزنوی (یہ فہنگ خواجہ نظام الملک

کے لئے لکھی گئی تھی) المعروف بسخن نامہ، 'فرہنگ شیخ زادہ عاشق'، 'فرہنگ شیخ عبد الرحیم بہار'،
 'فرہنگ شیخ محمود بہاری'، 'فرہنگ ضمیر'، 'فرہنگ عاصی'، 'فرہنگ عالمی'، 'فرہنگ عجائب'، 'فرہنگ علی
 نیک پے'، 'فرہنگ نواید برہانی'، 'فرہنگ قاضی ظہیر'، 'فرہنگ فتنہ الطالبین'، 'فرہنگ غنیۃ الفہم'،
 'فرہنگ لسان الشعراء'، 'فرہنگ لغات دیوان خاقانی'، 'فرہنگ لغات شاہنامہ'، 'فرہنگ محمد بن
 قیس'، 'فرہنگ محمد بن ہند و شاہ منشی' (یہ 'فرہنگ خواجہ غیاث الدین رشید کے لئے لکھی تھی)،
 'فرہنگ مختصر'، 'فرہنگ میرزا ابراہیم بن میرزا شاہ حسین اصفہانی'، 'فرہنگ معیار جمالی'، 'فرہنگ
 مولانا الہاد سرہندی'، 'فرہنگ منصور شیرازی'، 'فرہنگ مولانا مبارک غزنوی مشہور بفرخ قواس'
 'فرہنگ مویذ الفضلاء'، تصنیف محمد لار اور 'فرہنگ مویذ الفوائد'۔ نیز ان کے علاوہ چوالیس
 دیگر لغات اور نو دوسری کتب تاریخ و تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ 'فرہنگ جہانگیری' ایک
 طویل مقدمہ (۲۲ صفحات) پر مشتمل ہے۔

مضمون لغت عربی و فارسی بزبان فارسی، مؤلف ابن فخر الدین حسن جمال الدین
 حسین انجو، سال تصنیف ۷۲۴ھ = ۱۶۱۸ء، 'زہی'، 'فرہنگ نور الدین جہانگیر'، تاریخ تالیف
 ہے اور ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ ابن جلال الدین محمد اکبر کے نام سے معنون ہے نام
 ناقل نامعلوم، تاریخ کتابت ۲۲ ماہ رمضان ۷۲۴ھ (۹)۔ خط نستعلیق سادہ، اغلاط سے پر،
 کاغذ کثیر، صفحات ۱۱۶۴، سطور فی صفحہ ۲۱، تقطیع ۱۴ x ۲۸، سنٹی میٹر۔

آغاز:-

آنکہ بر لوح زبانہا حرفِ اول نام اوست آنہمی گوید الہ، ابن ایزد و آن تنگری
 اختتام: از طالع ۰۰۰۰ رصدہ امیران ضمیران رومی یونانی تمت تمام شد ۷۳۶ھ۔

یہ دعویٰ الا اننا ثبت ہاے ماذہ است۔

اختتام : و آنرا برہود نیز می خوانند و بفتح اول در عربی دو معنی دارد اول تو بہ کردن و بحق بازگشتن بود دوم۔

فولیو ۲۳۵، تقطیع : ۱۲ x ۲۳ سنٹی میٹر، تاریخ نقل و نام ناقل نامعلوم، کاغذ کشمیری، شکستہ نسخہ میں تحریر، بطور فی صفحہ ۱۹، حالت درست، مجلہ۔ ابتدائی فولیو قدرے کرم خوردہ۔

294.

فرہنگ نامکمل

456

خالص فارسی الفاظ و تلمیحات کے معانی اور تشریح کے بیان میں ہے۔ اول و آخر اور وسط سے نامکمل ہونے کے باعث صحیح نام کی تعیین مشکل ہے۔ تاہم جس قدر محفوظ ہے، نادر الفاظ کے معانی اور تشریحات پر مشتمل ہے۔ فارسی کے بہت سے الفاظ کے معانی انتہائی معلومات افزا ہیں۔ ہر لفظ کے معنی اور معنی اور اس کی تشریح کسی کسی استاد شاعر کے کلام سے بطور اشتہاد بیان کی گئی ہے کشمیر کا بیان ورق ۶۹ پر اس طرح ہے :

فرمودید یا فردید : "نام قریہ ایست از قرائے طوس۔ آورده اند کہ از دشت درخت بطالع سعد نشاندہ بود، یکی در ہمیں قریہ و دیگر می در کشمیر کہ اس را کشمیر نیز خوانند و شرح آں در ذیل لغت کا شمر قوم گشت۔"

الفاظ کے معانی کی ترتیب حروف تہجی کی ترتیب و تنظیم کے مطابق ہے۔

مضمون لغت، زبان فارسی، نشر، مؤلف بوجہ ناقص الاول اور آخر ہونے کے نامعلوم، زمانہ، تالیف نامعلوم، کاتب و ناقل نامعلوم، خط نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری، اوراق ۸۶،

(صفحات ۱۶۲)، سطور فی صفحہ ۲۳، تقطیع ۱۵ x ۲۳، سنہ میٹر۔

ابتداء :

برگزینش بشاهی گشت صپ بزمیر
بلندی پیش و پس زین بود خصل صا بلندی

اختتام:

شهر سبز: نام شهر است از نواحی قفقاز
که یکش نیز شاه تبار دارد و ولادری
قابله معمار چین فکند بنیاد معمار
زیر این شهر سبز نظر از چهار
و آنکه بر آن مملکت خلد آثار
پرداخته قصر گل بسند.

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

قیاس اغلب ہے کہ پیش نظر

فرہنگ شاہنامہ فردوسی کے مشکل الفاظ کی تشریح ہے۔

457

كتاب اللغة

چند اوراق پر مشتمل لغت کی کتاب ہے۔ جو فصول و ابواب ہمیں دستیاب ہیں حسب ذیل ہیں:

فصل الطاء، فصل القاء، فصل العين، فصل الفاء، فصل القاف، فصل الحاف

فصل الميم، فصل النون، فصل الواو، فصل الهاء، فصل الياء.

467

باب الباء (فصل الهمزة)، فصل الیاء، فصل الصاد، فصل الضاد، فصل الطاء،
فصل اللام، فصل المیم، فصل الکاف، آغاز کے دو صفحے فصول زاء، سین، شین پر حاوی ہیں۔
مضمون لغت، زبان عربی، مصنف و ناقل بوجہ ناقص الاول اور آخر ہونے کے نامعلوم
خط نسخ، کاغذ دیسی (کشمیری) اور اوراق ۱۱ (صفحات ۲۲)، سطور فی صفحہ ۳۳۔

مخطوط کا بارہواں ورق بزبان عربی عقاید کی کسی کتاب کا حاشیہ ہے، کاتب محمد رضا
عرف کوتوال، تاریخ کتابت ۱۶ ذی قعدہ ۱۱۹۴ھ (۳ نومبر ۱۷۸۰ء)، خط نسخ۔

تقطیع: ۱۲، ۳ × ۱۹، ۸ سنٹی میٹر۔

ابتداء: الحمد لله منطلق البلغاء باللغی فی البوادى و مودع اللسان السن اللسان
الحوادى۔

اختتام: واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب، تمت الکتاب بعون الملک
الوہاب۔

کاتب کا اختتامیہ: فرغت من تسوید هذه النسخة فی وقت العشاء
فی سنة الف واربعم و تسعون من ہجرة النبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
فی تاریخ شانزدہم ذی قعدہ۔ کاتبہ و مالک المجازی عاصی رضا عرف کوتوال۔

کشمیری نصاب

بزبان فارسی منظوم کشمیری الفاظ کے مترادف فارسی میں بیان کئے گئے ہیں نظم کا وزن
"فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن" بحر رمل ہے۔ یہ امر کہ کتاب کا نام کشمیری نصاب ہے مخطوط
کے اخیر میں اس فارسی شعر سے عیاں ہے:

در قلم آمد چو این فرخنده کشمیری نصاب

باد ہر کس نوز انوار لغت بہرہ یاب

مضمون لغت۔ زبان فارسی منظوم، خط تعلیق سادہ، کاغذ غیر کشمیری یعنی مل کا بنا ہوا، مصنف کا نام اگرچہ درج نہیں ہے، لیکن ابتدائی صفحہ پر زبان انگریزی لکھے ہوئے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص لکھن بھان ہے، تاریخ کتابت اور سال تصنیف ۱۹۵۷ء ۱۹ ماکہ ۱۳۷۶ء یوم اکہ صہ شکر پنج روز دوشنبہ (۱۹۵۷ء) فی صفحہ چار ابیات۔ تقطیع ۱۲ ۱/۲ x ۲۰ سنٹی میٹر حالت درست۔

آغاز : هو الفیاض

ابتداء کردم بنام داور کون و مکان

تا بماند نام این معجز بجام جاودان

اختتام : هفت دریا

قلم و عمان و بقرن و سمند رود نیل

دجلہ جوشان سند و جیحون و محیط یمن و بخون

تمت تمام یافت نہم ماہ ماگہ

۱۹۵۷ء یوم اکہ صہ شکر پنج روز دوشنبہ

در قلم آمد چو این فرخندہ کشمیری نصاب

باد ہر کس نوز انوار لغت بہرہ یاب

مخطوط غالباً مصنف کے

اپنے غیر قلم کا لکھا ہوا ہے اور غیر مطبوع

ہفت دریا

قلم و عمان و بقرن و سمند رود نیل

دجلہ جوشان سند و جیحون و محیط یمن و بخون

تمت تمام یافت نہم ماہ ماگہ

۱۹۵۷ء یوم اکہ صہ شکر پنج روز دوشنبہ

در قلم آمد چو این فرخندہ کشمیری نصاب

باد ہر کس نوز انوار لغت بہرہ یاب

ہے اور نایاب ہے۔ اس لحاظ سے اہم ہے کہ فارسی میں کشمیری زبان کی لغت تیار کرنے کی سب سے پہلی کوشش ہے۔ کشمیری زبان کی لغت اور تدوین تاریخ میں یہ نسخہ سنگ میل کا کام دے سکتا ہے۔

تعداد اوراق ۲۲، صفحات ۴۴۔ پہلے ابتدائی ۲۴ صفحات پر چھوڑ دیا۔ بزبان عربی اور بقیہ آخری صفحات پر ہری نامہ (خدا، بزبان سنسکرت) تحریر ہے۔

224

459

کنز اللغات

عربی الفاظ بالخصوص لغات قرآنیہ کی فرہنگ ہے۔ مؤلف کے مطابق چونکہ عربی زبان حاوی لغت قرآن ہے، اور لغت کلید کنج معانی ہے، اس لئے اس کتاب کی تدوین عمل میں (ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب) لانا ضروری ہوئی۔ کنز اللغات سلطان سلیمان اور اس کے ولیعہد سلطان میرزا علی کے نام معنون ہے۔ لغات کی ترتیب حروف ہتھی کے ۲۸ حروف کی ترتیب کے مطابق ہے اور ہر حرف کو ایک کتاب کا نام دیا گیا ہے اور ہر کتاب چند ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب کے متعلق رہنمائی کے لئے ۱۶ مقدمات ہیں جن کا علم مطالب و معانی کے علم سے پہلے ضروری ہے۔ یہ مقدمات زیادہ تر قواعد صرف و نحو اور ماخذ الفاظ سے متعلق ہیں۔

مضمون لغت عربی بزبان فارسی، مؤلف محمد بن عبدالحق بن معروف، زمانہ تالیف نامعلوم، البتہ کسی بادشاہ سلطان سلیمان اور اس کے فرزند میرزا علی کے نام سے معنون ہے اور ان کا عہد معلوم نہیں، کاتب و تاریخ کتابت غیر معلوم، خط نستعلیق متوسط، کاغذ غیر کشمیری، فولیوز ۴۶۲، سطور فی صفحہ ۲۱، تقطیع ۱۲ x ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: جواہر کنوز لغات حمد و ستایش نثار بارگاہ حضرت متکلمی۔

اختتام: والسلام علی من اتبع الهدی۔

کاتب کا اختتامیہ: قد تم الکتاب بعون الملک الوهاب علی ید الفقیر
 الحقیق صاحب العصیان والتقصیر عند الملک الکرم القدیر
 (نام کی یہ جگہ خالی ہے) عفی عنہما..... بینہما بالنبی وآلہیہما فی التاریخ
 نوزدہم (یہاں سنہ دانستہ مٹا دی گئی ہے) شہر جمادی الاول. اللهم العن عیروا
 الشریعة المصطفیٰ.

460

145

کنز اللغات

بزبان فارسی عربی الفاظ کی لغت ہے جو بقول مؤلف صراح، مجمل، منشور و مصادر
 اختیارات بدیعی، لغات قرآن اور شرح بھاب پر مبنی ہے (ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب) اصل مطلب
 پر آنے سے قبل حمد خدا، نعت رسول اور وصف اہل بیت کے بعد مرزا علی کا نام ہے جن کے نام
 سے نسخہ کنز اللغات معنون ہے۔ کتاب کی ترتیب چند مقدمات پر ہے جنہیں فصول کا نام دیا
 گیا ہے۔ یہ فصول دراصل کتاب کے مضمون کی جانب رہنما ہیں۔ کتاب میں لغات کی ترتیب پہلے
 اور آخری حرف پر ہے مثلاً ا، ب، یعنی وہ حرف جس کے شروع اور اخیر پر حرف الف ہے کتب
 کا نام کنز اللغات مخطوط کے تیسرے صفحہ پر بارہویں سطر کے وسط میں درج ہے اور معنون
 کا نام اسی صفحہ کی نویں سطر میں۔

مضمون لغت عربی بزبان فارسی، مؤلف محمد بن معروف (صفحہ ایک سطر ۶ بشمول بسم اللہ)
 زمانہ تألیف نامعلوم۔ کنز اللغات یعنی مخطوط زیر بحث عربی لغات کی اہم کتابوں کا فارسی
 میں ترجمہ ہے (ص ۱، آخری سطر)، ناقل و سائل نقل نامعلوم، لیکن اندازاً دو سو برس
 پرانا۔ ترجمہ کے کئے عربی الفاظ پر اوپر کی جانب سرخ لکیر، خط نستعلیق سادہ، کاغذ کثیری

فرہنگ جہانگیری، کشف اللغات شیخ عبدالرحیم سورہاری، مدار الافاضل شیخ الہداسرہندی اور
مویہ الفضلاء۔ اس لغت میں بیان کئے گئے الفاظ کی بنیاد پہلے اور آخری حرف پر ہے اور اسی کے
نام پر فصل ترتیب دی گئی ہے۔

مضمون لغت، زبان فارسی، مؤلف اقل العباد عبد اللطیف ابن عبد اللہ کبیر زمانہ تالیف
(عہد شاہ جہانی) ناقل نامعلوم، تاریخ کمات نامعلوم لیکن اندازاً تین سو برس کا قدیم نسخہ، اول
سے آخر تک دیک کے سوراخ، خط نستعلیق سادہ، سطوری صفحہ ۲۱، مکمل، کاغذ غیر کشمیری
شاہ جہاں آباد (دہلی) کی تحریر، تعداد صفحات ۳۱۹، تقطیع ۲۶ x ۱۶ سنٹی میٹر، اول سے اخیر
تک کناروں پر سفید کاغذ سے مرمت شدہ۔

آغاز: ایں فرہنگ ایست مشتمل بر لغات غریبہ عربیہ والفاظ عجیبہ عجمیہ مشنوی مولوی
معنوی کہ بین تائید لطیف خمیر کہ فرہنگ بخش ہر صغیر و کبیر است۔

اختتام: بنجی بمعنی ذخیرہ است کہ در باب ذال و در فصل محاکدہ مشتمل، تمت۔

مؤلف اور کتاب کا نام بالترتیب صفحہ اول اور صفحہ ۲ پر درج ہے۔

منتخب اللغات شاہ جہانی

کتب معتبرہ مثلاً قاموس و مراح پرہیزی عربی الفاظ کی لغت ہے۔ ترتیب الفاظ بمطابق
حروف تہجی کے ہے۔ بدیل کے اعداد نکال کر کتاب کا نام لفظ منتخب تاریخی ہے جس کے بحساب جمل ۱۰۴۶
اعداد ہوتے ہیں اور یہی اس کا ہجری سال تالیف مطابق ۱۶۳۶ سنہ عیسوی ہے۔ کتاب مغل شہنشاہ
شاہ جہاں کے نام پر معنون ہے، اور اُس سے اُسی طرح صلہ کی توقع رکھی گئی ہے جس طرح ایرتیمور گورگانی
نے شیخ مجد الدین فیروز آبادی کو قاموس کی تالیف سے نوازا تھا۔ (ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب) جب طریقہ

مؤلفین اگرچہ فیروز آبادی کی قاموس کو سراہا ہے اور اُسے بحربے پایاں قرار دیا ہے، تاہم ابنائے زمانہ کیلئے غیر مفید ہونے کے باعث اپنی تالیف کی درستی کا جواز نکال لیا ہے۔ منتخب اللغات شاہ جہانی کے لفظ نے قاموس میں حسب مقدمہ نو غلطیاں یا خامیاں نکالی ہیں۔ الفاظ کے معانی میں مؤلف نے لفظ کا پہلا اور آخری لفظ لیا ہے اور انہیں دو الفاظ کو باب بنایا ہے۔

مضمون لغت، الفاظ عربی اور معانی فارسی میں۔ مؤلف عبدالرشید حسینی المدنی اصلً اور ٹھٹھوی (سندھ) مولد، تاریخ تالیف ۱۰۴۶ھ (۱۶۳۶ء) ناقل نامعلوم، تاریخ نقل قرۃ رجب المرجب ۱۰۹۰ھ (منگل جولائی ۲۹، ۱۶۷۹ء) خط نستعلیق سادہ، فولیو ۲۳۸، سطروں فی صفحہ ۲۵، کاغذ کشمیری۔ مخطوط کی خوبی یہ ہے کہ تاریخ تالیف کے محض ۴۴ برس بعد نقل کیا گیا ہے اور اس لحاظ سے انتہائی معتبر ہے۔ تقطیع ۱۶ x ۳۰ ۱/۲ سنٹی میٹر۔

ابتداء: ستایش و سپاس مالک الملکی کہ تذکار آلائی بی احصاء و نعمای بے منتہا پیش
اختتام: بوی بضم باد فتح واؤ و تشدید یاء آخر نام مردی است۔
کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شد بعون ملک الوہاب کتاب منتخب اللغات بوقت
چاشت بازار قرۃ رجب المرجب ۱۰۹۰ھ ہجری مطابق جلوس والا (مراد عالمگیر بادشاہ) ۲۲ سنہ در
بلدہ پشاور۔

مؤلف نے کتاب کی تاریخ میں یہ بیت کہا ہے۔

از پی تاریخش بے قال و قیل گفت خرد منتخب بی بدیل
یہاں بطور تخریج منتخب سے بدیل کے اعداد خارج کر لئے جائیں۔ چنانچہ وہی تاریخ تالیف

منتخب اللغات شاہ جہانی

قاموس، صحاح اور مراح پر مبنی عربی الفاظ کی لغات ہے جنہیں عام فہم اور خاص پسند فارسی میں بیان کیا گیا ہے۔ ابواب و فصول کی ترتیب حرف اول، دوم اور آخر پر مبنی ہے چپٹا پنج پہلا حرف باب اور حرف آخر فصل ہے منتخب اللغات کے مؤلف عبدالرشید الحسینی المدنی اصلاً اور النسوی (نسباً شامی ایران کا ایک شہر ہے) ہیں۔ مؤلف نے یہ کتاب ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحب قرآن ثانی شاہ جہان بادشاہ غازی متولد ۱۰۱۳ھ = ۱۶۰۴ء کے نام سے معنون کی ہے جنم میں شاہ جہان کے چار فرزندوں سید والا کے چار یاروں یا چار فضلوں یا دو آنکھوں اور دو کانوں کی طرح ہیں کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہ چار فرزند ہیں بالترتیب سلطان دارا، سلطان شاہ شجاع، سلطان اورنگ زیب اور سلطان مراد بخش۔ مؤلف نے شیخ محمد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی کی قاموس کے مقابلے میں اپنی اس کوشش کو حقیر قرار دیا ہے۔ فیروز آبادی نے جب امیر تیمور کے روبرو اپنی لغات پیش کی تھی تو سربراہِ مباحثات جمع کیا تھا اور عبدالرشید کا یہ عمل اگرچہ قاموس کے بالمقابل حقیر ہے، لیکن اُس کے نزدیک نہایت بڑا ہے بمصادق اس قول کے:

پائے ملخی نزد سلیمان بُردن عیب است ولیکن ہنر است از موی
(سلیمان بادشاہ کے نزدیک مڈھی کا پاؤں بطور تحفہ لیجانا عیب ہے، لیکن چوینٹ کے نزدیک باعثِ فخر ہے)۔

مضمون لغت، زبان فارسی نثر، مؤلف عبدالرشید حسینی مدنی، زمانہ تالیف سرحد
صدی عیسوی، ناقل نامعلوم، لیکن کشمیری پندت، تاریخ کتابت ۱۱ ماہ ۱۰۰۰۔ آخر دزیوم
جمعہ، خط تعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، صفحات ۵۴۱، سطور فی صفحہ ۲۰، تقطیع ۱۶x۲۴، مزیٹ

آغاز : اوم شری گسانے نما محمد مرملکی را کہ تذکار آلائے بے احصا و نعمائے بی منتہا
اختتام : بوی بضم باء فتح واو و تشدید یاء آخر نام مردی است۔

ناقل کا تمامہ : تمام شد کتاب منتخب اللغۃ شاہ جہانی بعون حضرت یزدانی بتاریخ
۱۱ ماہ کنتک بعد آخر روز یوم جمعہ حسب الفرائش برگزیدہ اُستادھائے رهنائی اعنی شیخ صاحب
کز و یادگار تمام شد۔

452.

464

نصاب الصبیان منظوم

موجودہ زمانے میں گمنام، لیکن اب سے سو پچاس برس پہلے (جب فارسی کشمیر اور ہندوستان
میں عام تھی) کی بہت مشہور کتاب۔ نصاب الصبیان عربی و فارسی کی منظوم کتاب اور دوسو ابیات
پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے نام نصاب سے اس امر کی جانب بھی اشارہ ہے کہ اسلام میں چاندی کی
زکوٰۃ کا نصاب دوسو درہم ہے، اور اسی مناسبت سے شاعر نے اپنی کتاب کے اشعار کی تعداد
دوسو مقرر کی ہے، ————— کتاب کا نام نصاب الصبیان محض تواضع اور
خود غمانی سے اجتناب کے لئے رکھا گیا ہے، ورنہ بجائے نصاب الصبیان کے، یہ کتاب نصاب
الرجال بھی بھی ہے کشمیر میں گذشتہ زمانے میں فارسی تعلیم کے سلسلے میں اس کتاب کا مدارس میں
عام رواج تھا۔

مضمون لغت، زبان عربی و فارسی، پیرایہ بیان نظم، شاعر بدر الدین محمد المعروف بہ

ابونصر فراہی (فراہ نام کے ایک مقام کی جانب منسوب ہے جو سیستان میں ایک جگہ ہے اور اس مناسبت سے ابونصر کبھی کبھی سیستانی بھی کہلاتا ہے) متوفی ۶۴۰ھ (۱۲۴۳/۱۲۴۲ء) کا تب غیر مذکور، سال کتابت ۱۲۵۶ھ = ۱۸۴۰ء بعد سکھان خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری) کتاب کسی زمانے میں میاں محمد شاہ دار ولد میاں حبیب اللہ دار کے قبضہ میں رہ چکی ہے۔ فولیو ۲۷، ابیات فی صفحہ ۴، تقطیع: ۳، ۹، ۸ X ۸ سنٹی میٹر۔

ابتداء: الحمد لله حق حمده والصلوة والسلام علی خیر خلقه
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین: چُنیں گویند ابونصر فراہی۔
اختتام: ناس و انس و اناس، آدمیان

پدر و مادر آدم و حوا
کاتب کا اختتامیہ: تمت الکتاب بعون الملک الوہاب ۱۲۵۶ھ

465

453

نصاب الصبیان کشمیری منظوم

شاعری کی بحرِ رمل میں جس کے ارکان فاعلاتنْ فاعلاتنْ فاعلاتنْ، فاعلاتنْ ایک مصرعہ میں اور اسی طرح دوسرے مصرعے میں ہیں۔ ابونصر فراہی (۴۵۲) کے تتبع اور نقل میں منظوم نصاب الصبیان کشمیری ہے۔ مقصود کشمیری اور عربی و فارسی کے ہم معنی الفاظ کی تعلیم ہے نظم قصیدہ کے رنگ میں ہے جس کا ردیف حرف "ن" ہے۔ پہلے ۳۵ صفحات بلا عنوان ہیں۔ باقی ۳۶، ۳۷، ۳۸ اور ۳۹ صفحات کے عنوانات بالترتیب حسب ذیل ہیں:

اقسام کل ہا، اقسام نان ہا، اقسام تماکو، اقسام میوہ اور اقسام امروت۔ آخری صفحہ کی رکاب "اقسام چائے" سے معلوم ہوتا کہ آئندہ صفحہ پر چائے اور اُس کی قسموں کا بیان تھا جو محظوظ

میں غائب ہے، اور اس لحاظ سے ناقص الآخر ہے۔

مضمون لغت، زبان کشمیری، عربی و فارسی، پیرایہ بیان نظم (قصیدہ) فارسی، شاعر و ناظم (اصل کشمیری) زمانہ تالیف نامعلوم، تاہم تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کا وسط، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، مخطوط کی آخری رکاب اقسام چائے، خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۲۰ (صفحات ۳۹) ابیات فی صفحہ ۴، تعداد ابیات مخطوط ۱۳۶، تقطیع ۲۵، ۶ x ۱۵، ۵ سنٹی میٹر۔

ابتداء : ابتداء کردم بنام داور کون و مکان
تا بسند نام این معجز بعالم جاد و دان
اختتام : نوع امروت است و ناک و ناشپاک و گندمی
گوشہ بوگی و کلابی و کیو پرستن بدان
کاتب کا اختتامیہ بوج ناقص الآخر ہونے کے غیر مذکور۔ آخری صفحہ کی رکاب "اقسام چائے"

ہے۔

466

366

مجموعہ کتب

کتبوں اور مخطوطات کا یہ مجموعہ حسب ذیل کتابوں پر مشتمل ہے :

- ۱۔ کتاب العقاید منظوم فارسی، ناظم و شاعر نامعلوم، اسی طرح کاتب و تاریخ نقل نامعلوم، فولیو ۱۲، اشعار فی صفحہ ۱۰، کاغذ کشمیری، خط نستعلیق باریک، تقطیع: ۱۹، ۸ x ۱۰، ۸ سنٹی میٹر۔
- ۲۔ رسالہ ضروریہ منظوم بزبان فارسی، مضمون علم عقاید و مسائل صلوٰۃ، مصنف و شاعر بابر داؤد خاکی علیہ الرحمۃ متوفی ۲۔ ماہ صفر ۹۹۲ھ ہجری (جمعرات ۱۳، جنوری ۱۹۷۵ء)۔

ناقل غیر مذکور، خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری، فولیو ۵، کتاب مذکور شاعر کے سیر طریقت سلطان
العارفین حضرت مخدوم حمزہ کشمیری متوفی ۲۴ صفر ۹۸۴ھ (۲۳ مئی روز بدھ ۱۵۶۶ء) کے نام
نامی سے معنون ہے۔ تقطیع متذکرہ صدر۔

۳۔ قصیدہ ورد المریدین فارسی تصنیف بابا داؤد خاکی متذکرہ صدر۔ یہ قصیدہ دراصل
تاریخی ہے اور شاعر کے مرشد طریقت سلطان العارفین مخدوم حمزہ کشمیری کے احوال و کالیف پر
مشتمل ہونے کے ساتھ ان کی کرامات بھی بیان کرتا ہے، تاریخ تصنیف ۹۹۱ھ (۱۵۵۴/۱۵۵۳ء)
لفظ "شیخنا" یا "فیض ناک" تاریخ تنظیم ہے، تعداد ابیات ۴۴۰، کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت
ماہ ذی القعدہ بوقت شام ۱۲۶۶ھ (ستمبر ۱۸۵۵ء) خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۲،
اشعار فی صفحہ ۱۴، تقطیع: ۱۴ x ۲۲، سنٹی میٹر۔

۴۔ منیۃ المصلیٰ عربی، علم فقہ، مصنف (سدید الدین کاشغری) زما زلیف
نامعلوم، کاتب و ناقل یوسف جوگندن کر، تاریخ کتابت بوقت دوپہر، پیرہ ارشوال المحرم
۱۲۶۴ھ (۸ ستمبر ۱۸۴۸ء) خط نسخ، کاغذ کشمیری، فولیو ۲۷، سطور فی صفحہ ۱۵،
تقطیع: ۱۴ x ۲۲، سنٹی میٹر۔

آغاز کتاب العقاید: بعد حمد خدا و نعت رسول۔

اختتام از منیۃ المصلیٰ: ولو قرأتبت ید اب الذال تفسد صلوة

کاتب کا اختتام از منیۃ المصلیٰ: تمام شد این کتاب مستطاب فیض تاب ہذا

المنیۃ المصلیٰ باقلام مختلفہ و کاغذائے متنوع ہر روز ورتی ورتی و دسری سطری از دست احقر
ضعف العباد یوسف جوگندن کر تمام شد بوقت دوپہر یوم دوشنبہ بتاریخ ۱۸ شوال المحرم
۱۲۶۴ھ بموجب کتاب مولوی بہاؤ الدین صاحب نقل کردہ آمد۔

صرف و نحو و عروض

نور و نور

الوافیہ فی حلّ مشکلات النحو

رکن الحق والدین حسن بن حسین بن علی کے نام سے معنون رسالہ ہے۔ اس کے دو سبب تھے، ایک تو حسن بن حسین بن علی خاندان اہل بیت سے تھے اور دوسرے یہ کہ وہی اس علم کی جس پر قلم فرسائی گئی ہے، قدر و منزلت جانتے تھے۔ حمد اور نعمت رسول و اہل بیت کے بعد مصنف نے علم نحو اور اُس کے اصول و قواعد بالتفصیل بیان کرنا شروع کر دئے ہیں مطالب کتابت حسب ذیل ہیں :

النحو علم باصول يعرف بها احوال اللفظ الحرّی (۲-۱۲)۔

جمع علی مفاعیل، الف و نون، وزن الفعل، المرفوع، الفاعل، المفعول، الملم یُسَمّ فاعله مبتداء، خبر، المنصوب، توابع، اسمائے اشارہ، المبنی، معرفہ و نکرہ، بحث فعل، بحث حرف (۱۲-۱۰۹)۔

مضمون نحو، زبان عربی، نشر، مؤلف محمد بن عثمان بن عمر بلخی، زائد و تالیف نامعلوم اندازاً نویں صدی ہجری (پندرھویں صدی عیسوی) کاتب غیر مذکور، تاریخ کتابت ۲۲ ماہ ربیع الاول یوم پنجشنبہ ۱۱۴۸ھ (بدھ ۱۹ ستمبر ۱۷۶۴ء) خط نسخ معمولی، کاغذ دیسی (کشمیری) فولیو ۱۰۹، سطور فی صفحہ ۲۵، تقطیع ۱۲۰ × ۱۹۰ سنٹی میٹر۔

ابتداء: الحمد لله الذی بیدہ تصریف الاحوال و نحوک مہ مقصد ذوی الآمال۔

اختتام: و تحزیکھا لمحروشین بکریہ و سین تمیمۃ تلحقان بکاف۔
کاتب کا اختتامیہ: بتاریخ بیست و دوم ماہ ربیع الاول یوم پنجشنبہ ۱۱۴۸ھ تحریر یافت۔

آمد نامہ

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق فارسی مصادر کے افعال و مشتق اسماء کی گردانوں کا مجموعہ ہے۔ کتاب کا نام آمد نامہ فارسی کے سب سے پہلے مصدر آمدن کی ماضی مطلق پر مبنی ہے، ورنہ اسمیں صرف آمدن اور اس کے مشتقات ہی کی بحث نہیں ہے۔ کتاب کا نام آمد نامہ (آمد کی کتاب) انیس پران الفاظ میں موجود ہے: تمام شد نسخہ کتاب "آمد نامہ"۔ آمد نامہ مصنف نے بلا کسی تمہید اور حمد و ثنا و نعت رسول کے افشردن (پنجوڑنا) کی گردان سے شروع کیا ہے۔

مضمون قواعد فارسی (علم الصرف) زبان فارسی، مؤلف: شرف، سال تالیف ۱۲۳۷ھ یا ۱۲۶۰ھ (بالترتیب ۱۵۸۱ء یا ۱۶۸۴ء) لفظ "خلع" تاریخ تالیف ہے۔ ناقل و تاریخ کتابت نامعلوم، تاہم اندازہ کے مطابق ایک سو سالہ قدیم نسخہ، خط نستعلیق سادہ متن کاغذ کشمیری، فولیو ۴۵ (صفحہ ۹۰) سطور فی صفحہ ۱۱

تقطیع: ۱۱ x ۸ x ۸، سنٹی میٹر۔

آغاز: افشارانید، بیفشاران، میفشاران۔

اختتام: زانکہ من ہستم چہ خواہد بود جملہ بر عاجزان ندارد سود

کاتب کا اختتامیہ: تمام شد نسخہ کتاب آمد نامہ برائے پاس خاطر..... نام

مشاد یا گیا ہے۔

گلرنگ کشمیری

ترکستان کے شہزادہ عجب ملک اور نوش لب نام کی ایک شہزادی معصوم شاہ او

ناز بست کی داستان محاشقہ ہے۔ حمد خدا و نعمت رسول مقبول کے بعد ہرست مضامین یہ ہے :

خوش روز کردن معصوم شاہ در بارغ خود و فریفتہ شدن بر جانوری و گرفتن۔ (فولیو ۳-۵)، کلام کردن جانور (۱۳۰۵)، نالہ کردن عجب ملک از سوز و گداز عشق (۱۳-۱۵) تختہ

گفتن وزیر با شاہ ہزادہ در بیوفائی زنان (۱۵-۱۸)، پاسخ عجب ملک با وزیر (۱۸-۲۲)،

ہمراہ گرفتن عجب ملک را سخرا و بر آمدن ب جستجوی معشوق (۲۲-۲۳)، زاری کردن عجب ملک

خیال مخاطبہ تمثال، در کشتی نشستن عجب ملک و غرق شدن یاران (۲۳-۲۵)، زاری

کردن عجب ملک بر غرق شدن ہمراہیان (۲۵-۲۶)، رسیدن عجب ملک در عمارت عفریت و

ملاقات کردن با ناز مست (۲۶-۲۷)، گفتگوئے عجب ملک با ناز مست (۲۷-۳۱)، دیدن کشتن

عجب ملک عفریت را و روانہ شدن با ناز مست (۳۱-۳۳)، جواب نامہ نوشتن سپہ سالار

ناز مست و روانہ شدن او سوئے خانہ عجب ملک، رسیدن ناز مست با عجب ملک در خانہ

(۳۳-۳۴)، تسلی کردن ناز مست در باب آمدن نوش لب، آمدن نوش لب در خانہ ناز مست با

مادر، ملاقی شدن عجب ملک با نوش لب و عاشق شدن وی بر او در بارغ ناز مست، سرود کردن

ارغنون ساز در پیش عجب ملک، سرود کردن عجب رود در پیش نوش لب (۳۴-۴۴)، پاسخ

نوش لب با عجب ملک در انکار و ابرام کردن او و بادہ وصل و کنار کشیدن (۴۴-۵۱)، بیدار

شدن نوش لب از خواب شیرین و زاری ہا کردن در فراق، زاری کردن نوش لب در فراق عجب ملک

زجر و ملامت کردن مادر نوش لب را و با فسون جانورش کردن (۵۱-۶۴)، نامہ نوشتن نوش لب

بسوئے ناز مست در بارہ جستجوئے عجب ملک، جواب نامہ نوشتن ناز مست بسوی نوش مثل

بر خبر آمدن عجب ملک، در بیان وعدہ وصل کشیدن نوش لب و عجب ملک بخلوت تام و عیش

مدام، عقد ناز مست با معصوم شاہ (۶۴-۷۸)، مناجات بسوی کبریا و خاتمہ کتاب (۷۸-۷۹)

مضمون داستان منظوم بطرز مثنوی، زبان کشمیری، مثنوی نگار مقبول کرا لہ داری سال
تصنیف ۱۲۸۶ھ = ۱۸۶۹ء نام ناقل غیر مذکور، تاریخ کتابت ۱۹ شہر صفر المظفر ۱۳۱۹ ہجری
(۱۹۰۱ء) تعداد ابیات ۲۳۲۷، ان میں ابیات غزل ۱۲۷، کاغذ کشمیری، فولیو ۷۹، تقطیع ۲۸۱۵
سنٹی میٹر۔ پہلے صفحہ کی لوح منقش، مگر حد سے زیادہ پھٹا ہوا۔

آغاز : الہی چہرہ امید بنما کئے از دہنہ جاوید بکت
اختتام : گزہ کھکھ نہ دل ملول از باعث طول بہ پیش حق چم رو خلق مقبول
کاتب کا ترجمہ (کولوفن) : تمام شد کتاب مکرر بہت تاریخ ۱۹ شہر صفر المظفر ۱۳۱۹ ہجری
شنبہ ۱۳۱۹ھ بوقت عصر

ہر کہ خواند دعا طبع دارم زانکہ من بندہ کنگہ گارم

470

282

شرح الکافیہ فی علم النحو

مشہور درسی کتاب الکافیہ کی شرح ہے۔ الکافیہ کے مصنف جمال الدین ابو عمرو
ابن حاجب متوفی ۱۶ شوال ۵۳۶ ہجری (بدھ ۲۵ دسمبر ۱۲۱۹ء) ہوئے ہیں۔ ابن حاجب کے مطابق
کلمات عرب کی تین قسمیں ہیں، اسم، فعل، حرف اور انہی سے علم نحو (عربی قواعد) کے بقیہ احکامات
منضبط ہوتے ہیں۔ الکافیہ متن (مختصر مکر جامع) ہونے کے باعث مختلف شروح کی حامل ہے۔ عربی
میں شرح جامی اور تحریر سنبت اس کی خاص شروح ہیں۔

مضمون نحو (عربی قواعد کی ایک شاخ جس کا تعلق اسماء اور ان کے استعمال سے ہے)
زبان عربی و فارسی اصل کی زبان عربی اور شرح کی فارسی، شارح اور زمانہ شرح نامعلوم، کاتب
عزیز اللہ، تاریخ کتابت بعد نماز ظہر یوم جمعہ ۱۱ ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۲ھ (۱۰ دسمبر ۱۸۷۵ء) خط نسخ

دستعلیق، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۱۰ (صفحات ۲۲۰)، سطور فی صفحہ ۲۲، تقطیع ۱۵ x ۲۴ سنٹی میٹر

ابتداء: اعلم ان المصنف قد افتتحہ باسم الہ دہاب وفاقاً للکتاب

اختتام: چنانچہ اصبت صبراً و اصابتی نصیر و ختم لی بخیر، تمت شرح

الکافیہ فی علم النحو۔

کاتب کا اختتامیہ:

ہر ماہ العبد المذنب الساجی الی رحمۃ اللہ عز و جل اللہ سنۃ ۱۲۹۲ھ

تاریخ ۱۱ ماہ ذی قعدہ بعد نماز ظہر یوم جمعہ سعادت لمعہ باتمام رسید۔

علامہ ابن حاجب کی الکافیہ ہندوستان کے دیگر عربی مدارس کی طرح کشمیر کے عربی مدارس

میں بھی داخل نصاب رہی ہے۔

471

360

گلشن کشمیر

کشمیری زبان کی صرف و نحو میں مختلف کتابوں پر مبنی ایک بیاہن غما جامع کتاب ہے۔ قلم اس

کا بیشتر حصہ انگریزی اور کشمیری زبان کی لغت پر مشتمل ہے جن میں کشمیر اور اس کی خوبوں کے متعلق

معلومات بھی فراہم کر دی گئی ہیں۔ جن میں سے بیشتر کا تعلق کشمیر کی تاریخ سے ہے۔ گلشن کشمیر ایک اچھی

خاصی تعداد ان منشویات کی بھی حامل ہے جو ظفر خان اسن ولد خواجہ ابوالحسن تربتی نے کشمیر کی تعریف

میں منظوم کی ہیں۔ کشمیری لغات کی معلومات اہلیم سلی کی کشمیری لغات پر مبنی ہیں۔ ممدون کے مطابق

اہلیم سلی کی کشمیری لغت فردی ۱۸۹۲ء میں ایڈن برگ میں چھپ چکی ہے۔

مضمون صرف و نحو و لغت، زبان کشمیری و انگریزی، ممدون محمد یار، تاریخ

تدوین ماہ ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ (مئی جون ۱۸۹۳ء)، کتاب کا نام گلشن کشمیر ورق ۶ پر درج

ہے۔ ورق ۳ (صفحہ ۶) پر سلام
الدین فارسی مدرس مشن مدرسہ
فتح کدل طویل تاریخی فارسی قطع ہے
جس کا آخری تاریخی بیت یہ ہے:

سیصد و یک ہزار و دہ ہجری است
ختم این داستان کشمیری
کاتب و ناقل نامعلوم، غالباً
خود مؤلف، خط نستعلیق و انگریزی
کاغذ کشمیری، اوراق ۱۸۰
(صفحات ۳۶۰) اوسط سطور ۳۰

تقطیع: ۱۳ × ۲۲
سنٹی میٹر
ابتداء:

The qualitative
case may be ex-
pressed.

اختتام:

The arms.

مؤلف کا نوٹ ورق ۶ (صفحہ ۱۱)

صیغہ جہول	
بہنا و نہین	
Indefinite Tense.	مستقبل
If I had been made to sit. (then) I should	اگر میں بیٹھا ہوتا تو میں
If thou hadst been made to sit.	اگر تُو بیٹھا ہوتا تو تُو
If he, she had been made to sit.	اگر وہ بیٹھا ہوتا تو وہ
If we had been made to sit.	اگر ہم بیٹھا ہوتا تو ہم
If you had been made to sit.	اگر تم بیٹھا ہوتا تو تم
If they had been made to sit.	اگر ان بیٹھا ہوتا تو ان
Present Tense.	حال
I am made to sit.	میں بیٹھا ہوں
Thou art made to sit.	تُو بیٹھا ہو
He, she is made to sit.	وہ بیٹھا ہے
We are made to sit.	ہم بیٹھے ہیں
You are made to sit.	تم بیٹھے ہو
They are made to sit.	ان بیٹھے ہیں
Imperfect Tense.	مستقبل
I was being made to sit.	میں بیٹھا رہتا تھا
Thou wast being made to sit.	تُو بیٹھا رہتا تھا

پر: الف ا ط الی حضرت الواحد الغفار بندہ درگاہ الہ امت نبی، دوستدار چار بار
 محمد یار، دی پروفیسر آف کشمیری لنگویج، چمن ڈار بے نظیر در سال در سال ۱۳۱۰ ہجری در ماہ ذیقعد
 بروز عید المومنین جمعہ مبارک ترتیب دادہ، ترجمہ الفاظ تمام نمودہ موسوم بہ گلشن کشمیر شد۔

موسیقی

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
موسمًا من موسمي الدنيا والآخرة
موسمًا من موسمي العلم والفضل
موسمًا من موسمي الرحمة والبر

موسیقی

تقیسم

بیاض موسیقی

فارسی و کشمیری اور کہیں کہیں ہندی کی مثالوں پر مشتمل علی موسیقی کی بیاض ہے۔ موسیقی کے وہ سر جو خاص طور پر اس بیاض میں مندرج ہیں، یہ ہیں :

سہ تالہ کشمیری، تالہ بہاری، مقام برج، کشمیری دو یکہ، بے دور، کشمیری حجر، دورویہ فارسی، بلقراٹ، کشمیری مجادات، حسنی، کشمیری روانی، خنجر نوا، کشمیری نوا، دورویہ کشمیری، کشمیری دو گاہ، دو یکہ مقام، یکہ کشمیری، اشراق خنجر، مقام لاوی، سارنگ یکہ، سہ تالہ ہندی، فرائے سہ تالہ، فارسی اوداسی، فراق، پلنگ دورویہ، دورویہ عصاروی، نیمدور شاہباز، فارسی روانی، کشمیری دلہ، مقام بہار، کشمیری بہار، مقام جربان نیمدور۔

مضمون موسیقی، زبان فارسی و کشمیری، بیاض نگار غیر مذکور، کاتب و ناقل غیر مذکور، تاہم دور جدید یعنی تقریباً چالیس سال قبل کی تحریر، خط نستعلیق معمولی، ناقص الاول، کاغذ مشینی، اوسط تعداد اشعار فی صفحہ ۶، تعداد صفحات ۱۵۰، تقطیع : ۱۵، ۸ x ۱۹، ۸ سنٹی میٹر ابتداء :

باب عبادت نہالِ عمل را بر نیکی بدہ بار پروردگار
اختتام :

بگذر تا بگویم چون ابر بہاران کہ نالہ تنک نیزد
کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

موسیقی

بلا مقدمہ و بلا عنوان علم موسیقی کی ضخیم کتاب ہے۔ اصول موسیقی کی تعریف کے بغیر انکی امثلہ فارسی اور کشمیری اشعار سے دی گئی ہے، لیکن فارسی اشعار کی مثالیں بد نسبت کشمیری اشعار کے زیادہ ہیں۔ غالباً علم موسیقی کی یہ کتاب اس علم کے منہی لوگوں کے لئے ہے جنہیں اصول موسیقی کا اس سے قبل ہی علم ہے۔ اور اس طرح اس کتاب کا نظریاتی موسیقی کی بجائے عملیاتی موسیقی سے تعلق ہے موسیقی کے وہ مقامات جن کی وضاحت اس کتاب میں ملتی ہے، ان کی فہرست کتاب کے شروع میں دیدی گئی ہے۔ ہر مقام کے ساتھ صفحات کی بھی تشریح ہے۔

مضمون موسیقی، زبان فارسی و کشمیری، مؤلف نامعلوم، تاریخ کتابت نامعلوم، البتہ اسی صدی (بیسویں صدی عیسوی) کی اخیر کی تالیف، خط نستعلیق شکستہ، اشعار مرتب لکھنؤ کے درمیان، کاغذ مشینی، صفحات ۲۵۶، تعداد اشعار فی صفحہ ۱۸، تعداد کل ابیات ۴۶۰۸۔

تقطیع: ۱۸ x ۲۶ سنٹی میٹر۔ عنوانات سرخی سے۔

ابتداء: مقام چار گاہ، عمل صحت بخش:

بجملہ اللہ کہ صحبت درد ایزد بفرما رازا بعزت برگزفت از خاک رہ افتادہ خوار رازا

کے بینوا ماند

کہ دارد یاد ہر گلشن چو من بلبل ہزاراں را

اختتام:

وقت سحر وقت مناجات ہے خیر دران وقت کہ برکات ہے

ہر کہ بدی کرد و بدی شد نیک عمل کن کہ دہی سات ہے



کاتب کا اختتامیہ : درایامیکہ عاصی حقیر شیوجی پیڈٹ بعدہ یئچری در سینٹ سکول
بارہولہ متعین بدم، اور اق ہذا در عرض بیست و چار ماہ سنہ یک ہزار نہ صد (اس کے
بعد کی عبارت مرمت کے کاغذ کے نیچے چھپ گئی ہے)

131

474

نورس

(ملا) ظہوری نور الدین محمد کا مجموعہ 'نشر ہے جو عربی الفاظ سے ملو ہے۔ ظہوری قصبہ تشریز
یا تربت خراسان سے تھا۔ تکمیل مراتب کے بعد ہندوستان گیا۔ اور ابراہیم عادل شاہ ثانی والی دکن
کی خدمت میں داخل ہو گیا۔ ظہوری ۱۲۶۵ھ (۱۶۱۶/۱۶۱۷ء) میں فوت ہو گیا۔ فیضی اس کا معارف
تھا۔ مخطوط نورس ابراہیم عادل شاہ کے نام سے معنون ہے۔ زیر بحث مخطوط اگرچہ اخیر سے کافی حد
تک ناممکن ہے، لیکن تمہید اور ابراہیم عادل شاہ کی شان میں کہے ہوئے فارسی اشعار سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ کتاب فن موسیقی میں ابراہیم عادل شاہ کے لئے لکھی گئی ہے۔ موجودہ مخطوط صرف
تمہید اور ابراہیم عادل شاہ کی منظوم و منثور مدح پر یک لخت ختم ہو گیا ہے۔

مضمون موسیقی، پیرایہ بیان انتہائی مقفی و مسجع نشر فارسی، مصنف ملا نور الدین
 ظہوری ترضیزی، زمانہ تصنیف سترھویں صدی عیسوی کا رُبع اوّل، ناقل و سال نقل نامعلوم
 لیکن ذکرہ عمدہ خط نستعلیق جلی، اعلیٰ خطاطی اور خوش نویسی کا نادر نمونہ، صفحہ اوّل
 سنہری نقاشی اور طلا کاری کا حامل، پہلے دو فولیو شرح خلیفہ عبد الرزاق سے فارسی خواہشی والے
 کاغذ کشمیری، فولیو ۲۲ (الف)، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع : ۱۶ x ۶، ۲۷ سنٹی میٹر۔

ابتداء : سرود سراپاں عشرت کہہ قال کہ بنورس مراستان حال کار کام و زبان ساختہ۔
 مخطوط کی آخری سطر : شہنشاہ ہنر آفرین خواندش بیان واقعہ۔

ابراہیم عادل شاہ کا نام فولیو ۶ (الف) پر درج ہے اور کتاب کا نام شروع کی دو سہری

اسطر میں۔

خطاطی
۷

نسخہ جات

چارٹ

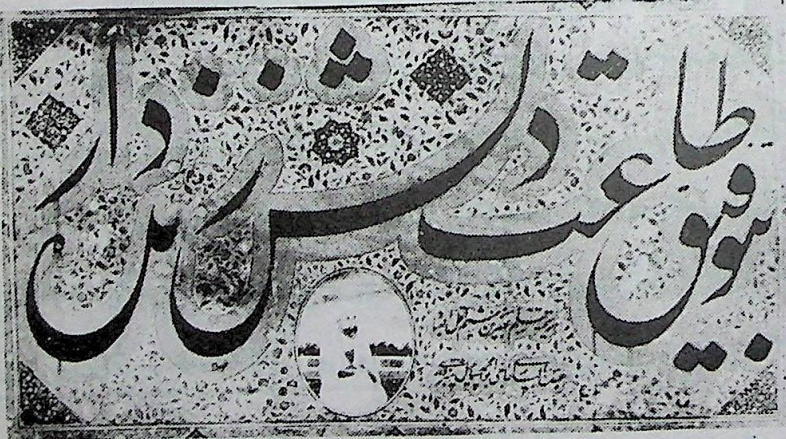
یہ چارٹ جو صرف ایک مصرع پر مشتمل ہے، خطاطی اور نقاشی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے

چارٹ کا مصرع ہے :

” الہی تو این شاہ درویش دوست ”

یہ مصرع سعدی شیرازی کے اس شعر کا پہلا مصرع ہے :

الہی تو این شاہ درویش دوست کہ آسایش خلق در ظلِ اوست



چارٹ کے چاروں کونے قالین کی نقاشی سے سجائے گئے ہیں اور حوض کلاب کے پھول اور پتیوں سے۔ خطاط الحاج ابو محمد اسماعیل سبز داری (غالباً کشمیری)۔ خط نستعلیق جلی و ثلث۔ مصرع خط نستعلیق میں اور کاتب کا نام خط ثلث میں ہے۔ ۵۱، ۵ × ۷۳، ۵ سنی میٹر
کاتب کا نام خط ثلث۔ مصرع کے نیچے وسط میں۔ سال کتبت تقریباً ۱۲۸۵ھ = ۱۸۶۸/۶۹

127

476

چارٹ مصور

کلاب کے پھول اور پتیوں اور تین عدد تصاویر پر مشتمل انتہائی خوبصورت خطاطی اور نقاشی کا نادر نمونہ ہے۔ یہ چارٹ سعدی شیرازی کے اس مصرع پر مشتمل ہے:

”بتوفیق طاعت دلش زندہ دار“

چارٹ کے چاروں گوشے پیپر ماشی کی نقاشی پر مشتمل ہیں۔ مصرع سنہرے رنگ کے پیل بوٹوں کے مابین لکھا گیا ہے۔ ابر آلود نیلگوں فضا کے پس منظر میں کاتب کی خود کشیدہ قلمی تصویر جو دستار اور سفید چادر میں ملبوس نشستگی کی حالت میں ہے۔ آنکھیں سامنے کی جانب کھلی ہوئیں اور منہ پر بھرپور شرعی داڑھی جس میں سفید بالوں کی آمیزش ہے۔ خط نستعلیق استادانہ خطاطی و نقاشی و مصوری کا نادر اور ناقابلِ میان نمونہ۔ کاتب و خطاط ابو محمد اسماعیل

سبز داری (غالباً کشمیری)، تاریخ ۱۲۸۵ھ = ۱۸۶۹/۷۰

کاتب کا اختتامیہ:

”ریختہ قلم عنبرین شمیم اقل العباد عبیدہ الباری حاجی ابو محمد اسماعیل

سبز داری۔“ تقطیع ۵۱، ۵ × ۷۳ سنی میٹر۔

مجموعہ خطاطی

مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کے ذریعہ لکھے گئے خوش خطی کے نمونے اور وصلیان

ہیں۔ وہ خوش نویس جو خاص طور پر ان وصلیوں یا خطاطی کی مشقوں کے محرر و کاتب ہیں، حسب ذیل ہیں:

۱۔ محمد مراد بیگ، مشق ۲ سے مشق ۷ تک، زمانہ کتابت ۱۱۱۷ھ (۱۷۰۵ء) سے قبل کا۔

۲۔ انور شاہ فانی مشق ۲۷، خط نستعلیق جلی و خفی، تاریخ کتابت غیر مذکور۔

۳۔ تعلیم از محمد فاضل مشق نمبر ۵۵، خط ثالث، تاریخ کتابت غیر مذکور۔

۴۔ خط محمد مراد بیگ مشق ۶۳، خط ثالث۔

۵۔ تعلیم از خواجہ ہدایت اللہ مشق ۷۰ و ۷۱، خط نستعلیق۔

۶۔ نسخ تعلیق علی طریق داہنغ الاصل خواجہ میر علی تبریزی، مشق ۷۵۔

۷۔ مشق فارض ہراتی فی بلدہ کاشغر ۱۲۶۹ھ ہجری (۱۸۵۲ء)، مشق نمبر ۸۹۔

۸۔ خط عماد الحسنی تحریراً بلدہ طیبہ قرطین، نمونہ ۹۷۔ خط نستعلیق۔

۹۔ مشق نور اللہ ۱۱۷۱ھ، مشق نمبر ۹۹، خط نستعلیق جلی۔

۱۰۔ مشق نمبر ۱۰۰ از حمید اللہ، خط نستعلیق خفی۔

۱۱۔ نمونہ خط عبدالشکور گوہرین قلم، خط نستعلیق، تاریخ کتابت فی شہور

۱۰۵۰ھ = ۱۶۴۰ء، مشق نمبر ۱۰۶۔

۱۲۔ نمونہ خط عابد شاہ ۱۱۸۶ھ ہجری (۱۷۷۲ء) مشق ۱۳، خط نستعلیق جلی۔

ورق ۶، اور ورق ۱۲ پر کسی شخص محمد اعظم تاریخ ۱۱۱۷ھ (۱۷۰۵ء) کی خط نستعلیق

میں مربع چھوٹے سائز کی چھ، تقطیع مختلف، کل اوراق ۱۰۳۔

مفردات نسخ تعلیق

خط نستعلیق کے موجد خواجہ میر علی تبریزی (ساتویں صدی ہجری = تیرھویں صدی عیسوی) کے طرز پر مفرداتِ حروفِ مہجاء کی پندرہ وصلیوں (مشقوں) کے نمونے ہیں۔ ہر ایک وصلی کی تحریر میں علاوہ خوش خطی کے نقاشی اور تذهیب کاری (سونے کا کام) سے کام لیا گیا ہے حواشی پر بیل بوٹے بھی ہیں۔ پہلی وصلی سے قبل دو اوراق ہیں جن میں پہلے درق پر مجموعہ کا نام اور دوسرے پر خط نسخ تعلیق کے موجد خواجہ میر علی تبریزی کا نام درج ہے۔ یہ دونوں اوراق بھی علاوہ نادر خوش خطی کے نقاشی اور تذهیب کاری کے عمدہ نمونے ہیں۔

کاتب محمد عثمان قادری، سنہ کتابت ۱۲۸۶ھ (۱۸۶۹ء) کاغذ کشمیری دبیر، تہذیب

صفحت ۱۱، خط نستعلیق بطرز میر علی تبریزی،

تقطیع ۱۴ x ۲۵ سنٹی میٹر۔ خطوط خوش خطی کے مبتدیوں کے لئے تحریر کیا گیا ہے۔

مفردات نسخ تعلیق علی طریق واضع الاصل

وصلیان ابجد

عربی زبان میں خوش نویسی کے مبتدیوں کے لئے حروف ابجد پر مبنی خوش خطی کی وصلیات

(خوش نویسی کی مشق کے حروف) ہیں۔ اول و آخر میں بالترتیب فارسی کی رباعی اور خوش نویسی کے متعلق منظوم ہدایات ہیں۔ پہلی وصلی حروف مفردہ اور بلحاظ نقاط ان کے جوڑ توڑ کے بیان میں ہے۔ یہ دو صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسری وصلی حروف مفردہ کی مختلف صورتوں کے متعلق ہے، اور محمد ضیاء الدین کی تحریر کردہ ہے (۲ صفحات) تیسری وصلی ع اور ف کی مشق پر مشتمل ہے (۲ صفحات) چوتھی ک کی مشق پر (ایک صفحہ) پانچویں م اور ہ پر (دو صفحات) اچھٹی حروف ابجد اور قرآن کریم کی آیت فتنہ ہا کہ اللہ احسن الخالقین پر (ایک صفحہ) اور سب سے آخری حرف تراش اور حرف نویسی کی مشق (ایک صفحہ) کے متعلق ہے۔

مضمون وصلیان ابجد (موش نویسی کی مشق) کاتب محمد صادق و محمد ضیاء الدین زمانہ کتابت نامعلوم، لیکن چودھویں صدی ہجری (بیسویں صدی) کا آغاز، تعداد وصلیان سات کاغذ کشمیری، تحریر شدہ صفحات ۱۲، تقطیع ۱۴ x ۲۴ سنٹی میٹر۔

آغاز: ہوا کس یم:

برخاک فتہ ہر آنکہ با او سازد
مہجور شود چو بروصالش نازد

ہم صحبت خویش را کمان ابرویم
در بر کشد چو تیر دور اندازد

یہ رباعی خط نستعلیق ہے اور خوش نویسی کا نادر نمونہ ہے۔ محمد صادق کی

تحریر کردہ ہے۔

مجموعه کتب خطی

کتابخانه عمومی و تخصصی

کتابخانه عمومی و تخصصی
کتابخانه عمومی و تخصصی
کتابخانه عمومی و تخصصی
کتابخانه عمومی و تخصصی
کتابخانه عمومی و تخصصی
کتابخانه عمومی و تخصصی
کتابخانه عمومی و تخصصی
کتابخانه عمومی و تخصصی
کتابخانه عمومی و تخصصی
کتابخانه عمومی و تخصصی

کتابخانه عمومی و تخصصی

کتابخانه عمومی و تخصصی
کتابخانه عمومی و تخصصی
کتابخانه عمومی و تخصصی

کتابخانه عمومی و تخصصی

کتابخانه عمومی و تخصصی

کتابخانه عمومی و تخصصی

کتابخانه عمومی و تخصصی

کتابخانه عمومی و تخصصی

رسائل و مجموعے

مجموعہ کتب

مندرجہ ذیل کتب و رسائل کا مجموعہ ہے :

- ۱۔ التوشیح شرح البخاری ۱۱۴ اوراق مصنفہ جلال الدین عبدالرحمن بن شیخ ابوبکر السیوطی نقل جمعرات ۲۲ صفر ۱۲۴۹ھ (۱۱ جولائی ۱۸۳۳ء) کاتب غیر مذکور، خط نسخ، کاغذ کشمیری، التوشیح بخاری شریف کے اسماء الرجال کی تشریح و توضیح میں ہے۔ زبان عربی، نشر، موضوع علم قدس۔
- ۲۔ منہاج العلوی فی معراج النبوی (فولیو ۱۱۶ سے فولیو ۴۴ تک) از علی بن سلطان محمد المعروف بملا علی قاری ہرودی متوفی درمکہ معظمہ ۱۰۱۲ھ ہجری (۱۶۰۵ء) ناقل غیر مذکور، موضوع دینیات، زبان عربی، نشر۔

- ۳۔ رسالہ تسریح ۱ از متذکرہ صدرملا علی قاری (۱۱۴-۱۲۷) دارطبع کی کنگھی اور اُس کی فضیلت کے بیان میں بزبان عربی ہے۔ کاتب بابا محمد بیج باری بن الحسن بن عروۃ اللہ بن زاہد بن حاجی فتح الدین ازمریدان شیخ نصرالدین غازی، تاریخ کتابت ۱۲۶۰ھ (۱۸۴۴ء) موضوع مذہبیات۔

- ۴۔ تکفیر الکبائر بسبب حج المبرور از متذکرہ صدرملا علی قاری (۱۲۸-۱۵۰)۔ موضوع مذہبیات، زبان عربی، نشر، تاریخ کتابت جمیع الاول ۱۲۲۹ھ (اپریل- مئی ۱۸۱۴ء) کاتب غیر مذکور۔
- ۵۔ تفسیر آیت شریفہ والصفات صفاً از ملا علی قاری (۱۵۱-۱۵۲) تاریخ کتابت جمیع الاول ۱۲۲۹ھ (اپریل- مئی ۱۸۱۴ء)، زبان عربی، نشر۔

- ۶۔ انتباه الازکیاء لحیوة الانبیاء از علامہ جلال الدین السیوطی (۸۴۹ھ-۹۱۰ھ) (۱۵۰۴-۱۵۲۵ء) فولیو ۱۵۲ سے فولیو ۱۵۶ تک۔ زبان عربی، مضمون دینیات، تاریخ کتابت

۹۔ جمید الثانی ۱۲۲۹ھ (مئی ۱۸۱۴ء) اسی کے ساتھ طحّٰن رسالہ "انقطاع عمل بعد الموت" ہے۔
مصنّف تاج الدین بسکی۔

۷۔ رسالہ فی النبیۃ از مملّا علی قاری (۱۵۶ سے ۱۶۰ تک) 'کاتب علی'، تاریخ کتب
۲۔ شعبان ۱۲۲۹ھ (۷ اگست روز اتوار ۱۸۱۴ء) 'موضوع دینیات' زبان عربی نمثر۔

۸۔ المناہتہ فی خوف الخاتمہ از مملّا علی قاری ہروی (۱۶۰-۱۶۳)، کاتب علی، تاریخ کتب
۵۔ جمید الثانی ۱۲۲۹ھ (۲۵ مئی روز بدھ ۱۸۱۴ء) 'مذہبیات' زبان عربی نمثر۔

۹۔ شرح قصیدہ "بداء الامالی" در اعتقاد و کلام، عربی نظم و نمثر (۱۶۴-۱۹۷) کاتب
بابا محمد، تاریخ کتب غیر مذکور، 'مذہبیات' زبان عربی (نیز برائے تفصیل ملاحظہ ہو نمبر شمارہ
۴۵۴) 'خط نسخ و نستعلیق'، کاغذ کشمیری، تقطیع ۱۰.۵ x ۱۸.۵ سنٹی میٹر۔

481

478

مجموعہ کتب

حسب ذیل دو مخطوطات کا مجموعہ ہے۔

۱۔ لذت النساء عرف باہ نامہ (فولیو ۲۳)۔ رسالہ لذت النساء جو نمثر فارسی
میں ہے۔ عورتوں کی اقسام اور ان سے صحبت کے متعلق ہے۔ یہ رسالہ بالمحافظ مضافین حسب ذیل
ابواب پر مشتمل ہے:

باب اول در معرفت ہمہ زنان و شناختن ایشان، باب دوم در معرفت خاصیت
زنان، باب سیوم در معرفت نطفہ شناختن ازال، باب چہارم در معرفت ہیئت مجامعت، باب
پنجم در معرفت کیفیت رحم و شناختن اوقات، باب ششم در معرفت اغذیہ، باب ہفتم در معرفت
ہیجان شہوت و شناختن ادویہ، باب ہشتم در معرفت احکام متفرقہ، باب نہم در معرفت معجزات

و شناختن عقائر آن، باب دہم در معرفت شہوت و شناختن فواید۔

مضمون طب، زبان فارسی، نشر، مصنف مولانا ضیاء الدین نجشبئی بدایونی متوفی ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۹ء) کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت روز چہار شنبہ سال نامعلوم، خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، سطور فی صفحہ ۱۹، تقطیع ۵، ۸۹، ۱۰، اسٹیٹ میٹر۔

۲۔ فتح نامہ منظوم، زبان فارسی (مشنوی)۔ فتح نامہ منظوم جنگ نامہ محمد حنیف اور حروب امام حسین پر مشتمل ہے۔ یہ حروب ۵۵ ہیں جو امام حسینؑ کو یزید کے ساتھ پیش آئیں مصنف نامعلوم، کاتب بابا عبد المعالی ولد بابا نظام الدین، تاریخ کتابت ۱۲۴۵ھ ربیع الثانی ۱۲۵۵ھ (۲۵ مئی ۱۸۴۲ء) روز دوشنبہ (اتوار)۔ خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، اوراق ۵۴، ابیات فی صفحہ ۱۲، تقطیع متدکرہ صدر۔

ابتداء: محرر این تحریر و مصوّر این تصویر یعنی ضیاء نجشبئی اصلح اللہ شأنہ عمائد۔ اختتام مجموعہ: انبہ پیش یکساں فرزند او ز عالم برافقاد پیوند او کاتب کا اختتامیہ: این نسخہ فتاح نامہ نوشت بابا عبد المعالی ولد بابا نظام الدین برائے خود در ۵ ربیع الثانی ۱۲۵۵ھ ہجری تم تم تم تمام شد کارمن نظام شد۔

مجموعہ کتب

یہ مجموعہ حسب ذیل مخطوطات پر مشتمل ہے:

۱۔ مفید المصلین (۸ فولیو) مترجمہ شبیر احمد بزبان فارسی، سال ترجمہ ۱۳۰۹ھ ہجری

(۱۸۹۲/۱۸۹۱ء) یہ رسالہ ایک مقدمہ اور چار ابواب پر مشتمل ہے جو یہ ہیں:

باب اول در صفت نماز مسنونہ بتابع اولیاء الکرام۔

باب سیوم در بیان ترجمہ نماز۔

باب چہارم در بیان ترجمہ نماز جنازہ۔

خاتمہ در بیان فرائض۔

موضوع فقہ، دینیات، زبان فارسی نشر، تاریخ کتابت ۱۳۰۹ھ (۱۸۹۲ / ۱۸۹۱ء)

۲۔ قصیدہ ورد المریدین فارسی از بابا داؤد خاکی متوفی ۹۹۴ھ ہجری (۱۵۸۶ء) در فضائل

و کمالات سلطان العارفين محمد و م شیخ حمزہ کشمیری علیہ الرحمۃ متوفی ۲۴ صفر المظفر ۹۸۴ھ

(منگل ۲۳ مئی ۱۵۴۶ء)، فولیوز ۲۶، تاریخ نظم ۹۶۱ھ (۱۵۵۴ء)، فیض ناک اور مفر ما

دونوں تراکیب مادہ تاریخ ہیں۔ محررہ غلام محمد احمد بن عبد الرحمن ابن عبد الغفور ساکن قصبہ سوپو
بتاریخ سلطنت شہر ذی الحجہ ۱۲۰۸ ہجری۔

۳۔ زاد المسافرین فارسی منظوم در تصوف (۴۷ فولیوز)، مُصنّف امیر سادات سادات

حسینی بخاری، سال تصنیف ۱۱۷۷ھ (۱۷۶۱ء) کاتب غلام احمد سوپوری، تاریخ کتابت سلخ

شہر رمضان ۱۳۰۹ھ (۲۸ اپریل ۱۸۹۲ء)

۴۔ مناقب غوثیہ فارسی نشر از محمد صادق شہابی سعدی قادری (۷۷ فولیوز) یہ کتاب

شیخ سید عبد القادر گیلانی علیہ الرحمۃ کی ۸۹ مناقبتوں پر مشتمل ہے۔ اخیر پر خاتمہ ہے جو کیفیت ادا
صلوۃ الامر میں ہے، کاتب و تانتخ کتابت غیر مذکور، لیکن متذکرہ صدر تواریخ کے وقت کی۔

علاوہ ان کے مجموعہ مذکور حسب ذیل مطبوعہ کتب پر جو بوجہ قدامت طبع مخطوطات کی

حیثیت رکھتی ہیں مشتمل ہے :

۱۔ مثنوی شاہ بوعلی قلندر فارسی در تصوف مطبوعہ مطبعہ محمدی واقع لاہور ۱۲۹۸ھ ہجری

(۸۱ ۶۱) (۱۶ صفحات)

۲۔ می باید شنید (نشر فارسی) از محمد علی رفعت بن عتیق اللہ خان حسینی۔ یہ کتاب بھی

تصوُّف میں ہے اور مطبع نوکشتور واقع شہر کانپور میں اکتوبر ۱۹۴۲ء کو چھپی ہے۔

۳۔ کشف الالباس فی استحباب اللباس مصنف شیخ عبدالحق دہلوی۔ غالباً مطبع نوکشتور

کانپور کی مطبوعہ ہے۔ انیسویں صدی کے اخیر نظام الدین فورانی (پھر ۱) کشمیری کی شریعت کی مذمت میں ایک طویل مثنوی ہے۔

۴۔ دقائق الاخبار فی مناقب الاخیار مطبع محمدی واقع لاہور اور (۵) درُ المجلد مطبوعہ مطبع قادری ۱۲۹۹ھ لاہور ہے۔

521

483

مجموعہ کتب

مندرجہ ذیل تین کتابوں پر مشتمل ہے :

۱۔ وسائل الحسنات فی الصلوٰۃ علی سید السادات۔ اس کا دوسرا نام (فولیوم)

تنقیح الکلام من تنبیہ الانام بھی ہے۔ وسائل الحسنات فی الصلوٰۃ علی سید السادات چھ پر

درود ماثورہ پر مشتمل سات احزاب (جمع حزب، حصہ) پر مشتمل ہے۔ ان میں حزب اول سینچر، حزب دوم

نوار، حزب سوم پیر، حزب چہارم منگل، حزب پنجم بدھ، حزب ششم جمعرات اور حزب ہفتم

جمعہ کو پڑھنے اور ورد کی تلقین ہے۔ مقدمہ کے بعد پہلا باب نبیؐ پر فضیلت صلوٰۃ اور اس کی

برکت میں ہے۔ کتاب میں کل اُنیس باب اور ایک خاتمہ ہے۔ تعداد اوراق ۲۶۶،

مؤلف عبد الجلیل بن محمد بن احمد بن عظیم الرادی القیروانی، تاریخ تالیف ۸۶ھ

(۱۰۴۲ء) مضمون اوراد و اذکار، زبان عربی، کاتب غیر مذکور، غالباً عزیز الدین خانیاری، زمانہ

کتابت چودھویں صدی ہجری کا ربع اول (انیسویں صدی عیسوی کا ربع آخر، خط نسخ

نہایت عمدہ، سطور فی صفحہ ۱۱، کاغذ کشمیری۔

۲۔ الکوکب الدّرّیہ فی مدح خیر البریہ المعروف بقصیدۃ بردہ

(دوق ۲۶۷ سے ۲۸۵ تک) ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بن محسن مصری (۶۰۸ھ

- ۶۹۴ھ = ۱۲۱۱ - ۱۲۹۵ء) مدفون بـ اسکندریہ (مصر) ناقص الاول، کاتب عبد اللہ

صاحب ولد شاہ ولایت اللہ صاحب، تاریخ کتابت ۵ ماہ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ (۲ اکتوبر روز

یک شنبہ ۱۸۵۹ء) خط اور کاغذ متذکرہ صدر فی صفحہ ۹ مصرعے۔

۳۔ تفسیر اور افتتاحیہ فارسی (۲۸۶ - ۳۰۶)، مفسرنا معلوم، ناقل عزیز الدین تاریخ

کتابت ۱۵ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ (منگل ۱۵ مئی ۱۹۰۰ء)، خط نستعلیق و نسخ نہایت عمدہ

اور استادانہ، سطور فی صفحہ ۱۳، خوش خطی کی دوہری لکیروں کے مابین تحریر، تقطیع سبکی:

۱۰ × ۲۱، ۹ سنٹی میٹر۔

شروع: الحمد للہ ربّ هذه الدعوة۔

اخیر: تمام شد اسمائے چہار دہ معصوم پاک بروایت محسن الکریم رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین۔

نوٹ: اخیر کے ۳ صفحات نام چہار دہ معصوم پاک پر مشتمل ہیں۔

484

477

مجموعہ کتب

حسب ذیل کتابوں کا مجموعہ ہے :

۱۔ تفسیر سورہ۔ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل سورتوں کی عربی تفسیر ہے :

سورہ فمک (ناقص الاول)، سورہ ن، سورہ الحاقہ، سورہ المعارج، اور سورہ

نوح (ابتداء کی تین آیات کی تفسیر) خط نسخ، کاغذ غیر کشمیری، تعداد اوراق ۲۳، (صفحات ۴۶) سطور فی صفحہ ۱۲، کاتب و تاریخ کتابت بوجہ ناقص الآخر ہونے کے نامعلوم، تاہم وہی کاتب جو مندرجہ ذیل کتب فرایض کا ہے :

۲۔ تصحیح حاشیہ محقق سید الشریف عربی، مضمون علم کلام و عقاید محشی نامعلوم، تاریخ کتابت ۹۳۸ھ (۱۵۳۲ / ۱۵۳۱) مقام کتابت بلدہ ہرات (افغانستان) محشی غالباً خود کاتب، خط نسخ، کاغذ غیر کشمیری، اوراق ۶ (صفحات ۱۲)۔

۳۔ جدول متعلق بہ علم فرایض (وراثت) ۵ صفحات، خط نسخ، کاتب غیر مذکور، ۴۔ الرسالة فی الفرائض۔ علم توریث میں کسی نامعلوم مصنف کا بزبان عربی رسالہ ہے۔ تعداد صفحات ۱۳، کاتب محمد قاسم ابن محمود، اخیر پر کاتب کی بخط ثلث کول مہر ہے، تاریخ کتابت ۱۹ ماہ ربیع الاول ۹۳۲ھ (۳ جنوری، روز چہار شنبہ، ۱۵۲۶ء) تعداد سطور فی صفحہ ۱۵۔ السراجی، علم فرایض میں اس مجموعہ کی یہی سب سے زیادہ اہم اور قابل ذکر کتاب

ہے، مصنف ابوطاہر سراج الدین محمد بن عبدالرشید حنفی سجاوندی، سال وفات نامعلوم، کاتب محمد قاسم ابن محمود، مقام کتابت قریہ بردویہ جام، تاریخ کتابت ۶ ماہ جمادی الاول ۹۳۶ھ (جمعرات ۶ جنوری ۱۵۳۰ء) خط نسخ، کاغذ غیر کشمیری، فولیو ۲۲، سطور مندرجہ صددہ۔ السراجی فی الفرائض ہندستان و کشمیر میں گذشتہ زمانے سے لیکر اس وقت تک علم وراثت میں داخل نصاب رہی ہے۔ یہ کتاب متعدد بار لندن، کلکتہ، مصر اور قاہرہ میں چھپ چکی ہے۔ اس کی بہت سی شروح لکھی گئی ہیں لیکن مشہور ترین شرح شریفیہ ہے جو سید شریف جرجانی متوفی ۸۱۸ھ (۱۴۱۵ء) نے لکھی ہے۔ اس مخطوط پر کاتب کا اقتسامیہ یوں ہے :

تمت کتابہ ہذہ النسخۃ الشریفۃ الموسومة بالفرائض

السر اجمی بعون الملک القدیم العلیم علی ید الضعیف المحتاج الی رحمة الله
الودود محمد قاسم ابن محمود غفر الله له ولوالدیه ولمن نظر فیہ آمین بتاریخ
سادس شهر جمید الاول سنة ست و ثلاثین وتسع مایة بقریة برویه
جام۔

485

464

مجموعہ کتب

یہ مجموعہ حسب ذیل دو مخطوطوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ قصیدہ بانٹ سعاد مترجم فارسی، فولیوز ۹۔ مترجم مصلح الشعراء اخوند میر سیف الدین
متخلص بر سیف تارہ بلی کشمیری، زبان عربی و فارسی (قصیدہ کی زبان عربی اور ترجمہ کی فارسی) اصل
کا مصنف کعب بن زہیر متوفی ۲۴ھ (۶۴۵/۶۴۴ء) تعداد ابیات ۷۷، کاتب متذکرہ صدر
میر سیف الدین تارہ بلی، تاریخ کتابت ۱۲۶۸ھ (۱۸۵۱ء) خط نستعلیق و نسخ، کاغذ دیسی
(کشمیری) اوسط ابیات فی صفحہ سارہ تین اشعار (سات مصرعے)۔ قصیدہ بانٹ سعاد انحضرت
کی تعریف میں ہے اور اس کی بدولت اُس نے جان بچائی تھی۔

۲۔ شرح معما منظوم ۹ صفحات، شارح متذکرہ صدر اخوند میر سیف الدین متخلص بر
سیف تارہ بلی کشمیری، تاریخ شرح ماہ ربیع الاول ۱۲۶۸ھ (دسمبر ۱۸۵۱ء) اور جنوری ۱۸۵۲ء
کی۔ زبان فارسی۔ بقول شارح اس شرح کی کیفیت یوں ہے کہ مجمع الاخبار زمبئی میں معما کے
نوابیات شایع ہوئے تھے۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ میر سیف الدین نے ان کا متن نشر میں لکھ
لیا۔ بعد ازاں اپنے ایک دوست مولوی میاں محمد شاہ رئیس لودیانہ کے اصرار سے اسے فارسی نظم
کا جامہ پہنایا۔ تیسرے روز یہ اشعار جن کی تعداد ۹۹ ہے۔ اخبار لودیانہ میں شایع ہوئے۔ یہ تعداد

معبر کے نواشعار سے الگ ہے۔ مضمون
دونوں کا شعر و ادب۔

کاتب خود مصنف یعنی میر

سیف الدین تارہ بلی، خط نستعلیق

کاغذ دیسی (کشمیری) تقطیع بحیثیت

مجموعی ۱۳ x ۲۲ سنی میٹر۔

آغاز :

بانت سعاد قلبی لیوم متبول

متیم اثرها لم یفد مکبول

اختتام :

سیف دروی جو برق خندہ زنان

لاح وفارغ از قتال بود

کاتب کا اختتامیہ : اللهم اغض لکاتبہ و لوالدیہ۔

ٹائٹل کے صفحہ پر محمود کامی کی کشمیری نعت شریف ہے۔ دونوں مخطوطے نادر

و نایاب ہیں۔

394

426

مجموعہ کتب

بزبان کشمیری حسب ذیل کتب کا مجموعہ ہے :

۱۔ ٹکریز از مقبول شاہ کراہ واری، سال تصنیف ۱۲۶۶ھ ہجری (۱۸۵۰/۱۸۳۹ء)

کاتب اسد اللہ سکن ٹنکہ و فی، تاریخ کتابت ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۲ء / ۱۸۵۳ء) اور اق ۹۰ کاغذ کشمیری، خط نستعلیق معمولی، اوسط تعداد ابیات فی صفحہ ۱۲۔

۲۔ روستا نامہ المعروف بہ گریس نامہ از مقبول شاہ کرا لہ واری از ورق ۹۱ تا ورق ۱۰۹ کاتب غیر مذکور، تاریخ تصنیف ماہ صفر ۱۲۶۹ھ (نومبر ۱۸۵۲ء) فقرہ "سر برد بزر تاریخ تصنیف ہے۔ کتب کا نام گریس نامہ کے اخیر پر اس شعر میں مندرج ہے:

دیویمے زی پھر اون گر پسو نامہ کو رُم بس گزیدہ طویل کلامہ

۳۔ بیلی مجنون از محمود گامی ورق ۱۱۱ سے ورق ۱۲۴ تک کاتب بابا عبد اللہ، تاریخ کتابت ۱۲ محرم الحرام ۱۲۶۹ھ (مئی ۲۶ اکتوبر ۱۸۵۲ء)۔ بقول کاتب چاشت (نوبت کے صبح کے وقت سے) سے عمر کے وقت تک لکھی گئی۔ نسخہ مصنف کی زندگی میں نقل ہوا اسلئے نہایت اہم ہے۔

۴۔ دائق و عذرا از سیف الدین تارہ بلی (۱۲۴۱ - ۱۲۴۲) کاتب عبد الحق، تاریخ کتابت غیر مذکور، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۲، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری۔

۵۔ یوسف زلیخا از محمود گامی (۱۲۵۱ - ۱۲۶۹) کاتب غیر مذکور، تاریخ کتابت ۱۵ جمادی الاول (۱۲ محرم الحرام) ۱۲۶۹ھ (پیر ۱۳ فروری ۱۸۵۲ء)۔ کتب کا نام، کتب کے اخیر پر اس شعر میں مذکور ہے:

کو رنہ محمودن زلیخا مختصر و اولدن عاشقن رکن خوش خبر

۶۔ زین العرب از ناظم (۱۲۹۹ - ۱۳۰۰)۔ کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور۔

۷۔ کلام میر سیف الدین تارہ بلی (۱۲۳۰ - ۱۲۳۵)

۸۔ قصہ ہارون رشید از محمود گامی، مقبول شاہ و ناظم (۱۲۳۶ - ۱۲۴۴) کاتب و تاریخ

کتابت غیر مذکور۔

۹۔ چائے نامہ و تعریف دی (۲۴۴ - ۲۴۸) 'تاریخ کتابت یازدہم (۱۱) جمیعہ الثانی

(محمدی الثانی) ۱۲۵۰ھ ہجری (پیر ۱۱ مارچ ۱۸۵۴ء) کتاب غیر مذکور۔

۱۰۔ قصہ یک جوان مزدور (۲۴۸ - ۲۵۴)، شاعر و کاتب نامعلوم۔

۱۱۔ نسخہ شیخ صنعان من کلام محمود گامی (۲۵۴ - ۲۶۵)

کشمیری زبان کی سب سے مشہور مشنوی کلر بیز کا یہ نسخہ مصنف کی زندگی میں ہی نقل ہوا اور

اس لئے بہت اہم ہے۔

394

487

مجموعہ کتب

حسب ذیل کتب و رسائل کا مجموعہ ہے :

۱۔ حسن و عشق از نعمت خاں عالی متوفی ۱۱۳۴ھ (۱۷۲۳/۱۷۲۱ء) 'فولیو ۱۳، سطور

فی صفحہ ۱۵، سال تحریر ۱۲۶۵ھ (۱۸۴۹/۱۸۴۸ء)

۲۔ دستور نامہ کسروی مترجمہ محمد المقلب بہ جلال الدین طباطبائی۔ دستور نامہ کسروی

"توقعات کسرویہ" کے نام سے عربی زبان میں تھی۔ محمد جلال الدین طباطبائی نے شاہزادہ مراد بخش

فرزند شاہ جہاں کے ایماء سے ۹۲۰ھ (۱۶۵۲ء) میں اسے فارسی کا جامہ پہنایا ہے۔ اغلب ہے کہ

محمد جلال الدین طباطبائی کشمیر میں رہ چکا تھا، کیونکہ وہ یعقوب شاہ چک کے وزیر محمد بیٹ کا ذکر

بڑے احترام اور تفصیل سے کرتا ہے۔ کتاب کا نام "دستور نامہ کسروی" تاریخی ہے اور ۱۰۶۲ کے

اعداد دیتا ہے جو اس کا ہجری سال ترجمہ ہے۔ ناقص الآخر، فولیو ۲۷، سطور فی صفحہ ۱۳، لوح منقش

خط نستعلیق۔

۳۔ بیاض اشعار۔ مختلف شعرائے فارسی کے منتخب کلام پر حاوی ہے، موضوعات

بھی مختلف اور رنگارنگ ہیں۔ فولیو ۱۴۱۔ چند اہم اور قابل ذکر موضوعات یہ ہیں :

چاہ وصال لیلیٰ و مجنون من کلام سید سند (ف ۳-۹) 'واسوخت من کلام محمد رضا'

(۹-۱۱) قضاؤ قدر سعیدائے اشرف (۱۱-۲۵) قضاؤ قدر محمد قلی سلیم (۲۵-۳۳) 'قضاؤ قدر'

شاہ رضا مشتاق کشمیری (۳۳-۴۰) 'بباغ رفتن شیرین من کلام سنجر (۴۰-۴۲) بباغ رفتن'

شیرین من کلام عرفی (۴۲-۴۹) قصیدہ شیبیہ من کلام ابوطالب کلیم ہمدانی (۴۹-۵۲)

قصیدہ شیبیہ من کلام محمد توفیق کشمیری (۵۲-۵۸) 'ترجیع بند از نامعلوم (۵۸-۶۸)'

گل کشتی از میر خجالت (۶۸-۷۸) نامہ سعیدائے اشرف کہ از ہند بایران برائے پسر نوشته

(۷۸-۸۳) 'سراپائے ہری عرب ملقب بآئینہ بدن نما (۸۳-۸۷) 'سراپائے محمد توفیق

کشمیری (۸۷-۹۰) 'متفرقات از فولیو ۹۰ تا فولیو ۱۴۱ امیر کتاب۔

تقطیع : ۱۱ x ۴ x ۲۰ سنٹی میٹر۔

آغاز : حدیث عشق شد زیب بیامم چو شمع افتاد آتش در زبانم

قلم از جوش این می شد سیت زمن عشقی بہر ب عاشقی ہست

اختتام :

باز اندو تو تا روز قیامت بردہ سرا نکشت تخسیر بہن ہچین کرد

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

۱۔ غوثیہ ۲۔ دیوان رضا۔ جہاں تک غوثیہ کا تعلق ہے۔ یہ اُس خمسہ منظوم کا تیسرا دفتر ہے جسے ملا بہاؤ الدین متوساکن محلہ پٹوان مسجد سرینگر نے شیخ سید عبد القادر گیلانی اور اُن کے معتقدین کے احوال و کوائف میں منظوم کیا ہے۔ اس سے قبل مصنف ربیشی نامہ اور سلسلہ سلسلہ اکبریا تھا۔ اور اس کے بعد نقشبندہ یہ اور چشتیہ منظوم کئے تھے۔ علاوہ حضرات قادریہ کے غوثیہ سلسلہ اکبریا کی بعض اہم شخصیتوں کے احوال و کوائف پر بھی مشتمل ہے جن کا تعلق کشمیر اور غیر کشمیر سے ہے۔ اور اس طرح یہ منظوم علاوہ صوفیائے کرام کے احوال کے کشمیر کی تاریخ سے بھی گہرا تعلق رکھتا ہے۔

مضمون تذکرہ عرفا منظوم بطرز مشنوی، زبان فارسی، ناظم ملا بہاؤ الدین متوساکنی

۱۲۴۸ھ ہجری (۱۸۳۳/۱۸۳۲ء بعہد سکھاں) کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، اندازاً سوا سو برس پرانا نسخہ، خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۲۶، ڈبل تحریر یعنی حاشیہ پر بھی، تعداد اشعار فی صفحہ ۲۵۔

۲۔ دیوان رضا۔ غزلیات و مناقب شاہ جیلان کا مجموعہ ہے۔ غزلیات میں اکثر و بیشتر خواجہ حافظ شیرازی کا تتبع کیا ہے اور اُن کی غزلیات کو سامنے رکھ کر غزلیات لکھی ہیں اور اس لئے جدت و نازکی سے محروم ہے۔ البتہ مناقب شاہ جیلان جدید نوعیت کے ساتھ شاعر کے گہرے اعتقاد کی عکاسی کرتے ہیں۔

مضمون شعر و سخن (دیوان)، زبان فارسی، شاعر محمد رضا کشمیری، زمانہ بارہویں صدی ہجری کا اختتام (اٹھارویں صدی عیسوی)، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، دونوں کاتب ایک ہی ہے۔ خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۲۸ سے ۱۵۳ تک، سطور فی صفحہ ۱۱۔

تقطیع دونوں مخطوطوں کی ۱۳، ۹، ۲، ۱۷ سنٹی میٹر۔

آغاز: اسی بہا دفتر دگر سرکن روسوی طبل ہائے اذفرکن

جلد ثالث بہ آب زر بنویس زرچہ باشد بمشک تر بنویس

اختتام : قادری ہستم و غوث الثقلین پیر منست

سگ آں شاہم و این سلسلہ زنجیر منست

غوثیہ کے متعدد نسخے محکمہ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر سرینگر کی محفوظات

کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔

247

489

مجموعہ مشروح منظوم

حسب ذیل دو منظوم شروحوں کا مجموعہ ہے :

۱۔ شرح قصیدہ بانٹ سعاد۔ اس کا دوسرا نام نظم دلجوی، نظم لطیف اور نظم نکو بھی ہے۔ قصیدہ بانٹ سعاد کعب ابن زہمیر کی تالیف ہے۔ یہ قصیدہ اُس نے آنحضرتؐ کی تعریف میں منظوم کیا تھا، اور اس کی بدولت زندگی کی امان پالی تھی۔ قصیدہ مذکور ۵۸ ابیات پر مشتمل ہے۔ ترتیب مضامین یوں ہے :

۱۔ تمہید در حمد خدا و نعت رسول۔

۲۔ تعریف قصیدہ بانٹ سعاد اور صاحب قصیدہ کعب بن زہمیر

۳۔ شروع در تشریح۔

اس شرح کی تنظیم کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ قصیدہ بانٹ سعاد نہ صرف موجب خیر و برکت ہے، بلکہ متعدد بزرگوں مثلاً فاضل ہندی اور مولانا علی نے اس کی تشریح و توضیح کے ذریعہ ثواب دارین پایا ہے۔ اس لئے مؤلف بھی تشریح کے درپے ہوا۔ لیکن شکل نظم۔ تعداد ابیات شرح ۱۰۳۳ شاعر و ناظم کاملی، تاریخ نظم ۱۲۶ھ (۱۸۱۴ء) 'ختم نکو' تاریخ ہے۔ جیسا کہ ان ابیات سے

مفہوم ہے :

ایں مبارک نظم را واقع شدہ نظم نکو زیں جہت تاریخ فتمش آمدہ "ختم نکو"

گر کسی ختمی نکو خواہد شرد ای نیک کیش بیکہرار دیکھد بست و شش ز کم نہ بیش

۲۔ شرح قصیدہ بُردہ۔ اس شرح کا دوسرا نام نظم عجیب بھی ہے۔ مؤلف نے یہ شرح مولانا

علی کی فارسی شرح سے متاثر ہو کر لکھی ہے، فرق حرف اتنا ہے کہ مولانا کی شرح نشر میں اور اس کا مصنف نظم میں ہے۔ قصیدہ بُردہ کا جو عربی میں ہے، اصل مصنف ابو عبد اللہ شرف الدین محمد مصری ہے اُس

نے یہ قصیدہ آنحضرتؐ کی شان میں منظوم کیا تھا اور فالج سے نجات پالی تھی۔ عربی قصیدہ کے کل

ابیات ۱۰۶ ہیں اور ان کے علاوہ باقی الحاقی ہیں۔ ابیات شرح کی تعداد ۹۴۱ ہے۔ اس کی تاریخ نظم

بھی "ختم نکو" یعنی ۱۲۶ھ (۱۸۱۴ء) ہے۔ مؤلف و شاعر بھی اس کا بھی متذکرہ کا ملی ہے۔

مصنفون ادب و شعر، زبان متن کی عربی، شرح کی فارسی، پیرایہ بیان نظم۔ ناظم دونوں

شرحوں کا کا ملی، تاریخ متذکرہ صدر، کاتب و ناقل غیر مذکور، پہلی کی تاریخ کتابت ۲۹ رمضان روز

چهارشنبه ۱۲۴۵ھ (۲۴ مارچ ۱۸۳۰ء) دوسری کی تاریخ کتابت، پیر ۱۴ ماہ شعبان ۱۲۴۵ھ

۸ فروری ۱۸۳۰ء۔ خط نستعلیق خفی، فولیو دونوں کے ۱۶۷ کاغذ کشمیری، سطور فی صفحہ ۱۷،

تقطیع : ۱۴ x ۱۹ سنٹی میٹر۔

آغاز : حمد مر پروردگار انس و جان را بر زبان

اختتام : گفتہ شد ہر گفتنی واللہ اعلم بالصواب۔

490

522

الاختیارات

حسب ذیل کتب و رسائل کا خلاصہ اور پختہ ہے :

۱۔ انتخاب از منطق الطیر منظوم (مثنوی) فارسی از شیخ فرید الدین عطار مثنوی ۶۱۸ھ

(۶۱۲۲۱)، ۲۲ فولیو۔

۲۔ شرح فارسی بعض کلمات مخفیہ نشر (۶۳-۲۶)، شارح و کاتب نامعلوم۔

۳۔ ہدایتہ السالکین و مہمات الطالبین فارسی نشر (۲۴-۳۶)، تالیف حافظ

محمد یعقوب مضمون حقائق و معارف تصوف و روحانیت۔

۴۔ مجموعہ انتخابات نظم و نشر فارسی از نامعلوم (۳۷-۱۰۰)، کاتب و ناقل و تاریخ

کتابت غیر مذکور۔

۵۔ رسالہ شوقیہ فارسی نشر از صانع شہاب الدین پوری کشمیری (۱۰۰-۱۰۳) مؤلف

نے یہ مختصر رسالہ پیر طریقت حافظ محمد یعقوب جیو کی تعریف و توصیف میں تحریر کیا ہے ساتھ

ہی شہر دہلی اور مسجد جامع کا بیان کیا ہے۔

متذکرہ حد تمام کتب کا مضمون عرفان و تصوف، زبان فارسی نظم و نشر، انتخاب

ہونے کے باعث مؤلفین و مصنفین مختلف، ناقل و تاریخ نقل غیر مذکور، خط تہلیق استاد

و عمدہ، لوح مخطوط سنہی منقش، نیز منقش بر فولیو ۲۷، ب، کاغذ دیسی (کشمیری)، اوسط سطور

فی صفحہ ۱۵،

تقطیع: ۱۲، ۲ x ۲۱، ۵ سنٹی میٹر۔

شروع: حمد پاک از جان پاک آن پاک را

کو خلافت داد مہشت پاک را

اخیر: زیادہ الطباب موجب ملال است۔

کاتب کا اختتامیہ غیر مذکور۔

مجموعۂ رسائل

حسب ذیل کتب و رسائل کا مجموعہ ہے :

- ۱۔ قصیدہ خمیریہ (۱۰ صفحات)
- ۲۔ مجموعۂ لغوت (۱۰ صفحات)
- ۳۔ وفات نامہ حضرت فاطمہ زہراؑ (۱۰ صفحات)
- ۴۔ سی غزلی شاہ محمود وایاز (۱۵ صفحات)
- ۵۔ دستور محبت (۲۱ صفحات)

ان میں اول الذکر عربی میں، ثانی اور ثالث الذکر کشمیری میں اور اخیر کے دو رسائل فارسی میں ہیں۔ مضمون ادب و شعر، زبان عربی، کشمیری اور فارسی۔ اول الذکر مصنف شیخ سید عبدالقادر جیلانی، زمانہ تصنیف چھٹی صدی ہجری (بارہویں صدی عیسوی) پہلی لغت کا مصنف جو کشمیری میں ہے محمود کامی اور دوسری لغت کا میر عبداللہ ہے۔ وفات نامہ کا مصنف نامعلوم، سی غزلی شاہ محمود وایاز کا مصنف نامعلوم، زمانہ تصنیف نامعلوم، تاریخ کتابت ۲۷ ذی الحجہ ۱۲۶۹ھ (یکم اکتوبر سن ۱۸۵۳ء) دستور محبت، اس کا مصنف بھی نامعلوم البتہ کسی شخص احمد علی کی فرمائش پر دستور محبت کا قصہ ہندی سے فارسی میں منتقل کیا گیا ہے۔ تاریخ تالیف غالباً ۱۰۶۲ھ (۱۶۵۲ء)۔ دستور محبت غالباً کتاب کا تاریخی نام ہے اس میں شاہ محمود کے ایک وزیر کی بیٹی اور اس کے ایک نوجوان کے ساتھ معاشقہ کا منظوم بیان ہے۔ نام ناقل و کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت ۲۲ محرم الحرام ۱۲۲۰ھ (بدھ ۲۷ اپریل ۱۸۰۵ء) نسخہ مذکور رزاق بٹ کی نقل پر مبنی ہے۔ پہلے رسالہ کا خط نسخ، دوسرے اور تیسرے کا خط تعلیق

زشت، چوتھے اور پانچویں کا خط نستعلیق خفی۔

کاغذ کشمیری، کل تعداد صفحات ۵۹، سطور مختلف۔ تقطیع: ۹ x ۱۷، سنٹی میٹر۔

شروع: سقانی الحب کاسات الوصال فقلت لخرتی نحوی تعال

اختتام: چو بود این نسخہ مذکور محبت مسمی شد بدستور محبت

آخری صفحہ کی عبارت: اتمام پذیرفت بت ایرغ نیست و دوم ماہ محرم الحرام یوم چہار شنبہ موجب نقل رزاق بت (بٹ) جہتہ خود حق تعالیٰ انصیب خواندن و عمل نیک نمودن توفیق بخشہ و بالت التوفیق۔

369

492

مجموعہ رسائل

حسب ذیل تین کتب و رسائل کا مجموعہ ہے :

۱۔ شرح نام حق ۱۲ اوراق (صفحات ۲۴) از اختیار بن غیاث الدین حسینی۔ مولانا شرف الدین بخاری کی منظوم فارسی تصنیف کتب فقہیہ میں ایک اہم مقام کی حامل ہے۔ اسکا مجموعہ طہارت، وضو اور پانی کے مسائل ہیں جو نماز کے لئے مقدمہ یا تمہید کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کریمیا کی طرح نام حق ہندوستان کے فارسی نصاب میں مبتدیوں کے لئے داخل رہی ہے۔ بقول شارح اختیار بن غیاث الدین حسینی نام حق چونکہ انتہائی مختصر تھی اور بہت سے لوگ اس کی تعلیم اور تعلّم میں مصروف رہے ہیں، تاہم وہ دانش سے بھر نام کے نیا سکے، نیز کتاب مذکور (نام حق) میں بہت سے تغیرات رونما ہو چکے تھے، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ شرح کے ذریعہ اس کے حقائق و دقائق بیان کئے جائیں۔ شارح اور مصنف کا زمانہ دستیاب نہ ہو سکا۔ نام حق کے ہندوستان میں مرقع کرنے میں ہندوستان کے مغل بادشاہوں بالخصوص شاہ جہان کا زبردست ہاتھ ہے۔ ناقص الآخر۔

۷۔ رسالہ منظوم فارسی در علم قرأت (م شروع میں ناقص) ۱۴ اوراق (۳۳ صفحات)

مصنف و کاتب نامعلوم، تاریخ تصنیف و کتابت نامعلوم، کتاب کا پہلا باب حذف کے بیان سے شروع ہے اور تلفظ کے موقع پر مختلف حروف کے محذوف پڑھنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں باب دوم یاء اور ہمزہ کے اضافہ کا بیان ہے۔ باب سیوم ہمزہ کے سکون وغیرہ میں ہے، باب چہارم حروف علت کے بیان اور ان کے قواعد میں، باب پنجم فصل وصل کے بیان میں اور اسی پر کتاب ختم ہے۔

۳۔ رسالہ منظوم در بیان فضائل عمرؓ، زبان فارسی، ناظم و کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت نامعلوم، ناقص اوّل و آخر، اوراق ۳ (صفحات ۶۰) ورق ۱۰ پر شیخ دہلوی کی روایت کا حوالہ ہے۔
کاغذ کشمیری، خط تمام مخطوطات کا نستعلیق معمولی، رسایل کے اوراق کی مجموعی تعداد ۵۹ (صفحات ۱۱۸) پہلا مخطوط یعنی شرح نام حق شریں اور باقی دو نظم میں۔

تقطیع: ۱۰ ۱/۲ x ۲۰ ۱/۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: سپاس بے قیاس مر پرورندہ را کہ رحمت بی نہایتش طفل جان را بشیر دلپذیر از بستان ام الکتاب پرورش داد۔

اختتام: تا یکی غفلت ز غفلت سر برآر از دو رود چشم خود آبی برآر
کاتب کا اختتامیہ بوجہ ناقص آخر ندارد۔

380

493

مجموعہ رسایل

حسب ذیل منظوم کتابوں کا مجموعہ ہے۔

- ۱۔ معراج نامہ، ناقص الاول مصنف سید بولاقی، زبان پنجابی از صفحہ ۲۱ تا ص ۶۲۔
- ۲۔ جنگ نامہ حنیف از ص ۶۲ تا ص ۱۱۵، مصنف پیر محمد کاسبی ایمن آبادی پنجاب۔

- مستوطن حافظ آباد، فرزند حافظ تاج محمد۔ زبان پنجابی، مضمون رزم نامہ، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم۔
- ۳۔ علی نامہ منظوم بزبان پنجابی، شاعر نامعلوم، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم (۱۱۶-۱۲۵)
- ۴۔ جنگ نامہ منظوم بزبان پنجابی۔ ابتداء میں یہ جنگ نامہ فارسی میں تھا۔ لیکن شاعر نے ۱۱ رمضان ۱۰۸۷ھ (۱۰ دسمبر ۱۶۷۳ء) میں بچھڑا اورنگ زیب اسے فارسی سے ہندی (مراد پنجابی) میں منتقل کیا ہے۔ شاعر نامعلوم (صفحہ ۱۲۵ سے صفحہ ۱۵۲ تک)
- ۵۔ احوال شاہ عبدالرحیم قصوری منظوم بزبان پنجابی (صفحہ ۱۵۳ سے صفحہ ۱۶۰ تک) مصنف کبیرا، تاریخ کتابت و کاتب غیر مذکور۔
- ۶۔ قصہٴ ماروت و ماروت منظوم، پنجابی (۱۴۱-۱۴۳) مصنف کبیرا۔
- ۷۔ قصہٴ خاتون جنت از محمود غریب، زبان پنجابی، نظم (۱۴۳-۱۴۸)
- ۸۔ رسالہ موت از نور جمال (۱۴۹-۱۸۱)
- ۹۔ ذکر پنج وقت نماز فارسی (۱۸۱-۱۸۵)
- ۱۰۔ ضروری مسایل اسلام از ناجی (۱۸۵-۲۰۲)
- ۱۱۔ حکایت پاک نبی از محمود غریب (۲۰۳-۲۰۸)
- ۱۲۔ نورنامہ منظوم از عبدی (۲۲۵-۲۴۲)
- ۱۳۔ رسالہ منظوم (۲۴۲-۲۵۶) از اللہ بخش، تاریخ تصنیف رمضان ۱۰۹۰ھ ہجری۔ (ستمبر-اکتوبر ۱۶۷۹ء)
- ۱۴۔ مدح رسول از الہی بخش (۲۵۷-۲۶۶)
- ۱۵۔ نور محمد (۲۶۶-۲۶۷)
- ۱۶۔ وفات نامہ رسول (۲۶۷-۲۹۶)

۱۷۔ صفت اللہ منظوم بزبان اردو قدم (۱۹۸۰، ۱۹۷۰)

۱۸۔ یوسف زلیخا پنجابی المعروف بہ احسن قصہ از حافظ بنخوردار (۲۹۸-۳۷۲)

۱۹۔ قصہ ہیرا راجھا منظوم پنجابی (۳۷۳-۴۴۶)۔ مصنف غیر مذکور، تاریخ تصنیف

سنہ ۳۴ جلوس اورنگ زیب (۱۱۰۲ ہجری = ۱۶۹۱/۱۶۹۰ء) جیسا کہ اس شعر سے مفہوم ہے :

راجھا راہ دیگھاؤ نداحشیاں نوں، ہیر وڈی لسنکہ کھنڈ چوری

سنہ چارتی تیس اورنگ شاہی کھتا ہیرتے راجھی دی ہوئی پوری

۲۰۔ ادعیہ و تعاویذ بزبان فارسی (۴۴۶-۴۵۰)۔ نشر

۲۱۔ وفات نامہ یوسف منظوم پنجابی (۴۵۱-۴۵۳)

۲۲۔ حیات و ممات منظوم پنجابی (۴۵۳-۴۶۶)۔ ناقص الآخر۔

مضمون مختلف النوع، زبان پنجابی و دکنی، نظم (مشوی جات) خط نستعلیق، کاتب و

تاریخ کتابت نامعلوم، کاغذ غیر کشمیری، تعداد صفحات ۴۶۶-۴۶۷ ابیات فی صفحہ ۱۵،

تقطیع : ۱۵ ۱/۲ x ۲۳ ۱/۲ سنٹی میٹر۔

آغاز : (دوسرا شعر)

محمدنی بولی ملک موت کون تو جہی دیکھتا ہوں سو میں چار سون

(محمد نے بولے ملک موت کو تجھے دیکھتا ہوں سو میں چار سون)

(آخری شعر)

رات پئی دہ نیڑے آیامت رہ جاوے دیری

کر ہوشتاب نوالو استون کر ہو سامان سویرے

(نوٹ: اس مجموعے کے مخطوطات قدیم اردو اور پنجابی زبان کی تاریخ میں زبردست اضافہ ہیں۔)

مولانا حمید اللہ شاہ آبادی کے حسب ذیل کتب و رسائل کا مجموعہ ہے :

۱۔ شکرستان منظوم بطرز مشنوی (فولیو ۱ سے فولیو ۳۹ تک) دلچسپ قصص و حکایات کا مجموعہ ہے سال تعین ۱۲۴۴ھ (۱۸۲۹/۱۸۳۸ء) کاتب حبیب اللہ خانقاہی تاریخ محبت ۸ رمضان المبارک ۱۲۸۶ھ (یکم دسمبر روز جمعہ ۱۸۷۱ء) کاتب نے یہ کتاب اپنے مشفق دوست محمد نامی شخص کے مطالعہ کے لئے لکھی تھی۔

۲۔ چائے نامہ۔ یہ منظوم مشنوی چائے اور کشمیر میں اُس کی تاریخ کے بیان میں ہے۔ لوح منقش (فولیو ۲ سے ۴۹ تک)۔ کاتب متذکرہ صدر گودانستہ طور پر نام مٹا دیا گیا ہے تاریخ کتابت یوم دوشنبہ ۱۷ صفر المظفر ۱۲۸۸ھ بوقت ظہر (۸ ربیع الثانی ۱۸۷۱ء)۔

۳۔ ناپرسان نامہ (۵۱ سے ۵۷ تک)۔ مزاحیہ نثر میں کشمیر کے معاصر سماج اور لوگوں کا خاکہ ہے زبان فارسی۔ اہل کشمیر بالخصوص "نوبک نی" کے باشندوں کی مظلومیت خاص طور پر مذکور ہے، کاتب متذکرہ صدر تاریخ کتابت ۱۶ صفر ۱۲۸۸ھ (۱۷ اوتار، ۷ ربیع الثانی ۱۸۷۱ء)

۴۔ دستور العمل (۵۸-۶۳)۔ نثر فارسی میں چند مزاحیہ حکایتوں کا مجموعہ ہے۔

کاتب متذکرہ صدر تاریخ کتابت ۱۹ صفر ۱۲۸۸ھ (= بدھ ۱۰۱ ربیع الثانی ۱۸۷۱ء)

نوٹ : ہر مخطوط کے انیس پر کاتب کا نام دانستہ طور مٹا دیا گیا ہے۔

مضمون ادب (شعر و سخن) زبان فارسی نظم و نثر، خط نستعلیق متوسط، کاغذ سی (کشمیری) اوسط سطور فی صفحہ ۱۹، ہر مخطوط کی لوح منقش، تقطیع ۱۱ x ۱۱، ۳۳، ۹ سنٹی میٹر۔

آغاز: اللہ اللہ بازبان گنگ و لال چون کنم حمد کریم ذوالجلال

اختتام : از غمِ دوراں نمی بیند خلل ہر کہ گیرد یاد دستور العمل
کاتب کا اختتامیہ : این نسخہ دستور العمل من تصنیف مولوی حمید اللہ غفرلہ بت تاریخ
نوزدہم شہر صفر در سنہ ہزار و دوصد و ہشتاد و ہشت یوم چہار شنبہ از دست (نام مٹا دیا گیا ہے) تحریر
یافت۔

نوٹ : حمید اللہ شاہ آبادی کی تصانیف کے متعدد نسخے حکیمہ تحقیق و اشاعت کی قلمی
لائبریری میں محفوظ ہیں۔

418

495

مجموعہ رسائل

کتب و رسائل کا یہ مجموعہ حسب ذیل کتب پر مشتمل ہے :

- ۱۔ قاید الاظمیٰ بزبان کشمیری مصنف میر عبد اللہ بیہقی متوفی ۱۲۲۶ھ = ۱۸۱۱ء۔
پند نامہ شیخ فرید الدین عطار کے طرز پر یہ منظوم رسالہ انسان کے لئے عام پند و نصائح پر مشتمل ہے
ناقص الالبستاء، اوراق ۸، اوسط ابیات فی صفحہ ۱۱، کاغذ کشمیری، خط نستعلیق۔
- ۲۔ مجموعہ کلام میر عبد اللہ بیہقی۔ اس کے مضامین یہ ہیں :
الف۔ قصہ سنگ تراش بزبان کشمیری از مصنف مذکور، فلیو ۱۰ سے ۱۲ تک۔
ب۔ در بیان صفت ذکر لا الہ الا اللہ مناجات (۱۳ - ۱۵)
ج۔ در بیان عشق (۱۵ - ۱۸) مناجات ۱۸ - ۱۹، در بیان زاری بدرگاہ تعالیٰ۔
(۱۹ - ۲۰)

مجموعہ کے دیگر عنوانات یہ ہیں : توحید باری تعالیٰ، نعوت، شمایل نبوی، بیان
معراج شریف، ہنگام مراجعت معراج شریف، معجزہ آنحضرتؐ، کاغذ حضرت سیدۃ النساء

فاطمۃ الزہراءؑ، نداء روح و احوال میت، شرح احادیث از زبان عائشہ صدیقہؓ، احوال دوازده فوج، در بیان وفات یافتن حضرت رسالت پناهؐ، در بیان حسب حال و شور و افغان از وفات شریف، فضیلت روز عاشورا، فضیلت شب قدر، فضیلت شب برات، در بیان شرح دوازده امام و کواکب آس (۲۰ - ۵۹)

۳۔ مجموعہ کلام میرخلیل اللہ بیہقی ابن میر عبد اللہ بیہقی متوفی ۱۲۹۰ھ ہجری (۱۸۷۳ء) بزبان کشمیری۔ یہ مجموعہ حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے (۵۹ - ۶۶)

در بیان خلافت چہار خلفاء راشدین، در بیان دوازده امام، در بیان چہار دہ معصوم پاک در بیان دہ بارہ ہشتی، در بیان ہفت خلفاء، در بیان مناجات، منقبت غوث الثقلین۔ سیادت پناہ میر عبد اللہ بیہقی مرحوم حاجی راترن مہم کے رہنے والے تھے۔

کاتب بابا خلیل اللہ زونیری باشندہ جوار آستانہ جناب حضرت بہتہ مالو صاحب، تاریخ کتابت ۲۴ ماہ ذی القعدہ ۱۲۴۱ھ ہجری (سنچرا ۱۱ اگست ۱۸۵۵ء) دوزخانہ بابا فخر الدین زونیری، مخطوط خواجہ حبیب اللہ لکھو کی فرمائش سے اُن کے فرزند خواجہ عبد القادر حافظ کی خاطر لکھایا ہے۔ خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، تقطیع تمام مجموعہ ہائے رسائل کی ۳ x ۱۰، ۲۰، ۳۰ سنی میٹر ابتداء: پرچم کارس کر نیت بہر حق

اختتام: بس ناما چا نور د زبانی اسہ بوز شاہ جیلانی آو

مجموعہ رسائل

بیاض نما شکل میں حسب ذیل رسائل کا مجموعہ ہے۔ ان تمام کا تعلق بحیثیت عموم تقصوف اور بحیثیت خصوص سلسلہ نقشبند مجددیہ سے ہے۔ رسائل شروع ہونے سے قبل ۱۶ اوراق (فولیو)

تعوینات و عملیات اور ختمات مروجہ کثیرہ مشتمل ہیں۔ متذکرہ حد رسایل کی تفصیل یوں ہے :

۱۔ رسالہ صادقہ مصدقہ (۴ فولیوز) 'مؤلفہ رافت المجددی، منقول بتاریخ ۱۵ ماہ

جمادی الثانی ۱۳۱۲ھ (جمعہ، دسمبر ۱۴، ۱۸۹۴ء)۔ اس کے بعد ایک فولیو توسل از بزرگان کرام

(صوفیاء نقشبندیہ) میں ہے جو بشکل نظم (مشنوی) ہے۔

۲۔ رسالہ درویش محمد۔ یہ رسالہ سلوک مجددیہ میں ہے جس کا تعلق امام ربانی مجدد الف

ثانی شیخ احمد سرہندی سے ہے (۴ فولیوز) 'تاریخ نقل و تاریخ کتابت غیر مذکور۔

۳۔ رسالہ قوانیمہ مع مکتوب شریف خواجہ شاہ نیاز رحمۃ اللہ علیہ (۴ فولیوز)۔ تاریخ

کتابت و ناقل غیر مندرج۔

۴۔ رسالہ در ذکر توحید (دو فولیوز) 'کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور۔

۵۔ رسالہ در احوال و کوائف خواجہ عبدالرحیم شیخ کمان از نعیم صاحب تارہ بلی رحمہ اللہ

تعالیٰ (۴ فولیوز) 'کاتب و تاریخ نقل غیر مذکور۔ یہ نقل مطابقت نوشتہ و نعیم صاحب تارہ بلی ہے

۶۔ کرامت خواجہ شہ کمان نقشبندی از شرف الدین محمد (ایک فولیو)۔

۷۔ حجتہ الشرف از شرف الدین محمد عرف زہگیر بن محمد ابراہیم (۲۵ فولیوز) منقولہ اول

ماہ رجب ۱۳۱۲ھ (سینچر، ۲۹ دسمبر ۱۸۹۴ء)۔

۸۔ القول الجمیل فی بیان سوائہ السبیل، مؤلفہ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم۔ یہ رسالہ

بزبان عربی ہے اور مشایخ جیلانیہ اور چشتیہ کے اصول طریقت پر چند فصول میں مشتمل ہے (فولیوز ۲۴) 'منقولہ

۱۳۱۲ھ (۱۸۹۵/۱۸۹۴ء)۔

۹۔ رسالہ اربع انہار در مراقبات و اشغال خاندان مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی

سرہندی، تالیف احمد سعید مجددی (فولیوز ۱۳) 'کاتب و تاریخ نقل غیر مذکور۔

۱۰۔ وصایاے حضرت امیرنیر محمد (۵ فولیوز) کاتب علی ابن شہاب الدینی تاریخ

نقل ۳ شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ (جمعرات، ۳۱ جنوری ۱۸۹۵ء)

۱۱۔ لویا کھ از مولانا نور الدین عبدالرحمان جامی متوفی ۱۹۸ھ (۱۲۹۳ / ۱۲۹۲ھ)

یہ رسالہ معانی و معارف کے بیان میں ہے (۴ فولیوز) منقولہ یوم شنبہ ۱۲ ماہ شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ (۸ فروری ۱۸۹۵ء)۔ کاتب غیر مذکور۔

۱۲۔ طریقہ مستقیمہ (۴ فولیوز) منقول ۸ اشوال المکرم شب جمعہ ۱۳۱۳ھ (۲۰

اپریل ۱۸۹۶ء)۔ ناقل غیر مذکور۔

۱۳۔ رسالہ در طریقہ خواجگان عالی شان مصنف مولانا جامی (۵ فولیوز)۔ ناقل و

تاریخ نقل غیر مذکور۔

۱۴۔ رسالہ اسرار السطریقہ مؤلف محمد غوث بن سید حسن قادری۔ یہ رسالہ سلوک

و حقائق کے بعض مقدمات میں ہے۔ یہ مقدمات مؤلف نے زیادہ تر اپنے والد ماجد سے اخذ کئے

ہیں (۲۷ فولیوز ۲۷) تاریخ نقل ۱۷ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ (۳۰ اپریل ۱۸۹۶ء)۔ یہ رسالہ بمقام جامعہ کشمیر میں توقف کے دوران لکھا گیا تھا۔

۱۵۔ الہی نامہ مصنف مولانا عبدالاحد۔ یہ رسالہ عشق خداوندی اور فنا فی اللہ کے

بیان میں ہے (۶ فولیوز) تاریخ نقل در ماہ ذی قعدہ یوم دوشنبہ بوقت صبح۔

۱۶۔ شواہد التجدید (یہ رسالہ قرآن و سنت کی روشنی میں مجدد کی ضرورت کے بیان میں

ہے) (۷ فولیوز) تاریخ نقل ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ (۱۰ مئی ۱۸۹۶ء)۔

۱۷۔ کثیر الفوائد مؤلف محمد موسیٰ ابن خواجہ عیسیٰ دہبیدی نقشبندی سلسلہ کے بیان

میں ہے اور تین فصول پر مشتمل ہے (۴ فولیوز ۴) تاریخ نقل ۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ (یکم جولائی ۱۸۹۶ء)

مقام نقل بلدہ کشمیر

۱۸۔ رسالہ ایضاح السطریقہ مؤلفہ غلام علی۔ یہ رسالہ میرزا جان جانان کے خلیفہ محمد بن شمس الدین کے صوفیانہ کمالات کے بیان میں ہے (فولیوز ۱۹) 'تاریخ نقل بدھ' صفحہ ۲۶، صفر المظفر ۱۳۱۴ھ (۷ اگست ۱۸۹۶ء)

۱۹۔ رسالہ شق نما از دارا شکوہ، تصنیف ۱۵۶ھ، مخلص بقادری (فولیوز ۱۱) 'تاریخ نقل ۱۹' صفر المظفر، یوم جمعہ بعد نماز جمعہ ۱۳۱۴ھ (۳۱ جولائی ۱۸۹۶ء) ناقل عاصی سروعلین غلام حسن۔

324.

497

مجموعہ رسائل

مندرجہ ذیل کتب و رسائل پر مشتمل ہے ۱

۱۔ مفتاح الصلوٰۃ فارسی نشر، فولیو ایک سے ۷۵ تک، علم فقہ سے تعلق رکھتی

ہے، مصنف نامعلوم، البتہ ۱۹ محرم الحرام ۱۲۹۸ھ ہجری (۲۵ نومبر روز جمعرات ۱۶۸۶ء) میں مصنف کے اپنے ایک بھانجے شیخ احمد بن سلیمان کے مطالعہ کی غرض سے معرض تصنیف میں میں آئی ہے۔ کاتب و تاریخ نقل غیر مذکور۔

۲۔ حلیۃ مبارک علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فارسی نشر، مصنف و زمانہ تصنیف

غیر مذکور، کاتب محمد شاہ، تاریخ نقل ۲۵ ماہ شوال ۱۲۶۱ھ (جمعہ ۲ جون ۱۸۲۶ء) فولیو ۷۶ سے ۷۸ تک۔

۳۔ قصیدہ ورد المریدین فارسی از بابا داؤد خاکی، تاریخ نظم ۹۵۱ھ (۱۵۲۴ء)

"مرشد رہبر تاریخ ہے۔ یہ قصیدہ شیخ شیعخان شیخ حمزہ کشمیری علیہ الرحمۃ کے احوال و کرامات

میں ایک جامع تاریخ ہے، فولیو ۷۹ سے فولیو ۹۴ الف تک۔

۴۔ قصیدہ ضروریہ منظوم فارسی از بابا داؤد خاکی مذکور۔ یہ قصیدہ مسائل دین سے متعلق ہے اور ۱۴۱ ابیات ہے۔ قصیدہ ضروریہ اور قصیدہ ورد المریدین دونوں ایک ہی وزن اور ایک ہی ردیف قافیہ میں منظوم کئے گئے ہیں، تاریخ نظم غیر مذکور، کاتب و ناقل محمد شاہ، تاریخ نقل ۱۸ محرم الحرام ۱۲۶۲ھ (جمعہ ۱۶ جنوری ۱۸۴۶ء) فولیو ۹۴ (ب) سے فولیو ۱۰۳ (الف) تک۔
۵۔ متفرقات منظوم فارسی۔ یہ حسب ذیل قصاید و مشنویات پر مشتمل ہے:

۲۰۱۔ قصاید از عرفی شیرازی (ف ۱۰۳ سے ف ۱۰۶) اسی آخری فولیو پر فارسی

ساعت نامہ کا نمونہ درج ہے۔ ۲۰۔ سراپائے مہری عزیز منظوم فارسی (ف ۱۰۶ سے ف ۱۰۹) (تک)

۳۔ تاریخ وفات منظوم شیخ غلام محی الدین (فولیو ۱۱۰)

کاغذ (سبک) کشمیری، خط نستعلیق، تمام نسخے ایک ہی کاتب کی تحریر، سطور متفرق، تقطیع بحیثیت مجموعی ۲، ۱۱، ۲، ۲۱، سنٹی میٹر۔ ہر مخطوط کی لوح منقش۔

ابتداء: الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد سید الانبیاء
واسعد الاولین۔

انتہاء: ربنا و قد عذاب القبر و احشرہ علیٰ
عن جمیع المسلمین۔

مجموعہ رسائل متفرقہ

حسب ذیل رسائل و کتب کا مجموعہ ہے:

۱۔ غزلیات حافظ - ۲ ورق۔

۲۔ لغت فارسی نامعلوم - ۲ ورق

۳۔ شرح قرآن السعدین فارسی ۹۲ اوراق

۴۔ قصاید و غزلیات امیر خسرو دہلوی ۴ اوراق۔

۵۔ تحفہ خاقانی۔ ۶۱ اوراق

۶۔ کلام خواجہ حافظ ۱ ۲ ورق

۷۔ فرہنگ فارسی نامکمل ۶۵ اوراق۔

۸۔ شرح اشعار عربی و فارسی گلستان سعدی ۸ اوراق۔

متذکرہ صدر مجموعہ کتب میں شرح قرآن السعدین مع قصاید و غزلیات تحفہ خاقانی فرہنگ فارسی اور شرح اشعار عربی گلستان سعدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ شرح قرآن السعدین امیر خسرو دہلوی کی فارسی مشنوی کی شرح ہے جو اصل کی طرح فارسی میں ہے۔ شارح نور محمد المدعو بہ نور الحق فرزند مولانا شیخ عبدالحق ہے۔ شارح کے بیان کے مطابق علم لغت دانی اور ادب اُسے خود اُس کے والد ماجد کی دین ہے۔ سال ۱۲۰۷ھ مطابق ۱۷۹۲ء ہے۔ تحفہ خاقانی جس کا مشہور و معروف نام تحفۃ العراقرین ہے افضل الدین ابراہیم المعروف بہ خاقانی کی مشہور تالیف ہے۔ خاقانی ۵۹۵ھ (۱۱۹۹ء) میں وفات پا کر تبریز کی گلی سرفاب میں دفن ہوا۔ خاقانی نے "تحفۃ العراقرین" سفر مکہ سے مراجعت کے موقع پر جب اُس کا گزرد عراق عرب اور عراق عجم سے ہوا تھا منظوم کی تھی۔ یہ کتاب متعدد بار ہندوستان و ایران میں طبع ہو چکی ہے۔

شرح اشعار عربی و فارسی گلستان سعدی کسی شخص جنید عبد اللہ الموسوی کی تالیف ہے۔ زیر بحث مخطوط گلستان کے صرف عربی اشعار کی فارسی شرح پر مشتمل ہے۔ اور فارسی اشعار کی شرح نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخطوط نامکمل ہے۔

متہ کرہ صدہ مخطوطات میں صرف شرح قرآن السعدین کا سال نقل دستیاب ہے جو ۲۴ محرم الحرام

۱۲۲۶ھ (۱۳ مارچ ۱۸۱۱ء) ہے۔ کاتب نامعلوم۔ مخطوط کے آغاز اور ٹائٹل صفحہ پر
 ”با عزت و سلام ز نام محمدؐ کے مصرع کی دو مہر ہیں۔“

خط مختلف ہشت گتہ و ستعلیق، کل تعداد اوراق ۲۳۹، مضمون ادب و لغت،

تقطیع ۱۲ ۱/۲ x ۲۳ ۱/۲ سنی میٹر، تعداد سطوری صفحہ ۱۹، کاغذ کشمیری، بحیثیت مجموعی
 حالت درست۔ مجموعہ کی اکثر کتابیں اور رسائل گذشتہ زمانے میں نصاب زبان فارسی میں رہ چکے
 ہیں۔ عنوانات بالعموم لال روشنائی سے ہیں۔

319.

499

مجموعہ رسائل

حسب ذیل کتب و رسائل کا مجموعہ ہے،

۱۔ شجرہ قادریہ علیہ العالیۃ فارسی ۲۱ فولیو۔

۲۔ قصیدہ حمزہ مصنفہ شیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی عربی مع ترجمہ فارسی ۲۱ فولیو۔

۳۔ چارہ سلسلہ منظوم فارسی سنہ تصنیف ۱۲۷۴ھ (۹۶-۹۵-۹۴-۹۳) ۲۰ صفحات۔

۴۔ الحروف الدائر عربی، مصنف نامعلوم۔ یہی رسالہ اس مجموعہ کی اہم کتاب ہے مختصر

طور پر عربی میں دائروں کی شکل میں بزرگان کرام اور اولیاء عظام کے اہم احوال و کوائف درج ہیں

فولیو ۳۸، خط نسخ، کاتب حافظ عبدالرحیم کشمیری، سال نقل غیر مذکور۔

۵۔ آلہی نامہ فارسی منظوم۔ اہل سنت والجماعت کے عقائد اور سلسلہ ہدانیہ کے

مشائخ کے اسماء پر مشتمل ہے۔ مقدمہ ماسوائے جمعہ کے اس میں دئے گئے سلسلہ کے ناموں کے

درد پر مواظبت کرنا ہے۔ فولیو ۵۔

۴۔ احوال پیغمبران فارسی از آدم تا حضرت محمد بشکل دوائر، زبان عربی و فارسی، نثر مصنف نامعلوم، کاتب غالباً متذکرہ صدعبد الرحیم کشمیری۔

۵۔ شرح شمایل حضرت غوث الثقلین فارسی۔ مصنف و کاتب نامعلوم۔ پیرسالہ غوث الثقلین سید محی الدین عبدالقادر جیلی کے احوال و کوائف میں ہے۔

خط تعلیق مجموعی، فولیو ۱۰۔ سطور فی صفحہ ۲۰۔

تقطیع تمام کی ۱۴ x ۲۴ سنی میٹر۔

ابتداء: الہی۔ محرمت خلاصہ کائنات و مفخر موجودات یعنی حضرت محمد رسول اللہ۔
انتہاء: واللہ الصمدی الی سبیل الرشاد۔
کاتب کا اختتامیہ نثار۔

202

500

مجموعہ رسائل

حسب ذیل کتب و رسائل کا مجموعہ ہے:

۱۔ رسالہ در کیمیا (اول و آخر سے نامکمل) ۱۱۶ صفحات۔

۲۔ مجموعۃ الصنایع (ناقص الآخر) ۵۳ فولیو (صفحات ۱۰۶)۔

۳۔ رسالہ در تقویت بدن (۱۲ صفحات)

۴۔ کتاب الفقہ الاکبر (۱۴ صفحات)

پہلے رسالے کا مضمون کیمیاگری، زبان فارسی نثر، مصنف نامعلوم، دوسرے

رسالے کا مضمون صنعت و حرفت ہے، زبان فارسی نثر، مصنف نامعلوم۔ لیکن تمہید میں

میں بقول اُس کے رسالہ مجموعۃ الصنایع ۴۳ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر ایک میں مختلف

فصول کے ذریعہ ۱۶۰ ہندو درج ہیں۔ ان میں پہلا باب مرورید بنانے کے باب میں ہے۔

رسالہ سوم علم طب میں ہے اور بقول مصنف تقویت بدن انسان، قوتِ باہ، اساک اور لذتِ زنان کے بیان میں ہے مصنف و زمانہ تصنیف نامعلوم۔

چوتھا رسالہ یعنی الفقہ الاکبر بزبان عربی ہے۔ اور مضمون کے لحاظ سے علم عقاید و دینیات میں ہے مصنف امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ متوفی ۱۵۰ھ (۷۶۷ء) تاریخ نقل ۲۴ رمضان ۱۲۰۰ھ۔

متذکرہ صدر رسائل کا کاتب و ناقل نامعلوم، تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق زشت و نسخ۔ کاغذ کشمیری، فولیو ۱۲۴، سطور فی صفحہ مختلف، تقطیع ۹، ۹، ۶، ۱۷، سنٹی میٹر۔

شروع کے الفاظ: یا ذا الجلال والاکرام خلصنا من النار۔

آخری الفاظ: یجحدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

کاتب کا اختتامیہ: بتاریخ بیست و چہارم شہر رمضان المبارک ۱۲۰۰ھ۔

(۲۱ جولائی ۱۸۸۶ء)

لطایف الطوائف

۹۳۹ھ (۱۵۳۳/۱۵۳۲ء) کے مہینوں میں مصنف ایک سال کے لئے ہرات کی حبس چاہ سے چھٹکارے کے بعد گرجستان کے بادشاہ محمد شاہ سے ملاقی ہوا۔ اسی بادشاہ کے ایما و اشارہ سے متذکرہ صدر کتاب تصنیف کی مقصود رفع ملال اور دفع کلال تھا۔ رسالہ لطایف الطوائف کی بنیاد حسب ذیل ۱۴ ابواب پر ہے۔

باب اول در بیان استحباب مزاج، باب دوم در ذکر بعض نکات شریف و حکایات لطیفہ اکرمہ، معصومین، باب سوم در ذکر لطیفہ ملوک، باب چہارم در لطایف امرار و مقربان، باب پنجم در لطایف ادیبان، باب ششم در لطایف اعراب، باب ہفتم در لطایف مشایخ و علماء، باب ہشتم در لطایف حکماء، باب نہم در لطایف شعراء، باب دہم در لطایف ظریفان، باب یازدہم در حکایات و لطایف بخیلان، باب دوازدہم در لطایف طامعان و کڈیان، باب سیزدہم در لطایف کو دکان و غلامان و کنیزان، باب چہار دہم در حکایات اہلباں و کڈباں و مدعیان نبوت و دیوانگیاں۔

مضمون لطایف و ظرفیت (مزاج) زبان فارسی نثر، مؤلف علی ابن حسین الواعظ الکاشفی المشہر بالقفی، سال تالیف ۹۳۹ھ کے شہور (۱۵۳۳/۱۵۳۲ء) کتاب غیر مذکور، سال کتابت ۱۳۱۹ھ (۱۹۰۲/۱۹۰۱ء) خط نستعلیق، جلی، کاغذ دیسی، (کشمیری) فولیو ۲۵، (صفحہ ۵۱۳) سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۶، ۲۱ × ۱۴، ۲۱ سنٹی میٹر۔ شروع: بعد از ادائے لطایف تہنیدات الہی و وظائف و اوت حضرت رسالت پناہی۔ اخیر: منتظر باش و چشم بردار۔ گو نظر را در انتظار بدار

نوٹ: مخطوط کے ورق اول کے صفحہ اول کے مطابق (یہ ورق اصل مخطوط سے خارج ہے) لطیف الطوائف خواجہ سیف الدین شال متوفی ۲۸ رمضان ۱۳۲۵ھ (بیر ۳ نومبر ۱۹۰۶ء) کے کتب خانہ کا حصہ رہی ہے۔ یہ معلومات ان کے فرزند غلام محمد شال نے ۵ شوال المکرم ۱۳۵۶ھ (جمعرات ۹ دسمبر ۱۹۳۷ء) کو لکھے ہوئے فارسی نوٹ کے ذریعہ ہم پہنچائی ہیں۔

502

69

برہان قاطع

والی حیدر آباد دکن (ہند) سلطان عبداللہ قطب شاہ (۸۳ھ = ۱۶۷۲ء) کے نام فارسی زبان کی ضخیم کتاب ہے۔ برہان قاطع کے مفرد و مرکب الفاظ کی تعداد تقریباً بیس ہزار ہے۔ برہان قاطع لغت فارسی کی اگرچہ جامع کتاب ہے پھر بھی لغت کے بہت سے الفاظ مؤلف سے چھوٹ گئے ہیں۔ برہان قاطع بارہا ہندو ایران میں چھپ چکی ہے۔ برہان قاطع کا مصنف محمد حسین ابن خلف دراصل اہل تبریز (ایران) سے تھا، لیکن ہندوستان میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یہاں متذکرہ صدر والی دکن کے نام پر معنون یہ کتاب تالیف کی۔ مقدمہ میں سلطان عبداللہ قطب شاہ بن قطب شاہ کی تعریف میں یہ شعر لکھا کہ اے ہند کے بادشاہوں میں ممتاز ٹھہرایا ہے:

شہی کہ در صف شاہان ہند ممتاز است چو در میانہ یاران علی ولی اللہ
برہان قاطع نو فایدوں اور اُن تیس (۲۹) گفتاروں پر منقسم ہے۔ فائدہ اول زبان درسی فارسی اور پہلوی کی معرفت میں فائدہ دوم زبان فارسی کی کیفیت میں فائدہ سوم

حروف پہنچی کی تعداد میں، فائدہ چہارم حروف کی باہمی تبدیلی میں، فائدہ پنجم ضمیر کے بیان میں،
 فائدہ ششم ان حروف مفردہ کے بیان میں جو الفاظ کے اوایل، وسط یا اواخر میں لگاتے ہیں، فائدہ
 ہفتم ان حروف کے بیان میں جو زینت کے لئے لاتے ہیں، فائدہ ہشتم ان معانی و حروف میں جنہیں
 اسما و افعال کے آخر میں رنگارنگی پیدا کرنے کے لئے لاتے ہیں، فائدہ نہم صاحبانِ املاء بیت
 کے بیان میں۔ اسی طرح گفتار اول در حرف ہمزہ، گفتار دوم در حرف باء، اجد، گفتار سوم
 حرف باء، فارسی، گفتار چہارم حرف تاء، قرشت، گفتار پنجم حرف جیم، اجد، گفتار ششم حرف جیم
 فارسی، گفتار ہفتم حرف حاء، حطی، گفتار ہشتم حرف خاء، شخ، گفتار نہم حرف دال، اجد، گفتار
 دہم حرف راء، قرشت، گفتار یازدہم حرف زاء، ہوز، گفتار دوازدہم حرف زاء، فارسی، گفتار سیزدہم
 حرف در حرف سین بے نقط، گفتار چہار دہم در حرف در حرف شین نقطہ دار، گفتار پانزدہم در حرف
 صاد بے نقط، گفتار شانزدہم در حرف طاء، گفتار ہفدہم در حرف عین بے نقط، گفتار ہز دہم
 در حرف غین، گفتار نوز دہم در حرف فاء، گفتار بیست و یکم در حرف قاف، گفتار بیست و یکم در حرف
 کاف تازی، گفتار بیست و دوم در کاف فارسی، گفتار بیست و سوم در حرف لام، گفتار بیست
 و چہارم در حرف میم، گفتار بیست و پنجم در حرف نون، گفتار بیست و ششم در حرف واو، گفتار
 بیست و ہفتم در حرف ہاء، ہوز، گفتار بیست و ہشتم در حرف یاء، حطی، گفتار بیست و نہم در حرف
 متفرقہ۔

مضمون لغت فارسی، زبان فارسی، مؤلف محمد حسین بن خلف تبریزی، مقیم ہند (دیر)
 آباد دکن، تاریخ اتمام ۱۰۶۲ھ (۱۶۵۲ء) جیسا کہ خود کہتا ہے:

چو برہان از رو توفیق یزدان
 مرا ایں مجموعہ را گردید نافع

پہلی تاریخ اتمامش قضا گفت
 کتاب نافع بران قاطع = ۱۰۶۲ھ

کاتب غیر مذکور، تاہم کوئی کشمیری، تاریخ کتابت ۲۲، ۵ ماہ مبارک ۱۲۶۳ھ (جمادی الثانی ۱۸۴۷ء) خط تعلیق، دوسری جدولوں کے مابین تحریر، لوح (سردوق) پیپر ماسی کے انداز کی منقش، لغت کے الفاظ لال روشنائی سے، کاغذ بیسی کشمیری، فولیو ۱۴۷، صفحات ۱۹۵۴، سطور فی صفحہ ۲۴، تقطیع: ۲۱.۵ x ۳۶.۶ سنٹی میٹر۔
شروع:

ای رہنما بہر زبان در افواہ یزدان و کرسطوسی و تنکریٰ والہ
از نام تو بردند زبانا بتوراه لا حول ولا قوۃ الا باللہ
اخیر: یعقوب۔ بفتح یای حُطّی و سکون عین بے نقط و قاف بواو کشیدہ و بباہی
ابجد زدہ نام سیغیری بودہ مشہور و نام مردی بودہ صاحب مذہب و مجتہد نصارا، و کبک زرا
غیر گفتہ اند کہ جفت کبک مادہ باشد۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کاتب کا اختتامیہ: بتاریخ بیست و دوم ماہ مبارک (رمضان شریف) ۱۲۶۳ھ
کتاب مستطاب بر زبان قاطع با تمام رسید۔ نظم:

من نوشتم صرف کردم روزگار من غام این بماند یادگار

اسی لغت میں لفظ کشمیر کے یہ معنی بیان کیے گئے ہیں (فولیو ۳۵۳، ب):

”کشمیر بروزن تفسیر معنی کا شمر یا کشمیر است، و آن قریہ باشد از قرای ترشیر و نام شہر

ہم است مشہور کہ شال خوب از بخا آورند“

بشارۃ الفقراء

غنا (تونگری) کے بالمقابل فقر و احتیاج کی فضیلت کے بیان میں ہے۔ کتاب کی

ترتیب ایک مقدمہ، تین ابواب اور ایک خاتمہ پر ہے، لیکن ابتداء میں بطور تمہید اس فقر کا بیان ہے جس پر فضیلت و ثواب مرتب ہوتا ہے۔ بحیثیت مجموعی کتاب بشمارۃ الفقہاء مختلف کتب کے اقتباسات اور علماء و حکماء کے اقوال کا مجموعہ ہے۔ مزید تفصیل یہ ہے:

الباب الاول فی مدحہ الفقہاء۔ اس میں تین فصول ہیں:

۱۔ الفصل الاول فی فضلہم علی الاغنیاء (فولیو ۳ سے فولیو ۱۳ تک)

۲۔ الفصل الثانی فی شفاعتہم لاغنیاء (ف ۱۳)

۳۔ الفصل الثالث فی افضلیۃ حسناتہم من حسنات الاغنیاء (ف ۱۳-۱۴)

الباب الثانی فی سیرۃ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفقہ (۱۴-۲۰)

الباب الثالث فی مذمۃ الدنیا (فولیو ۲۰ سے فولیو ۳۳ تک)

خاتمہ حسب ذیل دو مقاصد پر مشتمل ہے:

المقصد الاول فی جملة من مناقب علماء الآخرة (۳۳-۳۸)

المقصد الثانی فی مذمت علماء الدنیا و شیوہا (۳۸-۴۶)

مضمون تصوف، زبان عربی مخلوط بفارسی، مؤلف ابو الفتح محمد الدین ولد عارف بن

مولانا احمد المعروف بہ کافی، کشمیری، زمانہ تالیف نامعلوم، لیکن اغلباً تیرہویں صدی ہجری

کا آغاز (انیسویں صدی عیسوی کا آغاز) ناقل نامعلوم، تاہم اسی خاندان کا، تاریخ نقل

غیر مذکور، لیکن ۱۲۹۱ھ (۱۸۷۵ء) کے لگ بھگ کا غز دیسی (کشمیری)، فولیو ۴۶، سطو

فی صفحہ ۱۶ اور ۱۹، خط نستعلیق لیکن زیادہ تر نسخ، تقطیع ۱۰، ۳، ۴، ۱۷، سنٹی میٹر، مؤلف

اور اس کے والد کا نام صفحہ اول پر اور کتاب کا صفحہ دوم پر۔

شروع: الحمد للہ العزیز العلام، محب الفقہاء، امثال الانام۔

خاتمہ: مگر صاحبِ دلے روزے برحمت کتبہ بر حال درویشان دُعاے
کاتب کا ترقیمہ: تمت تمام شد۔

مخطوط کے اخیر پر ملحقہ صفحہ پر بطور یادداشت کافی خاندان کے وفیات اور تولدات

مندرج ہیں۔

504

16.

خلاصۃ الحیوۃ

انسانی زندگی سے متعلق مختلف علوم کے بیان میں جن کا تعلق زیادہ تر علم طب، نجوم، تاریخ، کیمیا اور موسیقی وغیرہ سے ہے، ایک مفصل اور جامع رسالہ ہے، یہ رسالہ وزیر ابوالفتح بن عبدالرزاق کے ایماء و اشارہ سے قلمبند کیا گیا ہے، اور اسی لئے دیباچہ میں اسی کے نام سے معنون ہے۔ بلحاظ مطالب و مضامین خلاصۃ الحیوۃ ایک فاختہ، دو مقصد اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے فاختہ حسب ذیل پانچ فتنوں پر شامل ہے:

۱۔ فتح اول در بیان ابتدائے آفرینش تا خلق آدم و از آدم تا ظہور خاتمہ علیہ السلام۔

۲۔ فتح دوم در ذکر تقسیم کہ ضابطہ اصول مذاہب بنی آدم تواند بود۔

۳۔ فتح سوم در تعریف حکمت و تقسیم آن اصولاً و فروعاً۔

۴۔ فتح چہارم در بیان اقوالی کہ پیدا شدن صفت طب در کتب قدما مسطور است۔

۵۔ فتح پنجم در ذکر حدود ولایت یونان و بیان آنچه در نسبت یونانیان گفته اند۔

مقصد اول ان حکماء کے بیان میں ہے جو اسلام سے قبل ہوئے ہیں اور مقصد ثانی ان

حکماء کے ذکر میں جو زمانہ اسلام میں ہوئے ہیں۔

خاتمہ دونوں مذاہب یعنی اسلام سے قبل اور اسلام کے بعد حکماء کے مذاہب کے بیان

میں ہے۔ ان کے علاوہ ایک نکتہ ہے جو تواریخ اور اہم ماضیہ کے احوال جانتے، تہذیب اخلاق اور مصائب پر صبر کرنے کے فوائد میں ہے۔

مفہوم حکمت، زبان فارسی، نشر، مصنف ابوالجولاء احمد بن نصر اللہ المقتوی، زمانہ تصنیف نامعلوم، ناقل غیر مذکور، تاریخ نقل ۴ ماہ جمیعہ الثانی ۱۲۶۰ھ (پیر ۲۴ جون ۱۸۴۳ء) خط نستعلیق خفی، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۶۴ (صفحات ۳۳۴)، سطور فی صفحہ ۱۵، ٹائٹل بیچ پر تحریر عبارت کے بموجب ماہ جمیعہ الاول ۱۳۱۰ھ (نومبر دسمبر ۱۸۹۲ء) مخطوط کسی شخص خواجہ عزیز الدین کی ملکیت میں رہ چکا ہے۔ تقطیع ۱۳ x ۶.۶۳، ۲۳ سطری میٹر۔

شروع: فتح کلام خیر انجام بنام حکیمی سرزد کہ جمیع ذرات وجود محمد اوطاق است۔

اخیر: خلاصہ کلام آنکہ سقراط می گوید کہ اسی ارسیمجائش از دل خود در ساز، آلام جسمانی و دسادس شیطانی از رکھڑ مشبہات تو اے نفسانی عارض انسان شوند و آدمی را از کسب کمال توجہ باقتضای باز میدانند، مانند کوہ ہائے بے آب و گیاہ کہ در راہ مسافران بادیہ را مانع از وصول مقصود می گردند۔

کاتب کا اختتامیہ: تمت الرسالۃ بتاريخ مہمتم ماہ جمیعہ الثانی ۱۲۶۰ھ۔

505

66.

فائدہ عیمتہ

صوفیاء کی بعض اصطلاحات، مقامات و احوال اور اچھے اور بُرے اخلاق کے بارے میں ایک مختصر رسالہ ہے جو حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی ہے۔ اس سلسلے میں فائدہ عیمتہ میں مصنف کی معلومات قشیری رحمہ اللہ کی منازل السائرین، منشور الخطاب اور رسالۃ القشیری سے ماخوذ ہیں۔ اصطلاحات صوفیہ کے بیان سے قبل افعال و اخلاق حمیدہ کا بیان ہے تاہم ان کے ساتھ

مؤلف نے بن امور کا اپنی جانب سے اضافہ کیا ہے وہ ہیں ایمان کے بعض شعبے۔ بطور خلاصہ "فائدہ عمیمہ" میں ۶۴۰ سے کچھ اور اخلاق کا بیان ہے۔ ان میں سے تین سو سے کچھ اور اخلاق مذکورہ اور باقی اخلاق محمودہ ہیں۔

مضمون اخلاقیات، زبان عربی نثر، مؤلف علی ابن مسام الدین المشہر بالمتقی، زمانہ تالیف نامعلوم، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق خفی، کاغذ کشمیری، فولیو ۲۲، (صفحہ ۴۴) سطور فی صفحہ ۱۴۔

فائدہ عمیمہ کے ساتھ حسب ذیل رسالے ملحق ہیں:

۱۔ ختمہ عشر مکتوباً مترجمہ علی ابن مسام الدین المشہر بالمتقی۔ یہ خطوط قطب ربّانی شیخ سید عبدالقادر کیلانی قدس اللہ سرہ کے ہیں جو زبان عجمی (فارسی) تھے، اور علی ابن مسام الدین نے انہیں فارسی سے عربی کا جامہ پہنایا ہے۔ یہ خطوط قرآن کریم کی ۲۴۵ آیات پر مشتمل ہیں۔

مضمون تصوف و اخلاق، سال تالیف نامعلوم، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق مذکورہ، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۲ (صفحہ ۲۳)، سطور متذکرہ صدر۔

۲۔ مناقب ابوالعباس حضرت خضر علیہ السلام مؤلف شیخ عبداللطیف بن شیخ جمال بن شیخ سراج قدس سرہ العزیز۔ یہ رسالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ زمانہ تالیف، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، مضمون سوانح عمری، زبان عربی، خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری، ناقص الآخر، فولیو ۱۸ (۳۵ صفحات)، سطور فی صفحہ ۱۲، تقطیع سب کی: ۱۱، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ شروع: بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ نستعین فان خیر ناصر و معین۔

مجموعہ کے آخری صفحہ کی آخری سطر: واحفظ ما استحضرت ولا

تہنتک ماسترت فان لا االد۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

دیوان حافظ

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات حافظ کا ایک اور نسخہ ہے۔ البتہ دیگر نسخوں کے بالمقابل اس کی ترتیب قدرے مختلف ہے۔ اس نسخے کا آغاز قصائد، مثنویات اور ساقی ناموں سے ہوتا ہے۔ بعد ازاں حروف تہجی کے اعتبار سے غزلیات کا اندراج ہے۔ اخیر، برقععات ہیں محفوظ اول و آخر سے نامکمل ہے۔

مضمون شعر و ادب (دواوین)، زبان فارسی، شاعر نواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی متوفی ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء)، زمانہ تالیف چودھویں صدی عیسوی (آٹھویں صدی

ہجری)، بوجہ ناقص اول و آخر ہونے

کے کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم

تاہم تحریر کی بعض علامات کیطابق

گیارہویں صدی ہجری (سترھویں

صدی عیسوی) کی تحریر، فولیو ۳۰

پر ۱۲۹۲ھ ہجری (۱۸۷۷ء) میں

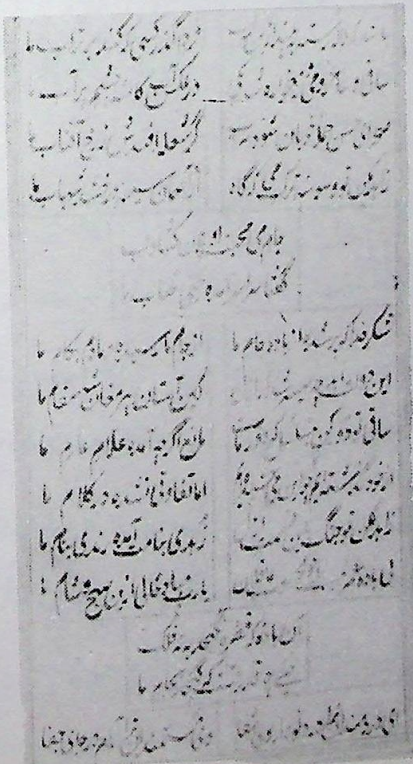
بعید بہاراجہ ربیب (ربیب) کے کثیر

قحط غلہ کی منظوم تاریخ، بعد از

اسی صفحہ پر ۱۳۰۵ھ (۱۸۸۷ء)

میں ارزانی غلہ کی منظوم تاریخ

یہ تاریخ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۰۷ھ



(منگل، ۱ ستمبر ۱۸۸۹ء) کو کسی شخص قادری کی تحریر ہے۔ فو لیو ۱۴ اور ۱۵ پر عبد الوہاب نامی کسی شخص کی مہر جس کا سال ۱۲۰۴ھ (۱۸۸۹ء) ہے جو صاف طور پر پڑھا جاتا ہے، خطی باریک، کاغذ غیر کشمیری، فو لیو ۱۹۵، اشعار فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۰۳ x ۱۹، ۶ سنٹی میٹر۔
آغاز: آنجا کہ باز ہمت او سازد آشیان۔

اختتام: سرای و مدرسہ و بحث علم و طاق و رواق چہ سود چون دل نادان ...

55

507

دیوان حافظ

اول و آخر سے ناقص، بے ترتیب مجموعہ اشعار ہے۔ اس مجموعہ میں اشعار کی ترتیب یوں ہے:

۱۔ ردیف الف کی غزلیات (پہلی غزل کا حرف مقطع کا شعر) ورق اسے ورق ۵ تک

۲۔ غزلیات ردیف ب (ورق ۷ سے ورق ۹ تک)

۳۔ غزلیات ردیف ت (ورق ۹ سے ورق ۳۶ تک)

۴۔ غزلیات ردیف واو (ورق ۳۷ سے ورق ۴۰ تک)

۵۔ غزلیات ردیف ح (ورق ۴۱ - ۴۶)

۶۔ ردیف ی (ورق ۴۶ - ۴۹)

۷۔ مشنوی و اشعار متفرقہ و ساقی نامہ (۴۹ - ۱۰۴)

۸۔ ردیف ن (۱۰۵ - ۱۱۰)

۹۔ ردیف و (۱۱۰ الف و ب)

۱۰۔ ردیف ت، ث، ج، ح، خ، د، ذ، ر، س، ش، ص،

ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ک، ل، م اور ردیف ہاے متفرق (ورق ۱۱۱ سے ورق ۲۳۹ تک)

مضمون دیوان اشعار، زبان فارسی، شاعر شمس الدین محمد بن شیخ کمال الدین معروف بہ خواجہ حافظ شیرازی (۷۲۰ھ - ۷۹۱ھ = ۱۳۲۰ - ۱۳۸۹ء)۔ کاتب و تاریخ کتابت بوجہ ناقص اول و آخر ہونے کے نامعلوم، خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری) اور ورق ۲۳۹ (۸، ۴ صفحات) ابیات فی صفحہ ۱۲، تقطیع: ۱۵، ۷ x ۲۲، ۶ سنتی میٹر۔
شروع: حضور کی گریہی خواہی از غائب مشو حافظ۔

متی مالتق من تہوی، درع دنیا و امہلہا
اخیر: خطت پسر ابرگرمہ می گردد بازار تکبرت تہی می گردد
مارانجل و دروغ زن میگوئی پیداست کہ مر روی سہ میگرد

41.

508

دیوان غنی کشمیری

حروف ہجاء کی ترتیب پر مبنی غزلیات و رباعیات کا انتہائی قدیم نسخہ دیوان غنی کا
کا یہ نسخہ، غنی کی وفات کے ۴۴ برس بعد معرض تحریر میں آیا ہے تقسیم مطالب حسب ذیل ہے:
۱۔ غزلیات فولیو ایک سے فولیو ۴۵ ب تک ۲۔ رباعیات فولیو ۴۵ الف سے فولیو ۴۹ ب تک۔

مخطوط مندرجہ ذیل اشخاص کی چٹروں کا حامل ہے:

۱۔ محمد اسلم (فولیو ۶) ۱۱۴۴ھ۔

کرم اللہ (ف ۱۳) ۱۱۶۵ھ "خرید امیر کرم دستگیر" ۱۱۴۸ھ

- ۳۔ فولیو ۲۰ الف اور ب دونوں پر حسب ذیل مہریں: محمد مقیم (چار مٹائی ہوئی مہریں)
 اور محمد اسلم ^{۱۱۶۵}ھ کی ایک مہر۔ نیز فولیو ۲۱ الف پر محمد مقیم کی ایک مٹائی ہوئی مہر۔
 ۴۔ فولیو ۳۰ الف پر کرم اللہ ^{۱۱۶۵}ھ کی ایک مہر۔
 ۵۔ فولیو ۴۶ الف پر محمد اسلم کی دو مہریں ایک بخط ثلث اور دوسری بخط نستعلیق

۱۱۶۴ھ۔

۶۔ فولیو ۴۸ الف پر پانچ مہریں، مکر دانستہ مٹائی ہوئیں
 مضمون شعر و سخن (دیوان اشعار) زبان فارسی، شاعر ملک الشعراء بابا محمد طاهر
 عرف اشائی، تخلص غنی، متوفی در کمال جوانی سنہ ۸۲۲ھ (۱۶۴۲ء / ۱۶۴۱ء)، کاتب ملک ابوالبت
 ہرقی، سنہ کتابت ماہ ربیع الثانی ۱۲۶ھ (اپریل ۱۶۱۴ء)، تاہم کاتب کے مطابق مخطوط
 دو تین برس کی مدت میں لکھا گیا، خط نستعلیق مایل بشکستہ، کاغذ کشمیری، فولیو ۴۹ (صفحہ ۱)
 ابیات فی صفحہ ۱۳، تقطیع: ۱۱، ۳ x ۱۹، ۱ سنٹی میٹر۔

شروع: جنو نے کو کہ از قیدِ نبرد بیرون کشم پارا
 کنم زنجیر پائے خویش تن دامنِ صحرا را
 اختتام: افتاده ام از درِ س ز دردِ اعضا
 کوشا گردی کہ مالِ اعضا
 بر بسترِ ضعف روز و شب بیمارم
 از گرمی غم گداخت جسم از آزارے
 کاتب کا اختتامیہ فولیو ۴۵ ب کے نیچے:

ایں نسخہ دلکش و فرحت افزا از شعرائے کاش میرِ حُسنِ نظیرِ ملک الشعراء بابا محمد

طاہر عرف اشانی تخلص غنی در ماہ ربیع الثانی سنہ ہزار یک صد و بیست و شش از دستخط عاصمی
مہجدان فقیر ملک ابوالبقا ہرتی از تحریر آمد ۱۲۶۱ھ۔

59.

509

دیوان کلیم

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات، رباعیات اور قصاید کا مجموعہ ہے۔ دیوان کے
پہلے خالی ورق کو چھوڑ کر، دوسرے ورق کے مطابق دیوان کا موجودہ نسخہ کسی شخص نے الحمد للہ
ولد رسول اللہ سے ۱۱۲ھ (غالباً ۱۲۱ھ = ۱۸۰۳ء) میں مبلغ چھ روپے میں خرید کیا تھا۔ دیوان
کلیم میں کشمیر کا ذکر ایک غمارت کی تعبیر کے سلسلے میں صفحہ ۳۵۲ پر مندرج ہے۔ نیز ملاحظہ ہو دوسرے
حصہ کا ص ۱۹۸ اور ص ۲۰۵ و ۲۰۶۔

مضمون دیوان اشعار، زبان فارسی، طالب کلیم کا ثانی متوفی ۱۰۶۱ھ (۱۶۵۱ء)

طالب کلیم شاہ جہاں (۱۰۳۴ھ - ۱۰۶۸ھ = ۱۶۲۷ء - ۱۶۵۷ء) کا ملک الشعراء تھا۔ اخیر عمر

میں کشمیر آیا تھا اور یہیں متذکرہ صدر تاریخ میں فوت ہو کر مزار شعراء واقع در گجن میں آغسہ

آرامگاہ پائی۔ غنی کشمیری نے اس مصرع میں تاریخ وفات کہی "طور معنی بود روشن از کلیم" (۱۰۶۱ھ)

کاتب غیر مذکور، تاریخ کتابت ۲۰ ماہ ذی الحجہ ۱۱۴۲ھ (۲۵ جون، روز پنج شنبہ، جماعت ۱۳۰۳ء)

تاریخ کتابت کے لئے ملاحظہ ہو ص ۳۶۴۔ خط نستعلیق مایل بہ شکستہ، کاغذ کشمیری، مخطوط

دو حصوں پر منقسم ہے۔ پہلا دیوان غزلیات پر اور دوسرا قصاید پر، صفحات ۵۸۰، ۱۰، وسط ابیات

فی صفحہ ۱۲، تقطیع: ۵ x ۱۱، ۲۰ سطری میٹر۔

شروع: بدل کردم بمستی عاقبت زہد ریائی را

رسانیدم باب از یمن می بنیاد تقوی را

آخری بیت: چو سازد ز منی شخص را تر دماغ کشد صورت نشاء را در دماغ

کاتب کا اختتامیہ صفحہ ۳۶۴ پر رباعیات کے اختتام پر:

تمت تمام شد، کار کاتب نظم شد۔ اس نسخہ شریف غزلیات ملک الشعراء طالبای کلیم حسب الفرمودہ ہرانی انتباہ چنتا من پندت جیو بجمت نور چشم از عمر بر خوردار..... جیو خلف الصدق ایشان طال عمره بتاریخ بیستم شہری الحج سنہ ہزار دیک صد و چہل دو با تمام رسید۔

دیوان کلیم کا ایک مخطوط زیر نمبر ۲۴ کتب خانہ مدرسہ مسیحیہ سالار جدیدہ تہران (ایران) میں موجود ہے۔ دیوان کلیم کے ابیات کی کل تعداد تیس ہزار اشعار تخمین کی گئی ہے۔

10.

510

دیوان واقف

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ ان کے علاوہ جو اصناف سخن دیوان میں ہیں یہ ہیں (۱) رباعیات (۲) فولیو ۲۶۵ سے فولیو ۲۷۷ تک، (۳) ترجیع بند (۴) فولیو ۲۷۷ سے فولیو ۲۸۸ تک، (۵) ترکیب بند (۶) فولیو ۲۸۸ سے ۲۸۹ تک)۔

مضمون شعرو سخن (دیوان اشعار) زبان فارسی، شاعر ملا نور العین واقف لاہوی زمانہ تالیف بارہویں صدی ہجری بعد اورنگ زیب عالمگیر (اٹھارویں صدی عیسوی) کاتب و تاریخ قیامت غیر مذکور، تاہم تیسرے صدی ہجری کے آغاز کی تحریر (انیسویں صدی کا آغاز) ٹائٹل کے صفحہ پر نور الدین یا عزیز الدین نام کسی شخص کی مہر جس پر ۱۲۶۳ھ ہجری (۱۸۴۷ء) تحریر ہے۔ مخطوط کی لوح (سرورق) انتہائی منقش (سُہرے اور آسمانی رنگ کی)، خط نستعلیق باریک عمدہ، دو کالمی تحریر، کاغذ دیسی (کشمیری) فولیو ۲۸۹ (۵۷۸) اوسط ابیات فی صفحہ

شروع :

ای بیزم شوق تو نالان زہر سوسازا رفته در ہر گوشہ زان سازها آوازا
ختم :

تو بامیخوار گان انباز بودی تو مفتون سرود ساز بودی
تو مجنون اداؤ ناز بودی تو واقف رند و شاہ باز بودی
ترا من پارسانستہ بودم

کاتب کا اختتامیہ :

الہی ہر آنکہ کہ این خط نوشت عفو کن گناہش عطا کن بہشت
من نوشتم صرف کردم روزگار من نسام این بماند یادگار

8.

511

ساتی نامہ ظہوری

چودہ ہزار ابیات پر مشتمل فارسی کی مشہور مثنوی ہے جس میں نام کے مطابق

شراب اور ساتی کی تعریف ہے۔ اہم مطالب و مضامین یہ ہیں :

تعریف بہار، تعریف ساتی، مذمت زاہد، تعریف میخانہ، تعریف ساکنان میخانہ، تعریف
میسفروش، ساتی، مے، خطاب بازہد، خطاب با ساتی، مذمت روزگار، مذمت اہل دنیا، تعریف
دل، خطاب باناصح، تعریف عشق، تعریف ساتی، شب مہتاب، تعریف مُطرب، تعریف
برہن شاہ، تعریف پادشاہ، تعریف بزم و آداب مجلس، تعریف برگ پان، تعریف رقاصان
تعریف مُقتار مجلس، تعریف شراب، تعریف چراغان، تعریف فانوس، تعریف عدل داوی

حکایت محدث شاہ عباس ماضی ایرانی، تعریف و توصیف قلعہ، تعریف توپ بزرگ، تعریف رزم بادشاہ، تعریف لنگر و حمام، تعریف مسجد و تعریف عمارات، تعریف باغ گلزار، تعریف انبہ بازار، تعریف ملک قہمی کہ مداح پادشاہ بود و مقابل ظہوری، مناجات، نعت سید المرسلین، منقبت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، در مدح پادشاہ و نصایح، تعریف صبح، بیان جرء انعام کشیدن و پائے قلم بہ امان اختتام کشیدن۔

مضمون شعر و سخن (مثنوی) زبان فارسی، شاعر ملاً نور الدین ظہوری متوفی ۱۰۲۶ھ (۱۶۱۴ء) کاتب محمد شہاب، تاریخ کتابت ۲۴ ماہ شعبان ۱۲۸۵ھ (۲۵ مئی ۱۸۶۷ء) روز سہ شنبہ، خط نستعلیق دو کالمی تحریر، لوح (سرورق) سادہ، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۶۲، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع: ۹۰، ۱۱ x ۲۰ سنٹی میٹر۔

شروع: ثنا ہا ہمہ ایزد پاک را ثریا دہ طارم تاک را

ختم: خوشا چشم شگرف فیروز دلش غیرت کان زنگار باد

کاتب کا اختتامیہ: تمام شد کتاب ساقی نامہ بفرمایش عزیز محمد بیوبست تاریخ بیست و ہفتم ماہ شعبان سنہ ہزار و دویست و ہفتاد۔

من نوشتم صرف کردم روزگار من نمانم این بماند یادگار

کاتب کتاب محمد شہاب راجی الی عنایت الملک الوداد۔

شاهنامہ

۲۳ عدد قلمی تصاویر پر مشتمل بحر متقارب میں جس کے ارکان فاعولن، فاعولن فاعولن فعل (دوبار) ہیں، قدیم اساطیری شاعران ایران کے محاورات اور لڑائیوں کی ایک طویل مثنوی

ہے۔ عام اندازہ اور خیال کے مطابق مثنوی مذکور ساٹھ ہزار ابیات کی حامل ہے۔ شاہنامہ کے متعلق عام خیال یہ ہے کہ شاہنامہ نہ صرف تاریخی کتاب ہے، بلکہ وعظ، اخلاق، حکمت، لغت اور اکثر فنون ادب پر مشتمل ہے۔ اس کے اشعار بطور حوالہ اور ضرب المثل پیش کئے جاتے ہیں۔ شاہنامہ کا موجودہ مخطوط انتہائی غیر مرتب ہے۔ جابجا رکاب یعنی مضامین کا تسلسل ٹوٹتا ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ اُدھر کر دوبارہ جلد بندی کی جائے قلمی تصاویر کی فہرست باعتبار فولیو حسب ذیل ہے :

۶۸ ، ۳۱ ، ۴۱ ، ۵۹ ، ۶۶ ، ۷۷ ، ۹۱ ، ۹۶ ، ۱۰۳ ، ۱۱۵ ، ۱۲۳ ، ۱۶۹

۱۶۸ ، ۱۸۵ ، ۱۸۶ ، ۱۸۷ ، ۲۰۷ ، ۲۲۱ ، ۲۴۱ ، ۲۴۳ ، ۲۶۷ ، ۲۸۷ اور

۲۸۹ (کل تعداد ۲۳۳ ، ۲۳ عدد تو ضمیمہ تصاویر)۔

مضمون تذکرہ (مثنوی) زبان فارسی، مثنوی نگار حکیم ابوالقاسم حسن بن محمد یا اسحاق بن شرف شاہ محمد بن منصور بن فخر الدین احمد المعروف بہ فردوسی طوسی متوفی ۱۱۴۰ھ یا ۱۱۶۰ھ (۱۰۲۰ یا ۱۰۲۵ء) مدفون بہ طوس (ایران) سال تصنیف ۱۱۰۰ھ (۱۰۰۹/۱۰۱۰ء) اس موضوع، مدت نظم اور سال اتمام کے سلسلے میں کہتا ہے :

بسی رنج بردم درین سال سی عجم زندہ کردم بدین پارسی

ز ہجرت شدہ پنج ہشتاد بار کہ گفتم من این نامہ ای شاہوار

کاتب، تاریخ کتابت اور نام مصور غیر مذکور، تاہم ابتدائی ڈوگرہ عہد کاش ہمار

غالباً عہد ہمارا جہ رنیر سنگھ آنجھانی (۱۸۵۷ء - ۱۸۸۵ء) کا، خط نستعلیق، چار کالمی تحریر،

لوح سادہ، کاغذ دیسی (کشیڑی)، تصاویر ۲۳، فولیو ۲۹۷ (صفحات ۵۹۴) اوسط تعداد ابیات

فی صفحہ ۴۹، تقطیع : ۳۰ ، ۳ × ۲۴ سنٹی میٹر۔

شروع: لوح (سرورق) کی جگہ پر "ہوالمراء، ہو الفاضل" تحریر (غالباً محمد مراد فاضل کاتب کا نام) بعد ازاں غرض میں یہ شعر:

بنام خداوند خورشید و ماہ کہ دلرا بنا مشن خرد داد راہ
ختم:

بپای آمد این داستان فرود کنوں رزم کاموس باید سرود
کاتب کا اختتامیہ: تمام شد دفتر اول از شاہنامہ ابوالقاسم فردوسی طوسی دریافت
نوٹ: شاہنامہ کی قلمی تصاویر ریاست جموں کشمیر کے آرٹ گالری میں ہے۔ (بسمولہ
آرٹ سے)

533.

513

مثنوی خسرو شیریں

ایران کی مشہور عشقیہ کہانی شیریں خسرو کی ایک بے ترتیب اور اول و آخر سے نامکمل
مثنوی ہے۔ اسی کے ضمن میں بہرام چوبین کا خسرو کے ساتھ جنگ کا بیان ہے۔ بعد ازاں شیروہ
کا خسرو کی جگہ تخت نشینی کا ذکر ہے۔ گذشتہ زمانہ میں مثنوی مذکور جب فارسی کا عروج تھا
کشمیر کے نصاب فارسی میں داخل تھی اور اسی لئے "خسرو شیریں" کے مخطوطات کی کثرت
ہے۔

مضمون قصص و حکایات (مثنوی) زبان فارسی، ناظم حکیم نظامی گنجوی متوفی
۱۲۱۰ھ (۱۸۲۱ء)، کاتب و تاریخ کتابت بوجہ ناقص اول و آخر نامعلوم، خط تعلیق
نصفی، اوراق ۱۶۸، تعداد ابیات فی ۱۵، کاغذ کشمیری، تقطیع ۱۸ x ۱۰.۵ سنٹی میٹر۔
شروع: زبس کا فتاد گزار در میداد جہانرا عدل نوشیروان شد از یاد

آخر کا شعر: پراگندہ دل و بے نور از اتم
نام مجموعہ دل رنجور از اتم

مخطوط میں کوئی خاص بات نہیں ہے اور بلاوجہ ایسا ناقص نسخہ خرید کیا گیا ہے۔

37

514

مثنوی لیلیٰ المجنون

عرب کے دو مشہور عاشق و معشوق لیلیٰ المجنون کی داستانِ معاشقہ پر مبنی ایک مفصل مثنوی ہے۔ یہ مثنوی ابوالمظفر شروران شاہ کے نام معنون ہے جو علاوہ بادشاہی کے مثنوی نگار کا مرقبی و سرپرست بھی تھا۔ علاوہ داستان کے جو فولیو ۳۱ (الف) سے شروع ہوتی ہے۔ مثنوی کے ابتدائی عنوانات یہ ہیں:

حمد خدا، نعت حضرت محمد مصطفیٰ، بیانِ معراج سرور کائنات، آفرینشِ موجودات، سببِ نظمِ کتاب، مدحِ پادشاہ، خطابِ زمین و بس، نصیحتِ فرزند و رجوعِ بمدحِ شاہزادہ، عالی قدر خودستائی شعر، نصیحتِ فرزند، تعریفِ شراب و ساقی، حکایتِ برسبیل تمثیل، اور اخیر میں کتاب کا خاتمہ بھی مدحِ پادشاہ اور ختمِ کتاب پر ہوتا ہے۔

مضمون داستان (بطرز مثنوی) 'زبان فارسی، مثنوی نگار حکیم نظامی گنجوی متوفی ۶۷۰ھ یا ۶۸۰ھ (بالترتیب ۱۲۱۰ء یا ۱۲۱۴ء)، تاریخ تصنیف سلح رجب ۵۸۲ھ (۲۵ ستمبر ۱۱۸۶ء)، کاتب کا نام دانستہ طور پر مٹا دیا گیا ہے، تاریخ کتابت ۲۴ ماہ جمیعہ الثانی ۱۲۶۹ھ (۴ اپریل، روزِ دو شنبہ، ۱۸۵۳ء)، خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری) سرورق سنہرے منقش (قالین یا پیپر ماشی کی نقاشی) فولیو ۱۶۶ (صفحات ۳۲۲)، ابیات فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۰.۹ x ۲۱ سنٹی میٹر۔

آغاز: ای نام تو بہترین سر آغاز بے نام تو نامہ کے کسم باز
 ختم: ایں نامہ کہ نام داوری باد بردولت او مظہری باد
 کاتب کا اختتامیہ: تمام شد کتاب لیلیٰ و مجنون بتاریخ بیست و چہارم ماہ جمیعہ الثانی
 ۱۲۶۹ھ بخطوط کے آخری ورق پر خطوط کے سابق مالک کا اینٹ بخت شکستہ تحریر ہے:
 ”ایں کتاب معلیٰ الالقب لیلیٰ مجنون من تصانیف شیخ الشیوخ اعیٰی جناب شیخ نظامی
 گنجوی از مال سعادت اطوار ستودہ سیرتواجہ محمد جیو پچہ ساکن انرمرہ ۱۲۶۹ھ“
 نوٹ: مثنوی لیلیٰ مجنون بیسویں صدی عیسوی کے آغاز تک کشمیر میں فارسی زبان کے
 نصاب میں خصوصیت سے داخل رہی ہے۔

42.

515

ہفت پیکر

چار ہزار پانچ سو ستر (۴۵۷۷) ابیات پر مشتمل خمسہ نظامی یا مثنویات پنج گنج کی
 چوتھی مثنوی ہے۔ حمد خدا و نعت محمدؐ، معراج اور مدح پادشاہ کے بعد کیفیت آفرینش کا
 بیان ہے۔ بعد ازاں بیٹے کو اندرز و نصیحت ہیں اور پھر تولد بہرام سے قصہ کا آغاز ہوتا ہے اور
 پانچویں شخص کی دہائی اور فریاد پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ مثنوی بادشاہ علاؤ الدین کے خفیہ اشارہ او
 تحریک سے لکھی گئی ہے۔ عام مصنفوں کی طرح مثنوی کے آغاز میں عذر تصنیف ہے۔ علاؤ الدین
 کا دوسرا لقب نصرۃ الدین اور نام ملک محمد شاہ تھا۔

مضمون داستان بہرام گور (مثنوی) زبان فارسی، مثنوی نگار حکیم نظامی گنجوی
 متوفی ۷۰۷ھ یا ۷۱۱ھ (۱۲۱۰ یا ۱۲۱۴ء) زمانہ تصنیف بارہویں عیسوی کا اخیر زمانہ،
 مقل و تاریخ نقل بوجہ ناقص الآخر نامعلوم، خط نستعلیق باریک، کاغذ دیسی (کشمیری) لوح

(مردوق) معمولی بیل بوٹوں کی حامل، فولیو ۱۸۷ (صفحات ۳۷۴) ابیات فی صفحہ ۱۳،

تقطیع: ۱۱، ۲ x ۹، ۴ انسٹی میٹر۔

شروع: ای جہاں دیدہ بود خویش از تو میج بودی نبود پیش از تو

آخری بیت:

شخص پنجم شاہ انجم گفت کای فلک با چہار طاق تو جفت

گذشتہ زمانے (موجودہ بیسویں صدی عیسوی کے رُبعِ اول تک) میں خمسہ نظامی یا

پنج گنج نظامی کی دیگر مثنویات کی طرح، مثنوی ہفت پیکر بھی کشمیر میں فارسی زبان کے نصاب

میں داخل رہی ہے۔ مثنوی ہفت پیکر ۱۲۹ھ (۱۸۷۳ء) میں مطبع منشی نول کشور لکھنؤ

میں منشی محمد انوار حسین تسلیم سہسوانی کے فارسی خاتمہ کے ساتھ ہندوستان میں پہلی بار شائع

ہوئی تھی۔ طباعت کا مہینہ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۰ھ مطابق ماہ جولائی ۱۸۷۳ء تھا۔

نجی خط

انیسویں صدی عیسوی کے آغاز کا ایک نجی خط ہے جس میں جاگیر کے تنازعات کا ذکر ہے۔ یہ تنانے موروثی جاگیرات کے سلسلے میں ہیں۔ ابتداء حسب دستور خیر و عافیت کے بیان سے ہے۔ اس سے بیسویں صدی کے محکمہ ڈاک کے خطوط اور پوسٹ کارڈوں کے سائز پر روشنی پڑتی ہے۔

مضمون 'نجی خط' زبان اردو، خط نگار سید محمد قاسم خان عرف سید ابراہیم شریف، تاریخ نگارش ۳۱ فروری ۱۹۲۳ء، مقام تحریر جیپور، مکتوب الیہ میر احمد علی صاحب برادر مکتوب نگار، مکتوب الیہ کا پتہ: لکھنؤ کٹرہ خدیار خان تھا، سعادت گنج، خط نستعلیق شکستہ انتہائی باز استادانہ، دونوں طرف تحریر۔ پشت پر پتہ کی جگہ الگ۔ سائز خورد۔

ابتداء: ۷۸۶، برادر عزیز القدر میر احمد علی صاحب زاد لطف، تسلیم مزاج مبارک اختتام: یہ کارڈ سبیل تعجیل میں لکھا ہے، آپ کا جواب مطلوب ہے۔

مکتوب نگار کا اختتامیہ:

فقط راقم آنکھ آپ کا ادنیٰ تا بعد اودعا گو سید محمد قاسم خان عرف سید ابراہیم شریف عفی عنہ، ۳۱ فروری ۱۹۲۳ء۔

مجموعہ خطوط

کشمیر کے مشہور شاعر و تذکرہ نویس عبدالاحد آزاد (۱۹۰۳ء - ۱۹۴۸ء) ساکن موضع رائے، تحصیل بڈگام، کشمیر کے نام حبیب اڈبا کے خطوط (کارڈوں) کا مجموعہ ہے۔ آزاد مدرسہ سوریار

کے مدرس اول تھے اور فارسی کا امتحان منشی پاس تھے۔

کارڈ نمبر ۱۔ یہ کارڈ سرینگر سے تحریر ہے اور تاریخ کتابت ۱۶ ماہ بہادروں بلاسنہ ہے۔ مکتوب نگار کے نام کی جگہ ”آپ کا خیر اندیش“ تحریر ہے۔ خط کا پتہ اردو میں اس طرح ہے: جناب مکرمی عبدالاحد آزاد، اول مدرس مدرسہ سورسیار، پوسٹ آفس ناگام کشمیر۔ خط جارج ششم کے فوٹو والے کارڈ پر ہے اور قیمت آدھ آنہ ہے۔

نمبر ۲، حسب ذیل ۱۲ کارڈ کشمیر کے مشہور صحافی پنڈت پریم ناتھ بزاز کی جانب سے عبدالاحد آزاد کے نام ہیں: ترتیب وار تاریخ کتابت یوں ہے:

۱۔ ۱۲ نومبر ۱۹۴۱ء۔ یہ خط ماسٹر عبدالاحد آزاد ڈاکخانہ ناگام کشمیر کے پتہ پر ہے۔

۲۔ ۲۴ فروری ۱۹۴۲ء۔ کارڈ کا پتہ ہے: بخد مت عبدالاحد آزاد، ماسٹر رائگرسکول

معرفت پوسٹ ماسٹر ناگام، ڈاکخانہ ناگام کشمیر

۳۔ ۲۳ اگست ۱۹۴۲ء۔ پتہ متذکرہ صدر۔

۴۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۲ء۔ ایضاً

۵۔ ۲۶ اپریل ۱۹۴۵ء۔ اس میں بجائے ڈاکخانہ ناگام کے ”ڈاکخانہ چار شریف کشمیر“

مندرج ہے۔

۶۔ ۱۲ مئی ۱۹۴۵ء۔ اس کارڈ میں ”ماسٹر گورنمنٹ سکول موضع برنہ وار بذریعہ پوسٹ

ماسٹر چار شریف“ تحریر ہے۔

۷۔ ۲۶ جون ۱۹۴۵ء۔ پتہ متذکرہ صدر۔

۸۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۴۶ء۔ پتہ میں عبدالاحد آزاد کے ساتھ معرفت پوسٹ ماسٹر ناگام کشمیر

تحریر ہے۔

۹-۲۲، نمبر ۱۹۴۶ء - پتہ میں عبدالاحد آزاد کے ساتھ معرفت پوٹھاسٹر نام کام کشمیر قریب ہے۔

۱۰- ۲۱ اگست ۱۹۴۶ء - ایضاً

۱۱- ۳۰ دسمبر - ایضاً

(نوٹ) متذکرہ صدر گیارہ کارڈ "ہمدرد آفس سرینگر" سے تحریر کئے گئے ہیں جس کی مہر انگریزی کارڈوں کی لوح پر ثبت ہے۔

باقی دو کارڈوں نمبر ۱۲ و ۱۳ کی تاریخ یوں ہے : ۲۳ جنوری بلاسنہ از سرینگر، ۲۵ جنوری بلاسنہ از دفتر ہمدرد۔

۱۲- دو خط آزاد کے نام غلام محمد نور محمد تاجران کتب مہاراج رنیر گنج بازار سرینگر کشمیر کی طرف سے ہیں۔ خطوں کے شروع میں کتب خانہ کی مہر بزبان اردو ہے۔ یہ دونوں کارڈ رانگرہ ڈاک خانہ چرار شریف بڈگام کے پتہ پر ہیں۔ ان میں خط نمبر ۲ ادبی نوعیت کا ہے۔ اس میں آزاد مرحوم کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ مجبور صاحب کے اخبارات میں دئے گئے حسب ذیل طرح معرلوں میں سے کسی ایک یا سب پر طبع آزمائی کریں۔

۱- ویسے ونتہ درد باغس آمت بہار آسیا

(سویار، نیار، قرار، مردار، خمار، شمار)

۲- بلبل لا گتھ آرتھ لولہ باغس چھاوان لوکٹ بہار

(خموار، طومار، نثار، اسرار)

۳- پوشن مالہ کراوان چھس۔

۱۳- یہ خط عبدالاحد آزاد کے نام بعنوان جناب عبدالاحد صاحب آزاد ہمید ماسٹر

چرار شریف، جمعہ ۱۸ جولائی ۱۹۴۶ء کی تحریر غلام محی الدین صوفی کا ہے جس میں موصوف نے اپنی انگریزی کتاب "کشمیر" کے باب ہشتم کی تحریر کے سلسلے میں آزاد صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

۱۴- یہ آخری خط پریم ناٹھ پر دیسی آنجنہانی کی طرف سے عبدالاحد آزاد کو مدرسہ مدرسہ

سورسار، ڈاک خاں چرار شریف کے پتہ پر تحریر ہے۔ یہ کلچرل محاذ، نمائش کاہ، سربنگہ سے بتاریخ ۲ فروری ۱۹۴۸ء کو لکھا گیا ہے۔ اس خط کے ذریعہ پردیسی نے آزاد صاحب کو کلچرل محاذ میں شمولیت کی دعوت دی ہے۔

43.

518

رقعات جامی

اُن ادبی و تاریخی خطوط و مراسلات کا مجموعہ ہے جو مصنف نے بقول اُس کے (مقدمہ میں ملاحظہ ہو) بحکم ضرورت اور مقتضائے حال چند رقععات، ارباب جاہ و جلال اور اصحاب فضل و کمال کے جواب میں لکھے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ کوئی صاحب اقبال ان کے مطالعہ سے مستفید ہو کر انشاء پر دہلی کی ایک مناسب اور اچھی روش اختیار کرے، صفحہ اول کے بعد رکاب (تعلق) ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے کتاب اور مصنف کا نام مشکوک ہو جاتا ہے۔ تاہم فو لیو ۱۰ کے رقم سے جو شواہد النبوة کی پشت پر ملک التجار کو لکھا گیا، اس امر کا ٹھوس ثبوت ملتا ہے کہ زیر بحث مخطوط "رقعات جامی" ہے، کیونکہ شواہد النبوة، جامی کی ۲۲ ویں تصنیف ہے۔

مضمون خطوط و انشاء پر دہلی، زبان فارسی، نشر، خطوط نگار مولانا نور الدین عبدالرحمان جامی متوفی ۱۰۸۹ھ (مجموعات، ۸ نومبر ۱۹۲۲ء)، کاتب غیر مذکور، تاریخ کتابت (فولیو ۱۵ پر ملاحظہ ہو)، جمیعہ الثانی ۱۲۶۹ھ (جمعہ، ۱۸ مارچ ۱۸۵۲ء)، خط نستعلیق خفی کاغذ کشمیری، فو لیو ۹۵ (صفحات ۱۸۹)، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع: ۲۰ x ۹، ۹، سنٹی میٹر۔

شروع: بعد از انشاء صحیفہ ثناء و محمد ﷺ الذی انزل علی عبدہ الکتاب۔

انیر: صاحب فضل علی، مولانا درویش علی کہ در صفحہ کتابت انگشت نما است و در صناعہ نظم و نشر فز بے ہمتا میان اصحاب قلم بخش نویسی مشہور است و بزبان ارباب بیان نویسی مذکور۔

تمت تمام شد بعون الملک المنان بتاریخ ہفتم جمیعہ الثانی ۱۲۶۹ھ۔

مخطوط کا نام رقعات جامی مخطوط کے ٹائٹل پیج (صفحہ و عنوان) پر لگی کی تاریخ پر مبنی ہے۔ مخطوط کے مطابق (فولیو ۱۶۱ ب) ۱۲۷۴ھ (۱۸۵۷ء) میں مخطوط خواجہ عبدالنور نے چکایا ہے جو انہوں نے کسی شخص محمد جیو سے ایک روپیہ مزب چکے میں خریدا تھا۔

68.

519

مجموعہ رسائل

حسب ذیل کتب و رسائل کا مجموعہ ہے :

- ۱۔ حقیقت مثال و خیال مطبوع و مقید (فولیو ۷، صفحات ۱۴) از میر سید علی ہمدانی۔ یہ رسالہ انہوں نے بعض انخوان الصفا کی التجا اور درخواست پر لکھا ہے، زبان فارسی، نشر بمطبع تصوف، سطور فی صفحہ ۱۴۔ کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، خط نستعلیق مایل بہ شکستہ۔
- ۲۔ تحفۃ العراقین از ابراہیم بدیل شیروانی خاقانی متوفی ۵۹۵ھ (۱۱۹۸/۹۹ء) فولیو ۱۲۷ تک۔ تحفۃ العراقین خاقانی نے سفر مکہ سے مراجعت کے موقع پر جب عراق عرب اور عجم سے گزرا تھا، منظوم کیا تھا۔ تاریخ کتابت ۱۲۶۹ھ (۱۸۵۳ء) کاتب غیر مذکور۔
- ۳۔ دو اوراق (صفحات ۴) منظوم در تعریف شاہ جہاں، شاعر و کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم۔

- ۴۔ دیوان طرزی فولیو ۱۴۲ سے فولیو ۱۶۱ تک۔ اخیر بر ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کی تاریخ و فائ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طرزی عہد شاہ جہانی کا شاعر تھا۔ کاتب جلال الدین مصری، تاریخ کتابت ۱۲۵۹ھ (۱۸۴۲ء)۔

- ۵۔ اشعار متفرقہ (فولیو ۱۶۲ سے ۱۶۴ تک)

- ۶۔ رقعہ فارسی برائے منشی زادہ پادشاہ فرخ میر در جہاب نامہ ورسید و صلی و قلم (۱۶۴-۱۸۷)۔ یہ رقعہ رعایت لفظی اور لغت و علم فزوشی کی صفت سے بھرپور ہے اور اشعار و مناسبت لفظیہ کا خاص طور پر حامل ہے۔

۷۔ فصل در شناخت غرہ قمری۔ یہ مختصر فصل ایسی صنعتوں (طریقوں) کی شناخت میں

ہے جن سے یہ دریافت کیا جاسکتا ہے کہ کس روز چاند دکھائی دینگا۔ (۱۸۸-۱۹۰)

۸۔ سیاق نامہ (حساب) (فولیو ۱۹۰ سے فولیو ۱۰۶ تک)۔ کاتب (غالباً مصنف بھی) امر

تاریخ کتابت ۲۴، ۲۵ شعبان ۱۲۵۲ھ (۱۵ نومبر، جمعرات ۱۸۳۸ء)۔

سیاق نامہ کے کاتب کا اختتامیہ :

تمت تمام شد، سیاق نامہ از دستخط تلمیذ پر تلمیذ بصورت آگند امر چند در ماہ شعبان

بتاریخ ۲۴، الہی بیامز خوانندہ را عفو کن گناہ نویسندہ را، ۱۲۵۲ھ

520.

54.

مجموعہ کتب

حسب ذیل مطبوعہ کتب پر مشتمل ہے :

۱۔ مثنوی ہفت پیکر نظامی مطبوعہ منشی نول کشور واقع لکھنؤ، سنہ طباعت ۱۲۹ھ

ماہ جمادی الاولیٰ (جولائی ۱۸۴۲ء)، صفحات ۱۱۹ چار کالمی تحریر، مضمون قصص و حکایات۔

۲۔ مثنوی منطق الطیر از خواجہ فرید الدین عطار مطبوعہ مطبوعہ منشی نول کشور واقع لکھنؤ

سنہ طباعت ربیع الاول ۱۲۸۸ھ (جون ۱۸۷۱ء)، صفحات ۱۱۲، چار کالمی تحریر، تاریخ تہذیب

منگل، ۲ رمضان المبارک ۱۲۸۳ھ (۲۳ نومبر ۱۸۷۱ء)، مضمون قصص و حکایات مبنی بر تصوف۔

۳۔ دیوان غنی مطبوعہ مطبوعہ منشی نول کشور واقع کانپور، تاریخ طباعت ماہ مارچ ۱۸۷۹ء

(صفر ۱۲۹۳ھ)، صفحات ۱۲۳، مضمون شعر و ادب (غزلیات و مثنوی و رباعیات)

نوٹ : قدیم مطبوعات ہونے کے پیش نظر ان کی حیثیت مخطوطات کی ہو چکی ہے۔

52

مہجور ڈائریاں

شاعر کشمیر میر زادہ غلام احمد مہجور (متولدہ ۱۱ اگست ۱۸۸۷ء و متوفی ۱۹ اپریل ۱۹۵۲ء)

کی بنی اور ذاتی امور پر مشتمل روزنامے میں۔ ان سے ہجور کی پرائیویٹ اور شخصی زندگی کی تاریخ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ ایک ڈائری (۱۹۳۹) پائونیر اعلیٰ تنظیمیں ڈائری) کی جلد کے اندرونی پہلے صفحے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجور کی تاریخ پیدائش "کاٹھوگو نہ بات ہجور" (۱۳۰۲ھ = ۱۸۸۵ء) کا فقہ اور کشمیری شاعری کا سال آغاز "کشمیری سخن دان" (۱۳۲۵ھ = ۱۹۲۶/۲۷ء) کا جلد ہے۔ ان ڈائیریوں یا روزناموں کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ زندگی میں انہیں احساس تھا کہ مرنے کے بعد انہیں کشمیری قوم کے ذریعہ فراموش نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے شعوری طور پر اتنے طویل عرصے تک اپنے روزنامے لکھے جو غالباً ریکارڈ ہیں۔ (نوٹ: ان ڈائیریوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بالکل بنی، کشمیری اندرونی اور بیرونی سیاست کے احوال و کوائف سے بالکل الگ تعلق ہیں)۔ ہجور کی یہ ڈائریاں مندرجہ ذیل سالوں سے متعلق ہیں:

۱۹۳۲ء۔ یہ ڈائری جمعہ یکم جنوری ۱۹۳۲ء کے احوال سے شروع ہو کر، ستمبر ۳۱ دسمبر

۱۹۳۲ء پر ختم ہوتی ہے۔

۱۹۳۳ء۔ از یکم جنوری، اتوار، ۱۹۳۳ء تا اتوار ۳۱ دسمبر ۱۹۳۳ء۔

۱۹۳۴ء۔ از پیر یکم جنوری ۱۹۳۴ء تا پیر ۳۱ دسمبر ۱۹۳۴ء

۱۹۳۵ء۔ از منگل یکم جنوری ۱۹۳۵ء تا منگل ۳۱ دسمبر ۱۹۳۵ء

۱۹۳۶ء۔ از بدھ یکم جنوری ۱۹۳۶ء تا جمعرات ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء

باقی ڈائیریوں کے سال یہ ہیں: ۱۹۳۷ء، ۱۹۳۸ء، ۱۹۳۹ء، ۱۹۴۰ء، ۱۹۴۱ء

۱۹۴۲ء، ۱۹۴۳ء، ۱۹۴۴ء، ۱۹۴۵ء، ۱۹۴۶ء، ۱۹۴۷ء، ۱۹۴۸ء، ۱۹۴۹ء، ۱۹۵۰ء اور

۱۹۵۱ء (اس میں بدھ ۳۱ جنوری ۱۹۵۱ء کے روزنامے (۲) کے تحت درج ہے: "مرزا عارف

عارف صاحب فون پرٹے۔ ۴ بجے شام کی دعوت دیتے ہیں۔" ۱۹۵۲ء

مضمون روزنامے، زبان اردو، روزنامہ نگار غلام احمد ہجور، زمانہ ۱۹۳۲ء سے

۱۹۵۲ء تک، خود نوشت، خط و کتابت کی تحریر، انداز بیان بے تکلفانہ، انتہائی نادر و نایاب

روزنامہ منگل ۳۰ جنوری ۱۹۵۱ء کے نمبر ۲، روزنامے کے تحت رقمطراز ہیں:

"دن بھر سوانح حبیبہ خاتون زیر کار رہی، صفحے مزید لکھے گئے۔" نیز (۷) اسی دن کے

روزنامہ میں "قدوائی صاحب اور اس کی اہلیہ: چند اشعار سنائے، سوانح حبیبہ خاتون کا اصرار ہے۔"

سوانح حبیبہ خاتون ۲۰۵ غروب آفتاب بجے

۲۰۰۳	۱۹۵۱	۲۰۵
۲۰۰۳	۱۹۵۱	۲۰۵
۲۰۰۳	۱۹۵۱	۲۰۵
۲۰۰۳	۱۹۵۱	۲۰۵

۱۰۱۔ لکھنؤ - دعوت ہوگا۔
 ۱۰۲۔ امیر اکبر - نائندہ رعنا دور تھا۔ دور مجاہد ان صلی علیہ وسلم۔
 ۱۰۳۔ دور مجاہد ۵۰ خورشیدی سے پہلے تھا۔
 ۱۰۴۔ غلامی رعنا دور تھا۔ کتا چلا گیا۔ مسلم جو گھر پر رہا۔
 ۱۰۵۔ رعنا دور تھا۔ نائندہ امیر اکبر آیا۔
 ۱۰۶۔ کتہہ علم کوئی سے کشتی باب رہا۔ اب چیت ہوگا۔ کتہہ میں کتہہ رہا۔
 ۱۰۷۔ امیر اکبر کتہہ گرا۔ رعنا میں ارطغرل کے دعوت ہوگا۔
 ۱۰۸۔ کتہہ امیر اکبر کتہہ گرا۔ بارہ دور رہا۔ دور رعنا دور تھا۔
 ۱۰۹۔ گورنری میں عبدالحق رہا۔ رعنا دور تھا۔ دعوت ہوگا۔
 ۱۱۰۔ رعنا دور تھا۔ رعنا دور تھا۔
 ۱۱۱۔ رعنا دور تھا۔ رعنا دور تھا۔
 ۱۱۲۔ رعنا دور تھا۔ رعنا دور تھا۔

اخبار الاخبار فی اسرار الابرار

ہندی و غیر ہندی صوفیائے کرام و بزرگان عظام کا تذکرہ ہے۔ ماسوائے مؤلف کے ان کی تعداد ۱۴۰ ہے۔ مخطوط کے شروع میں چھ فولیوز ان بزرگان کرام کے حالات طیبات کے لئے وقف ہیں۔ کتاب کا تذکرہ صدر فولیو ۸ (الف) کی پہلی سطر میں درج ہے بلحاظ مصنفین ترتیب کتاب یوں ہے :

۱۔ طبقہ اول در ذکر خواجہ بزرگ معین الحق والدین کر سہلقہ و مشایخ کبار و اقدم سلسلہ چشتیہ این دیار است۔

۲۔ طبقہ دوم در ذکر شیخ فرید الحق والدین گنج شکر۔

۳۔ طبقہ سیوم از زمان شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی۔

۴۔ خاتمہ در ذکر بعضی اسلاف کاتب و جمعی از احوال ایشان۔

لیکن خاتمہ سے قبل بعض مجذوبوں اور چند پارسا عورتوں کا بھی بیان ہے۔

مضمون تذکرہ صوفیاء، زبان فارسی نشر، مؤلف عبد الحق بن سیف الدین دہلوی، ترک

البخاری (۹۵۶ھ - ۱۰۵۲ھ = ۱۵۴۹ء - ۱۶۴۲ء) سال تصنیف ۱۰۴۸ھ (۱۶۳۸ء)

”کئی ذکر اولیاء“ تاریخ ہے۔ کاتب و ناقل احسن، تاریخ کتابت ۲۴ ماہ ذی قعدہ، روز جمعہ

بوقت عصر ۱۲۴۳ھ (۱۶ جولائی، ۱۸۵۷ء)، تخط نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری، تعداد

فولیو ۲۹۹، سطور فی صفحہ ۱۷۔ تقطیع : ۱۳ x ۲۳ سنٹی میٹر۔

فائصل کے صفحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخطوط اوائل محرم الحرام ۱۲۸۵ھ (اواخر

اپریل، ۱۸۶۸ء) میں خواجہ غفور شاہ نقشبندی کی ملکیت میں اور بعد ازاں ۱۲۹۲ھ

(۱۸۷۵ء) میں خواجہ حسن شاہ نقشبندی کی ملکیت میں رہ چکا ہے۔ اس سلسلے میں

دونوں کی مہر ملکیت ثبت ہیں۔

آغاز: شکر حضرت و اہب العطیات را تعالیٰ و تقدس کہ عطایای اورا

پایان نیست۔

اختتام: بہ پیشت داد خواہان آمدم از ظلم مکاران

نظر از گوشہ عین عنایت جانب ماکن

کاتب کا اختتامیہ: ۲۴ ماہ ذی القعدہ روز جمعہ بوقت عصر اتمام یافت

۱۲۴۳ ہزار و دوصد و ہفتاد و سہ اتمام یافت اللہم اغض لکاتبہ۔

نوٹ: اختتام کا مذکورہ بالا شعر ان سائٹ اشعار کے قصیدہ کا آخری شعر ہے جس کا

آغاز بقول معتمد دہلی میں اور تکمیل زیارت مدینہ مطہرہ کے موقع پر ہوئی تھی۔

متفرقات

تقریفة

الواب فوايد و فرايد

مختلف النوع موضوعات پر ایک جامع رسالہ ہے۔ فہرست الواب دہ مضامین حسب ذیل ہے :

- ۱۔ باب اول در آیات شریفہ و کلمات منیفہ ۲۔ باب دوم در احادیث نبویہ ۳۔ باب سوم در ادعیہ و تعویذات ۴۔ باب چہارم در مسایل فقہیہ ۵۔ باب پنجم در ابیات لطیفہ و اشعار غریبہ ۶۔ باب ششم در فوايد طیبہ و معالجات بدنیہ ۷۔ باب ہفتم در وثائق شرعیہ و مکتوبات و رقعات ۸۔ باب ہشتم در طلسمات غریبہ و سیرخات عجیبہ و فوايد کیمیا ۹۔ باب نہم در خواص جانوران از نفع و مضرت و غیر آن ۱۰۔ باب دہم در فوايد متفرقہ و زوائد شتی و بہ الکتاب انتہی۔
- مضمون متفرقات، زبان فارسی نشر، مصنف کا نام اور تاریخ تصنیف اس مقام پر ورق نہ ہونے کے باعث نامعلوم، ناقل و تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق مایل بہ شکستہ، فولیو ۵۷ (صفحات ۱۱۴)، سطوری صفحہ متفرق، کاغذ کثیر۔

تقطیع : ۱۴ x ۲۴ سنٹی میٹر۔

آغاز : کہ ندائے جان فرمائے انا فصیح العرب والعجم بمجامع عالمیان رسانید۔

اختتام : جس شکل میں نقطہ منہی ہوا اس شکل کو اور جو شکل از روے

دایرہ کے صاحب خانہ کے ہے، آپس ضرب ، نتیجہ اگر سعد ہو تو حکم سعادت لگا دے اگر محس ہے تو حکم نحوست۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

رسالہ خاقانیہ

ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہ جہاں بادشاہ ہند (۱۰۳۶ھ - ۱۰۶۸ھ = ۱۶۲۶ء - ۱۶۵۷ء) کے حکم سے تخلیقِ عالم کے متعلق ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے۔ یہ اُن فلاسفہ کی ترویج میں ہے جن کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تخلیقِ عالم غیر شعوری طور پر ہوئی ہے۔ فیضانِ وجود اس کے لئے اُسی طرح ضروری ہے جس طرح آفتاب کے لئے روشنی۔ رسالہ کا سبب تالیف یہ ہے کہ عراق کے وزیر نے محمد فاروق مشرف اور محب علی واقعہ نویس کے توسط سے جوہاں نثار خان کی امارت میں بھیجے تھے، بادشاہ ہند شاہ جہاں سے دریافت کیا تھا کہ آیا یہ بات درست ہے کہ امام غزالی نے مسئلہ وجودِ عالم کا ابدی و دائمی ہونا کے اعتقاد اور اللہ تعالیٰ سے علم و اجاب کی نفی (انکار) کے باعث شیخ ابوالنصر فارابی اور شیخ ابوعلی سینا کی تکفیر کی ہے؟ شاہ جہاں نے اس مسئلہ کا جواب معصوف رسالہ کے سپرد کیا تھا، اور اس طرح رسالہ خاقانیہ سوالِ مذکور کے جواب میں معرضِ وجود میں آیا۔

مضمونِ فلسفہ عالم، زبانِ عربی، نشر لیکن سوال کی زبان فارسی، مؤلف عبدالحکیم بن نفیس الدین سیالکوٹی متوفی ۶۷۰ھ یا ۶۷۱ھ (۱۶۵۶ء یا ۱۶۵۷ء)، لیکن زیادہ صحیح دوسری تاریخ ہے جیسا کہ "دلی مخزنِ علم عبدالحکیم" کے مادہ تاریخ وفات سے مفہوم ہوتا ہے۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی اکابر علمائے ہند سے تھے اور جامعِ علوم و فنون تھے۔ شاہ جہاں کے عہد میں انتہائی محترم و معزز تھے اور سردارِ علماء خیال کئے جاتے تھے۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کو "آفتابِ پنجاب" کا لقب دیا تھا۔ شہنشاہِ وقت کی جانب سے ایک لاکھ روپیہ وظیفہ مقرر تھا۔ تاریخ شروع رسالہ خاقانیہ جمعہ ۵ ربیع الثانی

اور تاریخ اختتام جمعہ ۱۲ ربیع الثانی

۱۵۴۷ھ (از ۱۳ اپریل ۱۹۲۷ء تا

۱۶ مئی ۱۹۲۷ء) غائباً مصنف کا

نمود نوشت خط نسخ استادانہ، فولیو

اول اور فولیو ۳ کی الواح منقشہ

کاغذ غیر کشمیری، فولیو ۳۲، بطور فی

صفحہ ۱۱، تقطیع: ۱۱۰۶ x ۱۷۸

سنٹی میٹر۔ رسالہ مذکور نایاب ہے

اور انتہائی بیش قیمت۔

آغاز: هو العالم۔ افادیت

پناہ، افانست دستگاہ، جامع

معقول و منقول، حادثی، فروع و

اصول و حید العصر بادراک نشاۃین و احراز دارین کامیاب باشند۔

اختتام: ولیکن هذا آخر ما قصدنا ایراده فی هذه الرسالة

الخاقانية حامد اللہ و مصليا علی نبیه وآله، شاعر عارفی تحریر

ضحوة يوم الجمعة خامس ثانی الربیعین بمآ تبیضه فی آخر يوم الجمعة ثانی

عشر منه فی سنة الف و سبع و خمسين من هجرة تدعی اللہ و علیہ وسلم۔

رسالہ در علم اکسیر و کیمیا

حسب ذیل ابواب و فصول پر مشتمل علم اکسیر و کیمیا گری کا رسالہ ہے :

باب اول (عنوان نامعلوم) تا ہم اس کے اہم مطالب یہ ہیں : ترکیب نقرہ، ترکیب شمس، ترکیب زر۔

باب دوم در بیان گیت پرت، اکسیر القمر۔ (۱۴-۲۱)

باب سیوم در بیان قایم النار کردن و مصفا کردن سیماب (۲۱-۲۴)

باب چہارم در بیان ثابت کردن و روغن کشیدن و مصفا کردن کبریت (۲۴-۲۶)

باب پنجم در بیان ثابت کردن و پاک کردن زرنیخ (۲۶)

باب ششم در بیان پاک کردن سرب و قلعی (۲۹-۳۰)

باب ہفتم در بیان پاک و مصفا کردن مس و آہن (۳۰-۳۲)

باب ہشتم در بیان ثابت کردن سنگ بھری و صفت کان کبریت (۳۲-۳۵)

باب نہم در بیان ثابت کردن حل طلق (۳۵-۳۶)

باب دہم در بیان حل نوشادر (۳۸-۳۹)

باب یازدہم در بیان حل کردن انواع اجساد و شکنجہ و ہر رنگ و ہر صفت

(۳۹-۴۶)

باب دوازدہم (۴۶-۵۸)

اس کے ساتھ ہی ملحق علم اکسیر و کیمیا میں ایک بے عنوان رسالہ ہے جس کے

عنوان و ابواب یہ ہیں : قمرہ جزو، فراہفت جزو، جوہر علم پنج جزو، شمس الہ رد وادہ جزو

مشتی چہار جزو، باب در شناختن برنج و مشتق، باب در مغز ذات اکسیر، باب حجر القلع، باب زحل، باب جملان رابع تجربہ شدہ، باب جملان شمس، باب عمل شمس، باب در عمل قمری، فصل در کشتن سیلاب و فصل در کشتن فولاد، فصل در کشتن طلق، فصل در کشتن نقرہ، فصل در کشتن طلا، در کشتن مس، قتل قلعی، فصل در تحصیل علم اکسیر و سایر علوم عجیبہ، انیر کے تین صفحات حکمت کی منظوم تعریف پر مشتمل ہیں۔ ان کا قایل کوئی شخص نعمت اللہ ہے۔ مضمون اکسیر و کیمیا، زبان فارسی و نشر، مصنف نامعلوم، کاتب نامعلوم، سال کتابت نامعلوم، خط نستعلیق، کاغذ کشتیری، صفحہ اول و آخر سے ناقص۔ اوراق ۷۸، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۱ x ۱۷، اسنٹی میٹر۔

شروع : انبرقی یکیک روز تسفیہ کند

انیر : بگیر از نعمت اللہ این باسرا

کہ ماء البیض خوانندش بگفتار

232

526

رسائل طب

تین رسائل کا مجموعہ ہے۔ ابتدائی اوراق نہ ہونے کے باعث ان کا اصلی و حقیقی نام معلوم نہ ہو سکا۔ ان میں سے پہلا رسالہ امراض و دماغ اور قلب سے متعلق ہے اور ستاون ابواب اور ایک مقالہ پر جو علم طب کے مقدمات میں ہے مشتمل ہے، جو امراض اور ان کا علاج تجویز کیا گیا ہے، حسب ذیل ہے

ہمداع، سرسام، دوار و سدر، کابوس، صرع، سکتہ، سیات، مالیخولیا، نسیان و حلق، عشق، لقمہ، اختلاج، رعشہ، فالج، دمعہ، گرانی و درد گوش، زکام و نزله، رُعاف،

اختتام: در آب سرد بماند بعد حرح خشکی نوشادر وارند داده سریع سازد۔

527

139

لطایف نعمت خان عالی

(صفحہ ۴۷ و ۴۹)

نعمت خان عالی جو اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں درباری مورخ تھا اور جس نے دکن میں عالمگیر کی فتوحات اور واقعات کا ذکر کیا ہے، کی مزاحیہ نگارشات و لطایف و حکایات کا مجموعہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو علم طب و جراثیم و مذہبی اصطلاحات اور علوم معقولہ و منقولہ سے کافی واقفیت حاصل تھی۔ ان لطایف و حکایات کا دائرہ انہی اصطلاحات کے ارد گرد گھومتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اپنے عہد کے خان و خوانین اور علماء و فضلاء پر پھبتیاں بھی ہیں۔ لیکن زیادہ تر مغلفات اور ابتذال سے بھرپور ہے۔

مصنفون لطائف و ظرائف، زبان فارسی نشر، مصنف نعمت خان عالی (ملاحظہ ہو مخطوطہ کا صفحہ ۱۵، ۴۷، ۴۹) سال تصنیف ۹۹۹ھ (۸۸ - ۱۷۸۷ء) کے لگ بھگ (ص ۳۱)۔ کاتب و ناقل ندارد، تاریخ کتابت نامعلوم، جا بجا املا کے اغلاط سے پر، اندازاً سو برس پرانی تحریر، خط نستعلیق سادہ، حواشی پر مشکل الفاظ و اصطلاحات کے فارسی میں معانی، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۱۵۶، سطور فی صفحہ ۹۔ تقطیع ۱۵ x ۲۴ سنٹی میٹر۔ ابتداء: حکیم علی الاطلاق اذ دار الشفاء رحمت و نسوہ کامل الضاعت قدر بموجب خلق لکل داء دواء۔

اختتام: خان مسطور صحیفہ کاملہ دعوت بہ تعظیم تمام خواندہ عرض کر دے کہ میں فتنہ بہمن حریزیمانی اسم اعظم ناپید خواہد شد و احتیاج صغی و جوشی نبودہ باشد فقط۔

مجمع البحرین

فارسی نشریں علم کیمیا گری کا طویل اور مفصل رسالہ ہے۔ اس کا مصنف کوئی شخص شاہ خیر اللہ حقانی مہاپتہ ہے۔ مجمع البحرین جس کا نام کتاب کے دومقام (مقدمہ ورق ۲ (ب) ورق ۹ (الف)) پر درج ہے ۱۱۵۸ھ (۱۷۴۵ء) میں تصنیف ہوا۔ یہ امر اس تاریخی قطعہ سے نمایاں ہے:

چو کردم نسخہ مجمع دلفریبی بالہامی کہ مارا داد باری
چو تاریخش بحسبم از سروشی بگو شتم گفت "دایم فیض جاری"
مصنف کا نام شاہ خیر اللہ حقانی کتاب کے دومقام پر وارد ہے، ایک ورق ۲ (الف) پر اور دوسرے ورق ۲۸ (الف) پر۔ مخطوط میں مختلف قسم کی کیمیا گری کے لاتعداد نسخے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اسے اس فن کی لاثانی کتاب قرار دیا گیا ہے اور جس کے متعلق بقول مصنف اب تک کسی کو خبر نہیں ہے۔

مجمع البحرین باعتبار مضامین ایک مقدمہ اور ایک فایده (ورق ایک سے تا ورق ۹ (ب) اور ۳۳ ابواب پر مشتمل ہے۔ ان ۳۳ ابواب کی فہرست مجمل طور پر مقدمہ کے بعد کتاب کے آغاز میں سرخ روشنی سے دیدی گئی ہے بتفصیل یوں ہے:

باب اول در تنقیۃ اجساد و ارواح و املاح، باب دوم در تنقیۃ و تصعید سیاب و حل آن، باب سیوم در حل کردن طیار با تیزابہائے تند و تیز مشتمل بر دوازدہ فصل، باب چهارم در تدبیر احجار و اجساد و ارواح، باب پنجم در عمل کبریت، باب ششم در تدبیر عقاب حل آتشی، باب ہفتم در تقطیر آبہا تند و تیز، باب ہشتم در تدبیر حل و اجساد و آبہا

حادثہ و نسد و تیز، باب نہم در تدابیر اوزان مزاج، باب دہم در تدابیر ملکہا، باب یازدہم در تصعید ارواح و انفاس و اطاح، باب دواز دہم در تدبیر تصویہ اصلاح، باب سیز دہم در قیام اطاح و اکسیر ساختن، باب چہار دہم در حل تقطیر ملکہا و زاجہا، باب پانزدہم در تدابیر حل کامل، باب شانزدہم در حل کردن سحاب باب ہفتم دہم در تدبیر قیام ملح، باب ہیج دہم در تدبیر ہاے ماء اترج و ماء رایب، باب نوز دہم در قیام و حل تقطیر، باب بیست در تدابیر ماء مغزی، باب بیست و یکم در حل و تقطیر و حدید و در تحلیل اجساد، باب بیست و دویم در حل و تقطیر عقاب و ماء خالہ، باب بیست و سویم در حل و تقطیر عقاب، باب بیست و چہارم در حل اکسیر باب بیست و پنجم در تدابیر ماء جمر الاصول، باب بیست و ششم در تدابیر اکسیر، باب بیست و ہفتم در حل کبریت، باب بیست و ہشتم در تدابیر اتجار محمدی، باب بیست و نہم در حل رغوہ، باب سی ام در تدبیر اتجار حیوانی، باب سی و یکم..... باب سی و دوم در تدابیر ساختن اکسیر از سم ہا، باب سی و سویم در حل متفرقہ۔

مضمون کیمیا گری، مصنف شاہ خیر اللہ حقانی، زبان فارسی نشر، سال تصنیف

۱۵۸۵ھ، تعداد اوراق ۱۶۶ (ورق ۱۲۶ ب اور ورق ۱۲۷ خالی از تحریر)،

تقطیع: $۱۱ \frac{۱}{۲} \times ۱۹ \frac{۱}{۲}$ سنٹی میٹر، تعداد سطور فی صفحہ ۱۳، خط تعلیق سادہ

شکستہ آمیز، کاغذ کشیری، عنوانات لال روشنائی سے۔ نام ناقل نامعلوم،

آغاز: حمد و ثناء سے ہر گونہ برآں حکیم مطلق برحق را سزاوار است کہ حکمت بالغہ از جزو کل ایجاد عالم را از کتم عدم بر منصفہ ظہور آورد۔

خاتمہ: چند انکہ خواہ قالب ہا بسیار بسیار تیار کردہ بدستور یک بار عمل نماید در یک

ساعت ہمہ تیار می شوند، این را در عمل آوردہ ضبط نماید، ضرورت است۔

مجمع الصنائع

فارسی صنایع برایع پر مشتمل ایک طویل و ضخیم رسالہ ہے۔ انہیں صنایع برایع کے ضمن میں بعض اہم تاریخی و علمی امور و مسائل کا بیان ہے۔ کتاب کا نام مجمع الصنائع اسی کتاب کے فولیو ۹ پر مذکور ہے۔ کتاب سال کی چار فصلوں کے مطابق چار فصول پر مشتمل ہے۔ اس تفصیل کے ساتھ :

فصل اول در تقسیم کلام، فصل دوم در بیان برایع لفظی، فصل سوم در ذکر صنایع معنوی، فصل چہارم در ذکر مرقات شاعری، و خاتمہ در بیان بعضی از الفاظ کہ بدین فن مناسبت دارد۔

مضمون صنایع برایع، زبان فارسی نشر، مؤلف شیخ نظام الدین احمد بن شیخ محمد صالح بجنوری، تاریخ تصنیف ۱۲۵۰ھ (۱۶۴۹ء - ۱۶۵۰ء) جیسا کہ مقدمہ کے اس شعر سے مفہوم ہے۔
شعر میں لفظ "غنی" بحساب جمل کتاب کی تاریخ ہے:

این نامہ کہ دور باد از آسیب در سال "غنی" شد غنی از زیب

ناقل و کاتب نامعلوم، تاریخ نقل جمعہ دوپہر بعد ۱۴ ماہ ربیع الثانی ۱۲۵۶ھ

اکتوبر ۱۲۶۶ھ) خط نستعلیق متوسط سادہ، کاغذ غیر شمیری، فولیوز ۹۰، سطور فی صفحہ ۱۷،
مخطوط کسی شخص مظفر حسین کی ملکیت میں رہ چکا ہے، چنانکہ مخطوط کے شروع میں ان کے قلم کے
یہ الفاظ درج ہیں: قد دخل فی الملک وان العبد المدعو بمظفر حسین عفی
بن مسیح الدولہ مرحوم، ۵ جنوری ۱۲۵۶ھ اس عبارت کے عین نیچے انہیں مظفر حسین کی اس
عبارت کی ترمیم مہر ہے: بر اعدای دین شد مظفر حسین (دین کے دشمنوں پر حسین فتح مند ہے)

یاد رہے مظفر حسین مالک کا نام ہے اور مذکورہ ترجمہ کا حامل بھی تقطیع: ۱۴ x ۲۱/۲ سنی میٹر۔

آغاز: الحمد للہ الذی انعم علینا وهدانا لى الاسلام۔

اختتام: و آں روز تا شب بریں دو بیت بعیش و عشرت گذرانید۔

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شدہ نسخہ المستثنیٰ مجمع الصنائع تصنیف شیخ
نظام الدین احمد بن شیخ محمد صالح بجنوری بروز مبارک جمعہ وقت دوپہر گزشتہ فی التاریخ شانزدہم
شہر ربیع الثانی مطابق ۱۳۸۵ ہجری نبوی علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات۔ اللہم حفظ
لہما حبہما وقاربہما و سامعہما و کاتبہما من بلاء الدنیا و الآخرة و اوصل علینا فتوح الکونین
محررۃ النبى و آلہ الامجاد۔

448

530

مقالات در بیان ارث

یہ طویل و عریض قصیدہ علم فرایض (علم توریث) کے بیان میں ہے تقسیم مطالب
حسب ذیل ہے:

حمد خالق اکبر، نعت سید المرسلین، مدح چار یار، سبب تالیف کتاب، توصیف ابو
المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر، مقالہ در ترتیب متحققین، مقالہ در بیان مانع ارث،
مقالہ در بیان احوال اصحاب فرایض، مقالہ در بیان احوال اب وجہ، مقالہ در بیان احوال ام،
مقالہ در بیان احوال زوج، مقالہ در بیان اخوات علا، مقالہ در بیان احوال جد صمیم،
مقالہ در بیان عصبہ، در حجب، مقالہ در بیان معرفت فروغن و انواع مخارج آن،
مقالہ در بیان عول، در معرفت تماثل و توافق و تنابین کہ در میان دو عدد باشد، مقالہ در بیان
تصحیح مسایل، در معرفت سہم ہر فرقہ، مقالہ در قسمت تزکات در میان ورثہ وغیرہ، مقالہ در بیان

رد، در بیان مقاصد، مسئلہ اکر یہ، در بیان مناسخ، در بیان ذوی الارحام، مقالہ در بیان
 نصف ثالث، در بیان نصف رابع، در بیان اولاد نصف رابع، مقالہ در بیان احوال خنثی منکر،
 مقالہ در بیان حکم غرق شدگان و سونشکان و غیرہ در ختم کتاب۔

مضمون علم فرائض (وراثت)، بشکل قصیدہ فارسی، ناظم ملا محمد امین گانی کشمیری
 زمانہ، تالیف عہد اورنگ زیب (۱۰۶۸ھ - ۱۱۱۸ھ = ۱۶۵۸ - ۱۷۰۶ء)، کاتب بقول
 محمد امین بن ہجور متوفی فردی ۹۸۱ھ، شیخ محمد عابد بن شیخ محمد زاہد ساکن کد لون کلان، پرکنہ
 اسلام آباد، تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم دوسو برس کا قدیم نسخہ، خط نستعلیق باریک، کاغذ
 دیسی (کشمیری) اور اقی ۱۸، ابیات فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۶، ۸ x ۸، ۱۶ سنٹی میٹر۔

آغاز: باشد از حمد خالق اکبر جان ددل زندہ و زبا نم تر
 اختتام: شاید از نیکو ہمت اصلی بخشدم ایزد جہاں داور
 کاتب کا اختتامیہ: تم تم تم، تمت الکتب۔
 مخطوطہ غیر مطبوعہ اور نایاب ہے۔

نقول کاغذات بزبان فارسی وارادو

ان کاغذات کا جو دراصل نمشک یادستاویز ہیں، کشمیر کے نقشبندی خاندان کی مختلف
 جاگیروں سے تعلق ہے جو موضع برین، صفانگری اور کاکاپور اور باباپور وغیرہ میں تھیں اور جو بعد
 میں شاخ در شاخ ہونے کے باعث خاندانی رقابتوں اور جھگڑوں میں تبدیل ہو گئی تھیں۔ یہ
 جاگیرات کچھ تو بطور نیاز حاصل کی گئی تھیں اور کچھ شاہان مغلیہ چغتائیہ کی جانب سے بطور
 تحفہ یا انعام۔ نقول کی فہرست یوں ہے:

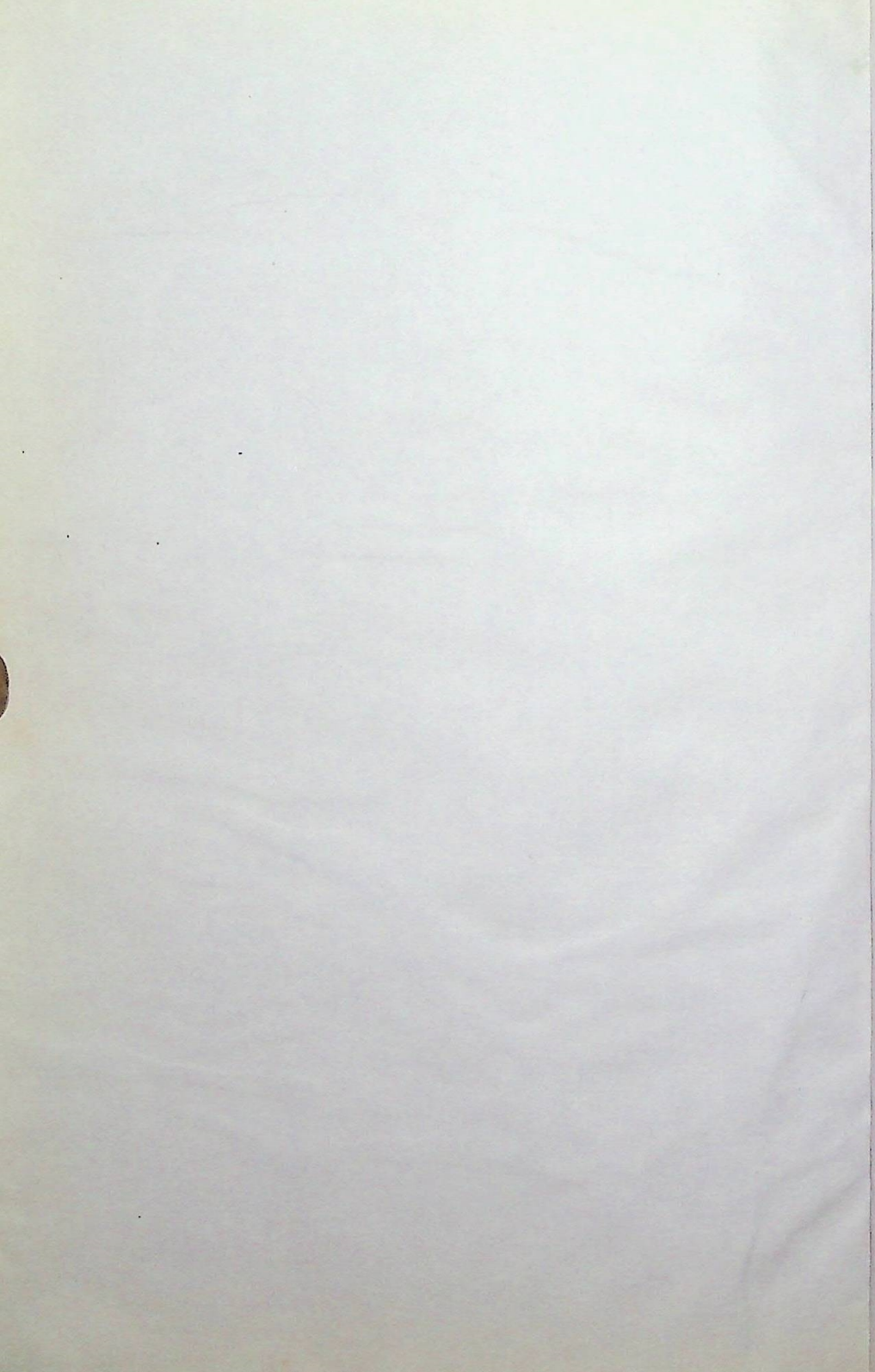
- ۱۔ نقل بیان کہ در محکمہٴ بند و بست وارد شدہ است (بزبان اردو، سوا تین صفحات)
- ۲۔ روبکار با جلاس کرنیل ہنری شنگری، بزبان فارسی، تقریباً دو صفحات۔
- ۳۔ حکمتانہ مواضعات کلاروح، لولی پورہ، کاکاپورہ، آریجام، برین، لام، ہٹی پٹل، بھنید، صفانگری، باباپور اور وایل کے عمال اور کارندوں کے نام۔ اس کا تعلق خواجہ شاہ نیاز نقشبندی کی جائگیر سے ہے جو یہ مقام کسی وقت اُن کے تصرف و اختیار میں تھے۔ ڈیڑھ صفحہ۔
- ۴۔ موتی رام کے نام تحریر، فارسی ایک صفحہ۔
- ۵۔ تختانہ داروں اور عمال محکمہٴ دیوانی کے نام حکمتانہ (فارسی)، ۴۴ صفحات۔
- ۶۔ شاہ زمان والی کابل کا حکمتانہ شاہ نیاز نقشبندی کی جائگیر کے متعلق مورخہ جمادی الثانی ۱۲۱۰ھ۔ (فارسی) ایک صفحہ۔
- ۷۔ نقل مراسلہ ولیم مورکرافٹ، بزبان فارسی ایک صفحہ۔
- ۸۔ جیون صاحب کے نام حکمتانہ (فارسی) ۵ صفحات۔
- ۹۔ پنڈت تارا چند جی کے نام حکمتانہ (فارسی) دو صفحات۔
- ۱۰۔ نقل رزولوشن نمبر ۳۳، مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۹۶ء (اردو)، بطور کالم ۶ صفحات۔
- ۱۱۔ نقل رزولوشن کونسل عالیہ (اردو) ایک صفحہ۔ مورخہ ۱۳ مئی ۱۸۵۵ء بمبئی۔
- ۱۲۔ حساب جمع بندی دفتر دیوانی (بزبان فارسی) ۷ صفحات۔
- ۱۳۔ نقل مسل جائگیر خواجگان نقشبندی بزبان اردو، تین صفحات۔
- ۱۴۔ نقل تجویز صدر بند و بست (اردو)، مورخہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء، ۹ صفحات۔
- ۱۵۔ نقل فرد جمع (ایک صفحہ)
- ۱۶۔ نقل حکم مثل اپیل نمبر (۴)، مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۰۲ء (اردو)، ۷ صفحات۔

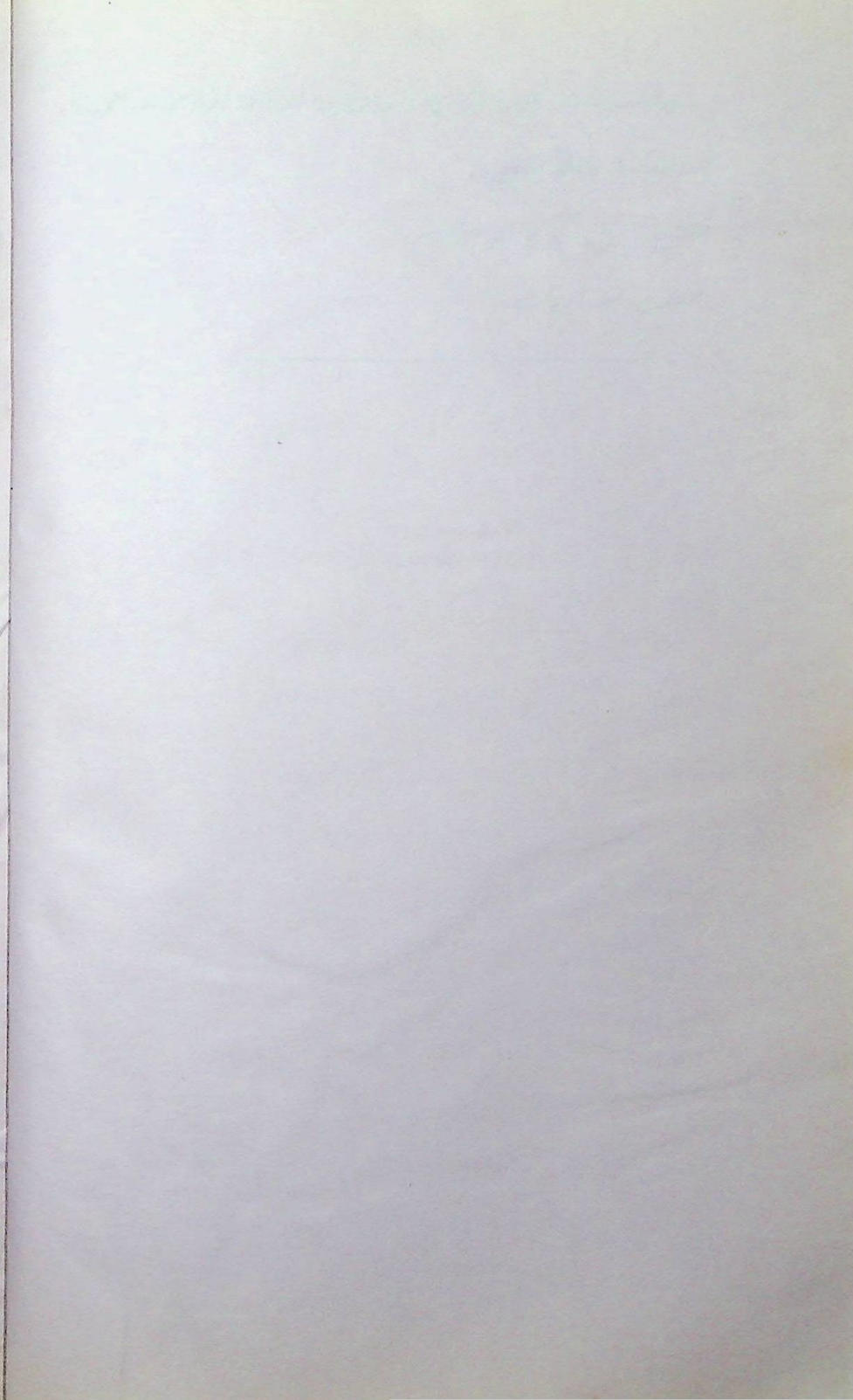
۱۷- درخواست محضور جناب مشیرالحداب و غیرہ بزبان اردو و فارسی ۵ صفحات۔

خط شکستہ، کاغذ کشمیری۔

تقطیع: $14 \frac{1}{4} \times 28 \frac{1}{4}$ سنٹی میٹر۔

مضمون دستاویزات۔





شیر خاص بادشاه لیتی پناه تارک تخت الدشیم ابریم



حضرت صاحبقران ثانی شهاب الدین محمد شایه جان شاه

شیر خاص بادشاه لیتی پناه تارک تحت الدشیم ابریم



حضرت صاحبقران ثانی شهاب الدین محمد شایبجان شاه